پاسبانِ حق

مولانا احمد رضا خان بریلوی کی کتاب
حسام الحرمین کا مکمل جواب

عقائد علمائے دیوبند اور حسام الحرمین

مصنفین

المہند علی المفند
حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری

الشہاب الثاقب
شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی

فیصلہ کن مناظرہ
مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ العالی

پیش لفظ
مولانا محمد تقی عثمانی مدیر البلاغ کراچی

مقدمہ و ترتیب جدید
مولانا حسین احمد نجیب رفیق التصنیف

دار الاشاعت

باہتمام محمد رضی عثمانی
طباعت نیو گزاز پریس کراچی
قیمت روپے

ملنے کے پتے :-

- دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۱
- ادارۃ المعارف دارالعلوم کراچی ۱۴
- مکتبہ دارالعلوم ڈاکخانہ دارالعلوم کراچی ۱۴
- ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انار کلی لاہور



فہرستِ مضامین

معرکۃ القلم

فیصلہ کن مناظرہ

ازحضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب مدظلہ

تکملہ

المہند علی المفند عربی مع اُردو ترجمہ

عقائد اہل سنت والجماعۃ

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری



پیش لفظ





از

مولانا محمد تقی عثمانی

مدیر البلاغ کراچی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

تاریخ اسلام کے ہر دور میں علمائے حق نے دین کی حفاظت اور کفر و الحاد اور شرک و بدعت کے مقابلے کے لئے اپنی زندگیاں وقف کیں، اور اس مقصد کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کیا، لیکن ان قربانیوں کے صلے میں جہاں اُمّت نے ان پر عقیدت و محبّت کے پھول نچھاور کئے، وہاں بعض اوقات غلط فہمیوں، اور بعض اوقات بغض و حسد کے جذبات نے ان کے خلاف سازشوں کے طوفان بھی کھڑے کئے، اور شاید کسی بھی دور کے علمائے حق ان آزمائشوں سے مستثنیٰ نہیں رہے۔ اکابر علمائے دیوبند کے ساتھ بھی یہی ہوا، جہاں ان کے علوم و فیوض سے فائدہ اٹھانے والی اُمّتِ مسلمہ نے انھیں اپنی آنکھ کا تارا سمجھا، وہاں بعض عناصر نے ان کے مقابلے میں مخالفتوں کا طوفان بھی کھڑا کیا۔

علمائے دیوبند نے چونکہ ہندوستان میں پھیلی ہوئی بدعات اور اعتقادی گمراہیوں کے سدِّ باب کے لئے پیہم جد و جہد کی، اس لئے بعض بریلوی حضرات نے قدم قدم پر ان کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کیں، اور ان کے خلاف سبّ و شتم، بہتان طرازی اور کفر کے نام نہاد فتووں کا بازار گرم کر دیا۔ بریلی کے مولانا احمد رضا خاں صاحب اس معاملے میں پیش پیش رہے جنھوں نے علمائے دیوبند کے خلاف اشتعال انگیز کارروائیوں کی انتہا کر دی۔

پورے عالم اسلام میں حرمین شریفین اور وہاں کے علماء کو جو قدر و منزلت ہے اسکی بناء پر مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے علمائے دیوبند کے خلاف مہم چلانے کے لئے یہ ضروری سمجھا کہ ان کے خلاف علمائے حرمین سے فتویٰ حاصل کیا جائے۔ چنانچہ اس غرض کے

لئے انھوں نے اکابر علمائے دیو بند کی ناتمام عبارتوں کی بنیاد پر ایک مفصل سوال مرتب کیا، جس میں ان حضرات کی طرف انتہائی وحشت ناک عقائد منسوب کئے گئے تھے۔ علمائے حرمین اصل حقیقت سے بے خبر تھے، اس کے باوجود ان میں سے بعض حضرات کا ماتھا ٹھنکا، اس لئے انھوں نے اس پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا، اور بعض حضرات نے قیود و شرائط کے ساتھ سوال کے مطابق جواب دیکر اس پر دستخط کر دیئے۔ اور مولانا احمد رضا خاں صاحب نے ہندوستان میں اس فتوے کو "حسام الحرمین" کے نام سے شائع کر کے علمائے دیو بند کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر دیا۔

اس وقت علمائے حق کی طرف سے "حسام الحرمین" کا ہر پہلو سے مکمل جواب دیکر اصل حقیقت واضح کر دی گئی تھی۔ لیکن افسوس ہے کہ اس فتنے کے مرجانے کے سالہا سال بعد پاکستان میں ایک بار پھر گڑے مُردے اکھیڑے جا رہے ہیں، اور یہ ارض پاک جو اسلام کے نام پر حاصل کی گئی ہے اور جہاں اُمتِ مسلمہ کے اتحاد کی از بس ضرورت ہے وہاں از سرِ نو افتراق و انتشار کے بیج بوئے جا رہے ہیں۔ چنانچہ بہت سی مغالطہ انگیز مناظرانہ کتابوں کے علاوہ "حسام الحرمین" کو بھی از سرِ نو شائع کر کے پھیلایا جا رہا ہے۔

اس بناء پر برادرِ محترم جناب محمد رضی صاحب عثمانی مالک دارالاشاعت نے یہ خواہش ظاہر کی کہ "حسام الحرمین" کے جو جوابات اس وقت دیئے گئے تھے، ان میں سے کوئی کتاب شائع کی جائے جو مسلمانوں کو "حسام الحرمین" کے مغالطوں سے آگاہ کر سکے۔ لیکن ایک عام قاری کے لئے تھوڑی سی دشواری یہ تھی کہ "حسام الحرمین" کا جواب مختلف پہلوؤں سے مختلف کتابوں میں پھیلا ہوا تھا مثلاً اس فتوے کی پوری تاریخ اور جس ترکیب کے ساتھ یہ فتویٰ حاصل کیا گیا اسکی پوری داستان حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے اپنی کتاب "الشہاب الثاقب" میں بیان فرمائی ہے جو اس وقت مدینہ طیبہ میں موجود تھے۔ اس فتوے کے بعد علمائے دیو بند کے حقیقی عقائد پر اکابر علمائے حرمین اور علمائے مصر و شام کا تصدیقی فتویٰ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "المہند علی المفند" میں نقل فرمایا تھا۔ اور "حسام الحرمین" میں علمائے دیو بند کی جن ناتمام عبارتوں سے وحشت ناک

عقائد برآمد کئے گئے تھے، ان کا جواب کچھ تو حضرت مدنیؒ کی "الشہاب الثاقب" میں بھی آگیا تھا، لیکن زیادہ مفصل، واضح اور سلیس جواب حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہم نے اپنی کتاب "فیصلہ کن مناظرہ" میں دیا تھا۔ چنانچہ احقر نے تجویز کیا کہ اگر "حسام الحرمین" کا جواب شائع کرنا ہو تو ان تینوں چیزوں کو یکجا کر دینا چاہیئے۔ تاکہ ایک عام قاری کو پوری صورتِ حال ایک ہی کتاب سے معلوم ہو جائے۔

البتہ "الشہاب الثاقب" کی زبان چونکہ خاصی پرانی ہے، اور اسکی ترتیب میں بھی عہدِ حاضر کے ذہن کے لئے قدرے الجھاؤ ہے، اسلیئے احقر کی فرمائش پر برادرِ عزیز مولانا حسین احمد نجیب صاحب مدظلہٗ (رفیق دار التصنیف دار العلوم کراچی) نے ایک مفصل مقدمہ لکھا جسمیں "الشہاب الثاقب" کی تمام ضروری باتوں کا خلاصہ بھی آگیا ہے، اور بعض دوسرے ضروری مضامین بھی ہیں۔ اسطرح بفضلہٖ تعالیٰ یہ کتاب اپنے موضوع پر نہایت جامع ہوگئی ہے اور انشاء اللہ ہر انصاف پسند انسان کے لئے اس میں تشفی کا وافر سامان موجود ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبولِ عام عطا فرمائے اور اس کے ذریعے شکوک و شبہات کے وہ کانٹے دور ہوں جو اللہ کے ان برگزیدہ بندوں کے خلاف خواہ مخواہ پیدا کر دیئے گئے ہیں۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ

احقر

محمد تقی عثمانی

دار العلوم کراچی ۱۴

۷ رجب المرجب ۱۳۹۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُقدمہ

وخلاصہ الشہاب الثاقب

مولانا حسین احمد نجیب

گذارشات

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ خصوصا علیٰ خیر خلقہ سید الاولین والآخرین خاتم النبیین والمرسلین سیدنا وشفیعنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ الطاہرین وعلماء امتہ الناصرین شریعتہ والعاملین علیہا رضی اللہ عنہم اجمعین ۔ وبعد :-

علمائے دیوبند کی دینی، علمی اور سیاسی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اس آخری دور میں حضرات علمائے دیوبند سے اپنے دین کی جو خدمت لی ہے اور انھیں زندگی کے ہر شعبے میں جن علمی، دینی اور سیاسی کارناموں کی توفیق بخشی کسی بھی معقول انسان کو ان کا اعتراف کیئے بغیر چارۂ کار نہیں۔

انگریزی استعمار نے ان حضرات کی تمام خدمات کو عوام الناس کی نظروں میں بے وقعت اور فروتر ثابت کرنے کے لیے مختلف اوچھے ہتھکنڈے استعمال کیئے، انہی سامراجی ہتھکنڈوں میں وہ بدنام زمانہ تحریریں ہیں جن کو جناب احمد

رضاخاں صاحب بریلوی کی کوششوں سے علمائے حرمین شریفین سے حاصل کیا گیا اور "حسام الحرمین" کے نام سے اسکی بے پناہ تشہیر کی گئی۔

یہ فتوٰی نما تحریریں کسی طرح اور کن حالات میں حاصل کی گئیں، اسکی تفصیلات پیش کرنے سے پہلے برطانوی استعمار کے چنگل میں محبوس ہندوستان میں اکابر علمائے دیوبند کی دینی، علمی اور سیاسی خدمات کا مختصر حال جان لینا ضروری ہے تاکہ ان حالات کی روشنی میں علمائے دیوبند کے خلاف انگریزی استعمار کے بعض مداحوں کے حاصل کردہ "فتاوٰی حرمین شریفین" کی صحیح پوزیشن کا جائزہ سامنے آسکے۔

علمائے دیوبند اور اُنکی خدمات

"دیوبند" درحقیقت اس دینی، علمی اور سیاسی تحریک کا زندہ و تابندہ نشانِ امتیاز ہے جس کا آغاز شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی سعی و جہدِ مسلسل سے بارھویں صدی ہجری کے اواخر میں انحطاط پذیر سلطنتِ مغلیہ کے دور میں ہی ہو چکا تھا۔

اور علمائے دیوبند ان نفوسِ قدسیہ کا دوسرا نام ہے جن کے مبارک ہاتھوں نے ملّتِ اسلامیہ کی منجدھار میں ہچکولے کھاتی کشتی کو ساحلِ مراد تک پہنچانے کے لئے نمایاں کردار ادا کیا۔ دینِ اسلام پر باطل پرستوں کے علمی حملوں کے سامنے اپنے آپ کو سدِ سکندری بنا دیا۔

"ولی اللٰہی تحریک" نے "تحریکِ دیوبند" کا نام اختیار کیا اور جو خدمات انجام دیں ان کا مختصر جائزہ علمائے دیوبند کی دینی، علمی اور سیاسی خدمات" کے علیحدہ علیحدہ عنوانات کے ضمن میں پیشِ خدمت ہے۔

دینی خدمات | مغلیہ سلطنت کے دورِ انحطاط میں روافض و ہنود نے طوائف الملوکی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عقائد اہل السنت والجماعت کے بارے میں تشکیک و مغالطہ آمیزی اس زور و شور سے شروع کر دی تھی کہ عوام الناس صحیح اسلامی عقائد

سے نا آشنا ہوتے جارہے ہندوانہ بت پرستی کے مشابہ گور پرستی اہل سنت کا بنیادی عقیدہ قرار دیجانے لگی۔ پروپیگنڈے کی شدت نے ناواقف عوام کو ان تمام اسلوں پر ڈالنے کا کام شروع کر دیا جنکو نام تو اسلام کا دیا گیا مگر ذرا غور و تدبر سے کام لیا جائے تو اسلام نام کی کوئی چیز وہاں نظر نہیں آسکتی تھی۔

شاہ ولی اللہؒ اور شاہ عبد العزیزؒ نے اس شرک و بدعت کے طوفان کے سامنے کلمۂ توحید بلند کیا جسکی پاداشں میں شاہ ولی اللہؒ کے دونوں پہونچوں سے کاٹ ڈالے گئے۔ شاہ عبد العزیزؒ کو خاندان سمیت دوسری جگہ منتقل ہونا پڑا۔ شاہ صاحب نے دو ایسے جرنلوں کی تربیت فرمائی جن کو تاریخ اسلام میں شاہ اسماعیل شہیدؒ اور سید احمد شہیدؒ کے نام سے قیامت تک نمایاں مقام حاصل رہیگا۔

تحریکِ ولی اللٰہی کے ان دونوں جرنیلوں نے ہندوستان کے طول و عرض کا وسیع اور طویل دورہ کیا۔ جگہ جگہ قیام کر کے درس و تدریس اور اصلاح عقائد و رسوم کے حلقے قائم کئے۔ مسلسل بیس سال تک تبلیغ و اصلاح کا یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا جس نے شرک و بدعات کے اندھیروں کو نورِ توحید سے پھاڑنا شروع کیا تو شرک و بدعت کے مذہبی علمبرداروں نے وہ واویلا مچایا کہ خدا کی پناہ! انگریزی استعمار چونکہ ہندوستان پر اپنی گرفت مضبوط کر چکا تھا اس لئے اُس نے ان موحدین کے خلاف شرک و بدعت کے شور و شغب کو خوب اچھالا۔ اور سادات کی اس خالص دینی و اسلامی تعلیم کے ڈانڈے نجد کے وہابیوں کے ساتھ ملانے میں استعماری پروپیگنڈہ مشینری نے بھرپور کردار ادا کیا[1] مگر ؎

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کی ناکامی کے بعد انگریزی سامراج نے آریہ سماجیوں

---

[1] غلام رسول مہر: "سیرت سید احمد شہید" ڈاکٹر ہنٹر: ہمارے ہندوستانی مسلمان صـ ۱۹۸، مولانا حسین احمد مدنی: نقش حیات صـ ۶۶، ۶۷

کے ساتھ ملکر اسلامی معتقدات پر دو طرح سے حملہ کر دیا[1]

۱۔ انگلستان سے عیسائی پادریوں کی ایک خاص تربیت یافتہ کھیپ سرزمین ہندوستان میں محض اس مقصد کے لئے بھیجدی گئی کہ ہندوستان کے شکست خوردہ مسلمان عوام کو وسیع پیمانہ پر عیسائی مذہب اپنا لینے پر مجبور کر دیا جائے۔

۲۔ آریہ سماجیوں نے ان مسلمانوں کو مرتد بنا لینے کی کوششیں تیز تر کر دیں جن کے خاندانوں میں ابھی تک اکثریت ہندو مذہب پر عمل پیرا تھی۔

پنجاب، جنوبی ہند اور آسام کے علاقوں میں بے شمار لوگ صلیب کے سایہ تلے پہونچ گئے۔ شمالی ہند اور پہاڑی اضلاع میں آریہ سماج نے اپنے خاندانی اثرات کا خوب استعمال شروع کر دیا۔

اسکے ساتھ ساتھ اسلامی تہذیب و ثقافت سے نئی نسل کو بیگانہ کر دینے کی کوشش تعلیمی پالیسیوں کی شکل میں علیگڑھ، کلکتہ، دہلی اور دوسرے بڑے بڑے شہروں میں اپنے تباہ کن اثرات ظاہر کر رہی تھی۔

رہی سہی کسر بدایوں، ملتان اور بریلی کے بدعت و شرک کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے والے مذہبی ٹکسالی اداروں نے پوری کر دی تھی۔ اسلام اور اسلامی عقائد و اعمال کے برعکس ہندو رسم و رواج اور رافضی عقیدہ، عقائد اہل سنت کے نام سے مسلمانوں کو پلایا جانے لگا۔

حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ، مولانا عبدالحیؒ مولانا محمد منیر نانوتویؒ، مولانا سید ابوالمنصور محمد منور علیؒ، مولانا فخر الحسن گنگوہیؒ سید احمد علی دہلویؒ، اور ان کے ہمرکاب، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی سرکردگی میں ان حملوں کا وہ منہ توڑ جواب دیتے ہیں کہ آریہ سماجی اپنی کرم کریا کا فریضہ خود انجام دیتے ہیں عیسائی پادری اپنی صلیب کے ٹکڑے سات سمندر پار پہنچا دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

---

[1] سوانح قاسمی وغیرہ کتب ملاحظہ ہوں نیز سر سید احمد خاں کی تصنیف اسباب بغاوت ہند ص ۱۷-۲۳ بحوالہ علمائے ہند کا شاندار ماضی۔

البتہ دو دشمن باقی رہ گئے مگر اُمتِ مسلمہ کے لئے اُنکی حیثیت مارِ آستین کی تھی اور یہ کشمکش اب تک جاری ہے، مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی اظہار الحق[۱] اور مولانا نانوتوی کی میلہ خداشناسی، حجۃ الاسلام، مباحثہ شاہجہان پور، تحفہ لحمیہ انتصار الاسلام، وغیرہ تصنیفات کفر و توحید کی اس کشمکش کا ایک دھندلا سا نقشہ آج بھی نگاہوں کے سامنے لاکھڑا کر دیتی ہیں[۲]

اس کے بعد اُمتِ مسلمہ اور اس کے عقائد پر آریہ سماج، عیسائی پادریوں، انگریزیت اور بدعت و شرک کے اس متحدہ، زہریلے اور تباہ کن حملے کو روکنے کے لئے اسلامیانِ ہند کی رہنمائی کا فریضہ جن کاندھوں پر ڈالا گیا ان کو تاریخِ مذہب اسلام رشید احمد گنگوہیؒ، شیخ الہند محمود الحسن صاحبؒ، حکیم الامۃ اشرف علی تھانویؒ حسین احمد مدنیؒ، انور شاہ کشمیریؒ، کے اسمائے گرامی سے یاد کرتی رہے گی۔

دینی عقائد و اعمال کو قرآن و سنت کی روشنی میں کفر و شرک و بدعت کی آلائشوں سے پاک رکھ کر ہندوانہ رسم و رواج سے ممتاز و منفرد حیثیت دینا اور عملاً اُسے اپنانا اور پھر اس کو ایک مسلسل اور مستقل اصلاحی تحریک کی شکل دینا ایک ایسا عظیم کارنامہ ہے جس سے کسی باشعور اور حق شناس انسان کیلئے انکار کی گنجائش نہیں

علمی خدمات ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کی سیاسی ناکامی کے بعد انگریزی استعمار کے ہاتھوں دہلی کے علمی مراکز برباد ہو گئے، علمی مراکز کی تباہی نے تحریک ولی اللّٰہی کو شدید نقصان پہنچایا۔ چنانچہ اس طرف اکابرین تحریک نے پوری توجہ دی، اس لئے کہ اسلامی علوم کی صحیح معنی میں ترویج

---

[۱] اظہار الحق پاکستان میں، "بائبل سے قرآن تک" کے عنوان سے اردو لباس میں طبع ہو چکی ہے۔ ۱۲

[۲] اس دور کی تفصیلات کیلئے ملاحظہ ہو:- مولانا محمد میاںؒ: علمائے ہند کا شاندار ماضی، علمائے حق کے کارنامے مولانا غلام رسول مہر: سیرت سید احمد شہیدؒ، جماعت مجاہدین، سرگذشت مجاہدین مولانا مناظر احسن گیلانی سوانح قاسمی، پروفیسر فخر الحسن: تذکرہ قاسمی اور حضرت نانوتویؒ کی تمام کتب اختصار کے پیشِ نظر یہاں ہم نے محض چند اشارات کا تذکرہ کیا ہے تحقیق طلب نگاہوں کو انشاء اللہ سیرابی کے مواقع میسر ہوں گے۔ ۱۲

وحفاظت کئے بغیر اسلامیان ہند کی صحیح اسلامی خطوط پر تربیت ناممکن تو نہیں البتہ مشکل کام تھا۔

چنانچہ ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۸۶۷ء کو دار العلوم دیوبند (مدرسہ عالیہ دیوبند) کا قیام عمل میں لایا گیا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے تدریج علوم اسلامیہ کی خاطر سہارنپور، مراد آباد، تھانہ بھون، میرٹھ، بریلی، دہلی، کانپور، آگرہ، کراچی، جالندھر رائے پور اور بے شمار شہروں اور قصبات میں دیوبندی فضلاء وعلماء نے علمی مراکز قائم کر دیئے۔ قیام پاکستان کے بعد ہر چھوٹے بڑے شہر میں مزید مدارس ومکاتب کا جال بچھا دیا گیا۔ جو علمائے دیوبند کی علمی خدمات کا منہ بولتا ثبوت ہے علوم قرآن وسنت اور فلسفہ وکلام کے ماہرین علماء کی تربیت کے ساتھ ان علمی مراکز سے قرآن وسنت اور فقہ وکلام کے علمی جواہر پارے تشنگان علم کی پیاس بجھانے کے لئے دنیا کے ہر گوشے میں موجود ہیں ایک سرسری نظر میں ان کا مختصر جائزہ پیش خدمت ہے :۔

- علوم قرآن ۔ قرآن کی خدمت کے لئے مکاتب و مدارس کے علاوہ زندۂ جاوید کتب میں شیخ الہند محمود الحسنؒ کا ترجمۂ قرآن مجید اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی اس پر تفسیر، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تفسیر "بیان القرآن" مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہٗ کی تفسیر "معارف القرآن"، علمی دنیا سے خراج تحسین وصول کر چکی ہیں۔ حضرت تھانویؒ کے زیر نگرانی احکام القرآن عربی زبان میں اپنے موضوع پر لاجواب تصنیف ہے۔

علوم حدیث کی جو خدمت اس آخری دور میں علمائے دیوبند کے ذریعہ انجام پذیر ہوئی قرون اولیٰ کے محدثین کی یاد تازہ کر دیتی ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی بخاری شریف کی شرح "فیض الباری"، "العرف الشذی" شرح ترمذی۔

مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کی ابو داؤد کی شرح "بذل المجہود"۔

- علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی "فتح الملہم علی صحیح مسلم"
- مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کی "التعلیق الصبیح علی مشکوٰۃ المصابیح"
- مولانا محمد زکریا شیخ الحدیث مدظلہٗ کی "اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالکؒ"۔
- مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کی "اعلاء السنن"
- مولانا محمد یوسف بنوری مدظلہٗ کی "معارف السنن" شرح ترمذی۔ عربی زبان میں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی شروح ہیں جو دنیائے اسلام کے ہر خطہ کے علمی حلقوں سے اپنی افادیت تسلیم کرا چکی ہیں اس کے علاوہ اردو زبان میں مولانا بدر عالم میرٹھیؒ کی "ترجمان السنۃ" مولانا محمد زکریا مدظلہٗ کی "شرح شمائل ترمذی" مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہٗ کی "معارف الحدیث" اپنی افادیت کا منہ بولتا ثبوت پیش کر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ علوم حدیث اور حفاظت حدیث کے موضوع پر علمائے دیوبند کے علمی جواہر پارے حد و شمار سے باہر ہیں۔
- علوم فقہ۔ فقہ اسلامی اور خصوصاً فقہ حنفی کی ترویج و اشاعت میں مسلک دیوبند سے وابستہ علمی مراکز نے جو خدمات انجام دی ہیں اگر ان کا بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو ایک مستقل تصنیف ترتیب پا سکتی ہے یہاں بطور نمونہ چند علمی جواہر پاروں کا مختصر تذکرہ کافی ہے :-

★ امداد الفتاوٰی (حضرت تھانویؒ ۶ ضخیم جلدوں میں)

★ فتاوٰی دار العلوم دیوبند (۱۴ ضخیم جلدوں میں)

★ فتاوٰی رشیدیہ (حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ)

★ کفایت المفتی (مفتی کفایت اللہؒ ۹ ضخیم جلدوں میں)

★ جواہر الفقہ (مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ ۲ جلدوں میں جدید فقہی مسائل کا قرآن و سنت اور فقہ کی روشنی میں حل)

★ احکام القرآن (عربی) مولانا ظفر احمد عثمانیؒ مولانا محمد ادریس کاندھلوی رح

مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ ۶ جلدوں میں)

اس کے علاوہ فقہ حنفی پر مخالفین کے اعتراضات کے جواب میں بیشمار علمی رسائل معرضِ وجود میں آئے جنکی افادیت اپنی جگہ مسلّمہ ہے۔

● عقائد و علم کلام کے موضوع پر عربی اور اردو میں بے شمار کتب تحریر میں آئیں جن سے دینِ اسلام پر وارد کئے جانے والے ہر اعتراض کا کافی و شافی جواب دیا گیا ہے۔

● معاشرت، سیاست، سوانح، سیرت، تاریخ، ادب حتیٰ کہ طب و جراحت کے موضوعات اور خالص دینی علوم کی توضیح و تشریح کی حامل ان کتب کی فہرست مرتب کی جائے جو علمائے دیوبند کے قلم معجز نما سے ظہور میں آئیں تو ایک ضخیم کتاب ان کتب کے اسماء ہی سے مرتب ہو جائے گی۔

اس پر طرّہ امتیاز یہ کہ تمام کتب کی اشاعت مسلسل ہو رہی ہے، اور اس کے ساتھ وقت کے چیلنج کے جواب میں مزید علمی جواہر پارے مرتّب ہو رہے ہیں۔

سیاسی خدمات جب کبھی انگریزی استعمار سے ہندوستان کی آزادی کی بات آئے گی تو علمائے دیوبند کا تذکرہ سرِفہرست ہوگا۔ اکابرِ دیوبند میں "تحریک سید احمد شہیدؒ، ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں "تھانہ بھون کی اسلامی حکومت"، "شاملی کا جہاد"، "تحریک شیخ الہند"، "ریشمی رومال کی تحریک" ایسی حقیقتوں کے چند عنوان ہیں جن سے متعصب سے متعصب مورّخ بھی چشم پوشی نہیں کر سکتا۔

یہاں اس مختصر مقالہ میں تفصیل کی گنجائش نہیں تاہم "تھانہ بھون کی اسلامی حکومت اور شاملی کے جہاد" کا مختصر تذکرہ نہایت ضروری ہے کیونکہ غالباً یہی وہ بڑا محرک ہے جس کے پیشِ نظر انگریزی استعمار کے بعض مدّاحوں کی سعی نامشکور سے وہ بدنام زمانہ تحریریں "حسام الحرمین" کے عنوان سے

معرضِ وجود میں آئیں جنکا جائزہ آئندہ سطور میں پیش کیا گیا ہے ۔

تھانہ بھون کی اسلامی حکومت اور جہاد شاملی

"تحریکِ سید احمد شہیدؒ" سے وابستہ جماعتِ مجاہدینِ آزادی[۵] کی کارروائیوں نے سرحدی علاقوں میں انگریزی افواج کے لئے مشکل ترین حالات پیدا کر رکھے تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی اگرچہ غیر منظم اور وقتِ مقررہ سے پہلے شروع ہو جانے کی وجہ سے دور رس نتائج کی حامل نہ تھی، تاہم اندرون ہند مجاہدین آزادی[۶] نے خوب بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔

شاہ اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کی خاص ہدایت پر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ حجاز سے واپس ہندوستانی تشریف لاتے ہیں تھانہ بھون علماءِ مجاہدین کا ہیڈ کوارٹر بن جاتا ہے۔ ہندوستان کے سیاسی حالات کا شریعتِ اسلامی کی روسے مکمل جائزہ لیا گیا۔ زبردست بحث وتمحیص کے بعد حضرت حاجی امداد امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی سرکردگی میں تھانہ بھون میں "اسلامی حکومت" قائم کر دی گئی اور جہاد کی تیاری شروع ہو گئی جس میں مندرجہ ذیل مرکزی عہدیدار تجویز ہوئے:

---

[۵] انگریز اور اس کے حاشیہ بردار مؤرخین مجاہدین آزادی کو جگہ جگہ "وہابی جہادی" کے لقب سے پکارتے ہیں جو کہ ایک سامراجی ہتھکنڈہ تھا۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مولانا محمد میاںؒ کی مشہور کتاب علمائے ہند کا شاندار ماضی جلد چہارم ۔ ۱۲۔

[۶] ہندوستان کی تحریکِ آزادی میں علماء کا کردار کیا رہا ہے اس کی تحقیق وتوضیح کے لئے مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ ضروری ہے ● مولانا غلام رسول مہر؛ سیرت سید احمد شہید، جماعت مجاہدین، سرگذشت مجاہدین ● مولانا مناظر احسن گیلانی؛ سوانح قاسمی ● مولانا محمد میاں؛ علمائے ہند کا شاندار ماضی، علمائے حق کے کارنامے ● برطانوی عدالت کا مقدمہ ترجمہ مولانا محمد میاں، تحریک شیخ الہند، شاہ ولی اللہ کی سیاسی تحریک ● مولانا حسین احمد مدنیؒ؛ نقشِ حیات ● ڈاکٹر ہنٹر؛ ہمارے ہندوستانی مسلمان ● سرسید؛ اسباب بغاوتِ ہند۔

امیر :۔ حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ۔
سپہ سالارِ افواج :۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ۔
قاضی القضاۃ :۔ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ۔
دائیں بائیں بازو کے افسر :۔ مولانا محمد منیر نانوتوی اور مولانا محمد ضامن شہید رحمۃ اللہ علیہما۔[1]

ان افسروں کی سرکردگی میں مجاہدین کی فوج ترتیب دی گئی، شاملی جو کہ انگریزی فوجوں کی چھاؤنی تھا اس پر حملہ کر کے اُسے فتح کر لیا گیا، مجاہدین کی یہ فوج دہلی پر قبضہ کے لئے روانگی کی تیاری میں مصروف تھی کہ تقدیر کا فیصلہ سامنے آیا۔ جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ شکست خوردہ انگریزی افواج فتحیاب ہونے لگیں۔ مجاہدین آزادی کو پے در پے شکستوں کا سامنا ہونے لگا۔

انگریزی افواج تھانہ بھون پر حملہ آور ہوئیں مگر شکست کھائی دوبارہ کرنل ڈنلاپ کی سرکردگی میں انگریزی فوج نے حملہ کیا اور تھانہ بھون کو فتح کر لیا۔ قتل و غارت اور لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا۔ تھانہ بھون کے بعد شاملی پر چڑھائی کی اور اُسے بھی فتح کر کے تباہ و برباد کر دیا۔[2]

"تحریکِ آزادی" جنگ ہار گئی مگر جوشِ جہاد دبایا نہ جا سکا۔ دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور، جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد کا قیام اسی روحِ جہاد کو زندہ و تابندہ رکھنے کی غرض سے معرضِ وجود میں آیا۔ حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ مکہ معظمہ میں قیام پذیر ہو گئے اور وہاں بیٹھ کر آزادئ ہند کی تحریک کی قیادت فرماتے تھے۔[3]

بظاہر ان مدارس نے سیاسیات سے علیحدگی کا اعلان کر دیا تھا مگر درحقیقت آزادئ وطن کے لئے سیاست اور جدوجہد آزادی دین و مذہب کی ہمہ گیر تفسیر کے

---

[1] علمائے ہند کا شاندار ماضی ج ۴ ص ۳۰۲ مطبوعہ دہلی، شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک ص ۱۸۳۔
[2] ۱۸۵۷ء کے مجاہد ص ۱۶۷، بحوالہ علمائے ہند کا شاندار ماضی ج ۴ ص ۳۰۲

مطابق ایک فرض کی حیثیت سے اکابرینِ دیوبند کے عقیدہ میں شامل تھی۔ البتہ اس جدوجہد کو دوسرا رنگ دے دیا گیا۔

۱۸۸۵ء میں انڈین نیشنل کانگریس کی بنیاد رکھی گئی۔ اس ظاہری سیاسی پردہ کے پیچھے اس خفیہ تحریکِ آزادی کی داغ بیل ڈالی گئی جسے تاریخ کے صفحات پر تحریک شیخ الہند" اور "ریشمی رومال کی تحریک" کے نام سے ہمیشہ سنہرے حروف سے تحریر کیا جاتا رہے گا۔[۱]

اکابرینِ دیوبند کی روشن کی ہوئی شمع آزادی کے ذریعہ روحِ جہاد ہر مسلمان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکی تھی۔ آئے دن اس کے مظاہرے انگریزی امپریلزم کے لئے سوہانِ روح بن چکے تھے۔

اس روحِ جہاد کو ختم کرنے کا واحد ذریعہ انگریز مفکروں نے یہ تجویز کیا کہ علمائے دیوبند سے ہندوستانی مسلمانوں کا رابطہ ختم کر دیا جائے۔ جب رابطہ نہ ہوگا تو روحِ جہاد خود بخود دم توڑ دے گی اسی "مقدس مقصد" کے تحت پنجاب سے ایک نبی کھڑا کیا گیا۔ بدایوں اور بریلی سے علمائے دیوبند کو کافر ثابت کرنے والا ایک گروہ تیار ہو گیا، شکم پرور رافضی پیروں کا وہ طبقہ جو مجدد الف ثانیؒ اور شاہ ولی اللہ کی اذیت ناکیوں کا سبب بنا تھا اس گروہ کی پشت پناہی کے لئے کھڑا کیا گیا۔

جب بریلی اور بدایوں کے فتوے علمائے دیوبند کی سیاسی و مذہبی پوزیشن کو کمزور نہ کر سکے تب احمد رضا خاں صاحب نے حرمین شریفین کا رُخ اختیار کیا اور انگریزی سامراج کے چنگل میں محبوس ہندوستان کو "دارالاسلام"[۲] قرار دیکر علمائے حرمین سے انگریزی استعمار کے خلاف آزادی کی جنگ لڑنے والے مجاہدین کے اس ہراول دستے کو کافر ثابت کرنے کے لئے ان تحریروں کو وجود بخشا جس کو "حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین" کا رنگین نام دیا گیا۔

---

[۱] احمد رضا خاں صاحب: مجموعہ فتاوٰی عرفانِ شریعت ص۔ ج ۱ مطبوعہ ادارہ اشاعت ڈچکوٹ لائلپور

[۲] مولانا عبیداللہ سندھیؒ: شاہ ولی اللہ کی سیاسی تحریک ص ۲۰۳-۲۰۴ علمائے ہند کا شاندار ماضی ج ۳ ص ۳۱۳-۳۱۴

[۳] ایضاً ص ۲۰۵ و شاندار ماضی ج ۳ ص ۲۱۵

یہاں یہ سوال خارج از بحث ہے کہ انگریزی حکومت اور خاں صاحب اور بریلی و بدایوں کے ان حلقوں کی نظر میں اگر کوئی قوت قابلِ گردن زدنی قرار دی جا سکتی ہے تو وہ علمائے دیوبند ہی کا گروہ کیوں ہے؟ کیا دنیا میں صرف وہی گروہ ناقابلِ معافی اور کفر کی حدود کو عبور کرنے والا رہ جاتا ہے جو انگریزی امپیریلزم کی بنیادوں کو متزلزل کر ڈالنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

گذشتہ سطور میں علمائے دیوبند اور انکی دینی، علمی اور سیاسی خدمات پر نیز علمائے دیوبند اور انگریزی استعمار کے خلاف انکی جدوجہد آزادی کا جو مختصر تذکرہ پیش کیا ہے اسکی روشنی میں ان حضرات کے خلاف فتویٰ بازی کا جو بازار گرم کیا گیا تھا اس کا سمجھنا قدرے آسان ہوگیا آئندہ سطور میں احمد رضا خاں صاحب کی اس سعیِ نامشکور کو آسانی تفہیم کے لئے ہم دو ابواب میں تقسیم کرتے ہیں۔

★ ۔ "تصویر کا ایک رخ" اس عنوان کے تحت ہم وہ تمام واقعات بیان کریں گے جن میں خاں صاحب کی حجاز مقدس میں آمد، ان کے ساتھ پیش آنے والے واقعات، علمائے دیوبند کے خلاف افتراء پردازی، حسام الحرمین پر تصدیقات کس طرح کروائی گئیں اور پھر ان تصدیقات کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔

★ ۔ "تصویر کا دوسرا رخ" اس عنوان کے تحت وہ واقعات وحالات آئیں گے جب علمائے حرمین پر یہ حقیقت کھل گئی کہ احمد رضا خان کون تھے؟ علمائے دیوبند کا کیا مقام ہے؟ اور عقائد اہل سنت والجماعت کیا ہیں؟

تصویر کے یہ دو رخ نقاب اٹھنے سے پہلے اور بعد کے واقعات کی ایسی سچی تصویر پیش کرتے ہیں جس کے بعد اعترافِ حقیقت سے پہلوتہی صرف کور باطن ہی کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس انسان کو بھی شعور کا ذرہ برابر عنایت فرمایا ہے وہ حق و باطل میں بآسانی فرق معلوم کر لیگا۔ وباللہ التوفیق۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصویر کا ایک رخ

برصغیر ہند میں انگریز اور انکے حواریوں نے پیہم تجربات سے اس حقیقت کو جان لیا کہ اکابر علمائے دیوبند و تھانہ بھون کے خلاف انکی پروپگنڈہ مشینری کے تمام اوچھے ہتھکنڈے بیکار ثابت ہوئے ہیں، مسلمانوں کے جذبۂ حریت اور شوقِ جہاد کو کسی طرح بھی کم نہیں کیا جا سکا نیز "حرمین شریفین" اور وہاں کے علماء کی قدر و منزلت عالم اسلام اور خصوصًا ہندوستان کے مسلمانوں کے دلوں میں موجزن ہے۔

ان حالات میں نہ جانے کونسے عظیم مقصد کے لئے انگریزی اقتدار کے شکنجے میں محبوس ہندوستان کو "دار الاسلام"[۱۱] قرار دینے والے گروہ کے ایک اہم رکن مولوی احمد رضا خاں صاحب نے حجازِ مقدس کے لئے رختِ سفر باندھا اور علمائے دیوبند اور تحریک آزادی کے مجاہدین کو کافر و مرتد ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا[۱۲] اور علمائے حرمین شریفین سے اپنے

---

[۱۱] اسی زمانہ میں انگریزی استعمار کے مضبوط ترین حریف مسلم حکمران ترکوں کے خلاف ایسا ہی فتویٰ حاصل کرنے کی کوشش کی گئی۔ حیات شیخ الہندؒ کے مصنف کے الفاظ میں :-

[۱۲] ہندوستان میں شریف (مکہ میں ترکی خلافت کی طرف سے گورنر حجاز کے عہدہ پر فائز تھے۔ ۱۲) کی بغاوت کی خبریں پہونچکر انکی طرف سے عام بدظنی پھیل رہی تھی۔ اور اخبارات میں اس پر بڑی بحث ہو رہی تھی۔ علمائے حقانی کے فتوے شریف صاحب کے فعل کو قابلِ ملامت قرار دیتے تھے۔ اور بعض لوگ گورنمنٹ برطانیہ کی ناراضی کے اندیشہ سے خاموشی حق پوشی یا مصلحت اندیشی کو ترجیح دے رہے تھے۔ بزعمِ خود اس شورش

اس مقصد میں معاونت کے خواستگار ہوئے۔

فطرت کی ستم ظریفی ــــ کہ حجاز مقدس میں قدم رکھتے ہی خاں صاحب

(گذشتہ صفحہ سے حاشیہ) کو دبانے کے لئے اور حرم شریف اور اہل عرب کے چند خوفزدہ یا مصلحت اندیش علماء کے فتوای سے اہل ہند کو مرعوب کرنیکے لئے (کسی کی تحریک سے، حیدر آباد دکن کے رہنے والے ایک شخص خان بہادر مبارک علیخان مکہ معظمہ پہونچے۔ اور شریف صاحب اور ان کے ماتحتوں کی اعانت حاصل کرکے ایک استفتاء اور اس کا جواب تیار کرایا کہ بعض مبالغہ آمیز واقعات کی بنا پر ترکوں کو ملحد اور کافر ثابت کرکے شریف صاحب کی سرکشی اور خودسری اور عدم اطاعت کو حق بجانب ثابت کیا جائے۔ مکہ معظمہ کے چند علماء نے جب اپنی غلط فہمی یا شریف صاحب کے خوف سے اس پر دستخط کر دیئے تو وہی استفتاء حضرت مولانا (شیخ الہند) کی خدمت میں پیش کیا حضرت مولانا کو الزامی جوابوں کا گویا الہام ہوا کرتا تھا۔ بہت سادگی سے فرمایا "اس کے عنوان اور پیشانی پر جب تم خود یہ لکھتے ہو کہ "من علماء الحجاز و فضلاء مکۃ والمدرسین بالحرم الشریف" (یعنی علمائے حجاز اور فضلائے مکہ اور حرم شریف کے مدرسین کا فتوای) تو مجھ غریب ہندی مسافر کے دستخط کیسے مناسب ہیں؟ اسکے علاوہ جن افعال و اقوال سے ترکوں کو کافر و مرتد ٹھہرایا ہے اور ان کا ارتداد و زندقہ ثابت کیا ہے ان کے صحیح اور واقعی ہونے کا مجھے علم نہیں پھر میں اسکی کیسے تصدیق کر سکتا ہوں" (حیات الشیخ الہند ص۴۲ مطبوعہ دیوبند) ــــ اور یہ واقعہ ان ایام میں پیش آیا جن کے بارے میں شریف مکہ نے شیخ الہند کو انگریزوں کے حوالے کیا اور آپ اسارت مالٹا کے لئے گرفتار کر لئے گئے۔ شریف اور انگریزوں کے جو تعلقات تھے شریف ہی کے الفاظ میں :-

"... چونکہ ہماری دوستی گورنمنٹ برطانیہ سے نئی نئی ہے اس لئے ہم کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہتے جو اسکی خلاف رضا ہو اور ہمارے تعلقات میں مخل ہو" (مولانا سید اصغر حسین، حیات شیخ الہند ص۴۶ مطبوعہ دیوبند ۱۳۴۰ھ) ــــ حالات کے اس دھارے میں فتاوای حسام الحرمین کا جائزہ لیا جائے تو اشتباہ و التباس کی ذرہ برابر گنجائش نہیں رہتی کہ اس فتاوای کے حصول سے انگریزی امپریلزم کے کن مقاصد کو تقویت حاصل ہو سکتی ہے ــ (۱۲ نجیب)

؎۵ خانصاحب کا فتوای ان الفاظ میں طبع ہو چکا ہے :- الجواب: سود اور رشوت مطلقاً حرام ہے۔ ہندوستان دارالحرب نہیں دارالاسلام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (عرفان شریعت مجموعہ فتاوای احمد رضاخاں مطبوعہ سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ لائل پور ڈجکوٹ۔

کو بعض ناخوشگوار حالات سے دوچار ہونا پڑا اور پھر علمائے حرمین سے جس طرح تصدیقات حاصل کی گئیں ــــ اسکی کہانی میں ہر معقولیت پسند ذہن کے لئے عبرت کے سامان موجود ہیں۔

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ عرصہ دراز سے مدینہ منورہ میں قیام پذیر تھے، اسلیئے ان واقعات کے چشم دید گواہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

احمد رضا خاں صاحب کی حجاز مقدس میں آمد اور گرفتاری

۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۵ء کا زمانہ حج تھا۔ ہندوستان کے دیگر عازمین حج کے ساتھ مولانا خلیل احمد سہارنپوری اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بھی حج بیت اللہ شریف کی غرض سے سرزمین حجاز پہونچے، خاں صاحب مکہ مکرمہ پہونچے ہی تھے کہ کچھ ہی دنوں بعد جناب شیخ محمد معصوم صاحب نقشبندی رامپوری مرحوم جو ان دنوں شریف مکہ کے مشیروں میں شمار ہوتے تھے، کے پاس ہندوستان سے ایک طویل محضر نامہ پہنچا۔ جس میں ہندوستان کے بیشمار بڑے بڑے لوگوں کے دستخطوں اور مہروں کے ساتھ یہ درج تھا کہ...... بن...... شہر...... کا رہنے والا ہے جو آجکل حجاز میں ہے یہ شخص اعلیٰ درجہ کا خواہش نفسانی اور بدعات میں مبتلا ہے تمام مسلمانوں، خصوصًا علمائے کرام اور بزرگان دین کو فاسق اور گمراہ کہتا پھر رہا ہے اور لوگوں میں ان حضرات کے بارے میں نفرت پھیلاتا رہتا ہے۔ ابتک اس نے سینکڑوں علمائے کرام کی تکفیر اور سب وشتم میں رسالے لکھ ڈالے ہیں، غلط عقائد لوگوں میں پھیلاتا رہتا ہے۔ ہر گھر میں اسکی وجہ سے لڑائی جھگڑے پیدا ہوتے رہتے ہیں [1]

اس محضر نامہ بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ ہندوستان میں چونکہ انگریزی حکومت اس شخص کی پشت پناہی کر رہی ہے جسکی وجہ سے اس کے خلاف عدالت سے کوئی کارروائی عمل میں نہیں آسکتی۔ لیکن خطۂ عرب میں چونکہ مسلمانوں کی حکومت ہے

---

[1] مولانا حسین احمد مدنیؒ، نقش حیات ص۱۰۰ ج ا المحصنا و الشہاب الثاقب ص۲۷۔

اور وہ مسلمانوں اور علمائے اسلام کے ایسے بدخواہ کو قرار واقعی سزا دے سکتی ہے۔

حضرت آفندی عبد القادر شیبی کنجی بردار خانہ کعبہ شریف نے یہ محضر نامہ دیکھا تو غصہ سے کانپ اٹھے کہ علماء کرام کا دشمن سرزمین عرب میں موجود ہو اور سزا سے بچ رہے۔ چنانچہ وہ بذات خود یہ محضر نامہ شریف صاحب مکہ کے پاس لے کر گئے۔ امیر شریف محضر نامہ کو دیکھتے ہی آگ بگولہ ہو گئے۔ اور احمد رضا خاں صاحب کو قید کر دینے کا ارادہ کر لیا۔ حضرت شیبیؒ بھی اس معاملہ میں بہت سخت تھے اور امیر شریف کے ہم خیال تھے۔ مگر شیخ محمد معصوم صاحب اور مولانا منور علی صاحب (یہ دونوں حضرات امیر شریف کے مشیروں میں شامل تھے) نے حضرت شیبیؒ کو سمجھایا کہ آپ اتنی سختی سے کام نہ لیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو اس طرح تمام علمائے ہندوستان کی بدنامی ہوگی۔ دنیائے اسلام کے عوام تک یہ تو بات پہنچے گی نہیں کہ یہ شخص فاسد العقیدہ اور علماء کا دشمن تھا بلکہ مطلقاً یہ مشہور ہو جائے گا کہ ہندوستان کے ایک عالم کو قید کر دیا گیا۔ یہ چیز لوگوں کی نظروں میں حرم مکہ میں مقیم ہندوستانی باشندوں کی بھی تذلیل کا باعث ہوگی۔

چنانچہ ان دونوں حضرات نے ان کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ اس شخص سے اس کے عقائد و خیالات کے بارے میں دریافت کر لیا جائے شاید اس نے اپنے پہلے عقاید و خیالات سے توبہ کر لی ہو۔ شیبیؒ صاحب نے اس تجویز کو مان لیا اور شریف صاحب پر بھی زور دے کر انکو اس بات پر آمادہ کر لیا[1]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب سے متعلق سوالات اور احمد رضا خاں صاحب کے جواب

چنانچہ تجویز کے متعلق یہ سوال پیدا ہوا کہ اس تحقیق و تفتیش کا مدار کن کتابوں کو بنایا جائے؟ کیونکہ خاں صاحب کے عقائد و نظریات کے بارے میں کوئی ایسی کتاب مکہ مکرمہ میں دستیاب نہ تھی جس سے ان کے عقائد

---

[1] الشہاب الثاقب ص ۲۷، ۲۸ ملخصاً۔

معلوم ہو سکتے۔ البتہ کسی رامپوری نام کے ایک مولوی[۱] صاحب کی ایک کتاب پر انکی تقریظ موجود تھی۔ اُسی تقریظ کو بنیاد بنا کر مندرجہ ذیل تین سوالات مرتب کر کے خاں صاحب کو دیئے گئے، آپ نے یہ لکھا ہے کہ :-

۱- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ازل سے ابد تک کی جملہ چیزیں معلوم ہیں۔

۲- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کائنات کی ذرہ برابر چیز بھی پوشیدہ نہیں تھی۔

۳- آپ نے تقریظ کے آخر میں یہ الفاظ لکھے ہیں "وصلی اللہ علی من هو الاول والآخر والظاهر والباطن۔

اور حکم دیا گیا کہ ان تینوں سوالوں کے جواب فوری لکھو، اور اپنا عقیدہ بیان کرو جب تک ان سوالوں کا جواب نہ دے دو گے تمھیں سفر کرنے کی اجازت نہیں ——— اب خاں صاحب کے لئے "پائے ماندن نہ جائے رفتن" کے مصداق گلوخلاصی کی کوئی صورت نہ رہ گئی۔ نہ اپنے عقائد و خیالات سے دستبرداری گوارا تھی کہ اس طرح ہندوستان واپس اپنے مریدوں کے پاس کس منہ سے جائیں گے۔ اور نہ عقائد و خیالات سے انکار ممکن تھا کیونکہ کتاب پر تقریظ کے ساتھ اپنے دستخط اور مہر بھی ثبت تھے۔ آخر خلاصی کی ایک صورت نکل آئی اور وہ یوں کہ تقریظ میں مندرج الفاظ کی تعبیرات ہی کو بدل دیا، چنانچہ مندرجہ بالا سوالات کے جواب یوں تحریر فرماتے :-

- جواب سوال ۱ : "ازل سے میری مراد وہ نہیں جو دینی کتب اور علم کلام کی کتابوں میں درج ہے، بلکہ میری مراد ازل سے ابتدائے دنیا اور ابد سے انتہائے دنیا ہے۔"

- جواب سوال ۲ : "میں نے مثقال ذرہ نہیں کہا ہے، میری عبارۃ میں "ذرہ برابر" کا لفظ ہے جس کے عربی معنی "مثقال ذرۃ" کرنا درست نہیں،

---

[۱] غالباً مولوی عبد السمیع صاحب رامپوری مصنف "انوار ساطعہ" مراد ہیں۔ ۱۲ نجیب

● جواب سوال ۳ :۔ طباعت کی غلطی ہوگئی ہے میں نے تو یہ لکھا تھا کہ صلی اللہ علی من ھو مظہر الاول والآخر الخ لفظ مظہر کتابت سے رہ گیا ہے، مذکورہ سوالات اور ان کے جواب سنتے ہی بے ساختہ یہ الفاظ زبان پر آجاتے ہیں ؎

جو چاہے تیرا حسن کرشمہ ساز کرے!

بہر حال یہ جواب جب شریف صاحب کی مجلس میں پیش کئے گئے تو علماء کی پوری مجلس نے ان کو ایک ڈھونگ قرار دے کر محض بات بنانے سے تعبیر کیا۔ شریف صاحب کو ان جوابات پر شدید غصہ آیا اور حکم دیا کہ فوراً اس شخص کو خطۂ عرب سے نکال باہر کیا جائے [1]

ایامِ ابتلاء میں علمائے دیوبند پر افتراء

خاں صاحب کے خلاف ایک طرف تو سر زمینِ حرم میں یہ کارروائی ہو رہی تھی۔ دوسری طرف انھوں نے اپنے اصلی مقصد کو بھی فراموش نہیں کیا تھا۔ مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ مکہ مکرمہ میں ہی تھے۔ خاں صاحب نے اپنے وکیل مفوض [2] شیخ صالح کمال کے ذریعہ شریف صاحب کے پاس یہ پیغام پہونچایا کہ "افسوس مجھ پر تو اس طرح لے دے ہو رہی ہے حالانکہ میں خواص اہل سنت میں سے ہوں، مگر ایک شخص [3] یہاں ایسا موجود ہے جو خدا کو جھوٹا (معاذ اللہ) اور شیطان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلم کہتا ہے اس پر کسی قسم کا مواخذہ نہیں کیا جاتا"

مفتی صالح کمال نے جب یہ بات شریف صاحب کی مجلس میں پہنچائی تو وہاں شیخ شعیب صاحبؒ اور شیخ احمد فقیہؒ اور دیگر بہت سے علماء و اراکین مجلس موجود تھے، سب نے سنتے ہی فوراً جواب دیا کہ یہ محض بہتان و افتراء ہے

---

[1] مولانا حسین احمد مدنی: الشہاب الثاقب ص ۲۰، ۳۰ ملخصاً

[2] تحقیق طلب

[3] مراد حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری ہیں جو ان دنوں مکہ مکرمہ میں تھے۔ ۱۲

کوئی مسلمان کہلانیوالا شخص ایسی بات ہرگز نہیں کہہ سکتا۔ خان صاحب کی وکالت کرنے پر کمال صاحب بھی بہت شرمندہ ہوئے۔ ؁۵۱

مولانا خلیل احمد صاحب کا اظہارِ حق مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کو جب افتراء پردازی کے اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو چند احباب کے ہمراہ شیخ شعیبؒ اور مفتی صالح کمال صاحب کے پاس تشریف لے گئے۔ دورانِ ملاقات آپ نے ان سے فرمایا کہ میں نے سنا ہے شریف صاحب کی مجلس میں کسی شخص کے بارے میں یہ شکایت پہنچائی گئی ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے بارے میں بہت ہی غلط عقیدہ رکھتا ہے۔

ان دونوں حضرات نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا وہ شخص میں ہی ہوں جو کچھ میرے بارے میں شریف صاحب کی مجلس میں بیان کیا گیا وہ محض افترا اور بہتان ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ اہل سنّت والجماعت کے عقیدہ "جوازِ خلف وعدو وعید کے امتناع بالغیر" اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے "علمِ غیب کلی کے انکار" کا میں قائل ہوں اور اس کا برملا اظہار کرتا ہوں۔

ان دونوں حضرات سے آپ کی ان دونوں مسائل پر تفصیلی گفتگو ہوئی دونوں نے مولانا سہارنپوریؒ کی مکمل تائید کی انہی کے مختار عقیدہ کو اہل سنّت والجماعت کا عقیدہ قرار دیا اور بہت سی آیاتِ قرآن اور احادیث "جوازِ خلف وعدو وعید بالغیر اور انکارِ علمِ غیب کلی نبی صلی اللہ علیہ وسلم" کے اس عقیدۂ اہل سنت والجماعت کی تائید میں پیش کیں۔

طویل گفتگو کے بعد مجلس برخواست ہوئی۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ کے لئے عازم سفر ہوئے خانصاحب پر ابھی تک سفر کی پابندیاں بدستور عائد تھیں ؁۵۲

رسالہ حسام الحرمین کی تالیف حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ مدینہ منورہ

؁۵۱ مولانا حسین احمد مدنیؒ: الشہاب الثاقب ص ۳۱۔

؁۵۲ مولانا حسین احمد مدنیؒ: الشہاب الثاقب ص ۳۱، ۳۲ ملخصاً

تشریف لا چکے تھے۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب پر سفر کی پابندی بدستور عائد تھی۔ اپنے قیام مکہ مکرمہ میں انھوں نے تحریک اور چال چلی وہ یوں کہ اکابر علمائے دیوبند کی بعض کتابوں کی تحریروں میں قطع و برید کر کے اپنی طرف سے کچھ ایسی عبارتیں ترتیب دیں جن سے کفر و شرک واضح طور پر عیاں ہوتا ہے۔ رسالہ کی ترتیب میں جن امور کا خاص طور پر خیال رکھا گیا ان کا خلاصہ یوں بیان کیا جاسکتا ہے

۱۔ علمائے دیوبند کو وہابی[1] ظاہر کیا گیا (حسام الحرمین ص ۱۱-۲۸)

۲۔ دوسری چال یہ چلی کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے دعاوی مہدویت و نبوت، توہین حضرت مسیح علیہ السلام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم جیسے امور کو ابتداء میں مفصل ذکر کیا گیا۔ جس سے ہر مسلمان کا طیش میں آجانا یقینی امر ہے۔ اس کے ساتھ ہی متصل اکابر دیوبند کا تذکرہ اس ابہام کو پختہ بنیاد فراہم کر دیتا ہے کہ یقیناً مؤخر الذکر حضرات اول الذکر ہی کے ساتھ گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ اور پھر مختلف طریقوں سے اس تعلق کا بار بار تذکرہ بات کو اور بھی پکا کر دیتا ہے[2] (حسام الحرمین ص ۱۱، ۱۲)

۳۔ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ پر یہ کھلی تہمت لگائی کہ آپ آنحضرتؐ کی خاتمیت زمانی یعنی نبی آخر الزمان ہونے کے منکر ہیں۔ اس مقصد کے لئے موصوف کی شہرہ آفاق کتاب "تحذیر الناس" کی تین الگ الگ صفحات کی عبارتوں کو سیاق و سباق سے نکال کر ان میں تقدیم و تاخیر کر کے پہلے اپنی ایک مسلسل عبارت[3] ترتیب دی پھر ان کے عربی ترجمہ میں انتہائی علمی بددیانتی کا مظاہرہ کر کے اس کو ایسے معنی پہنائے جن کے کفریہ کلمات ہونے میں کسی ادنی مسلمان کو بھی

---

[1] مولانا حسین احمد مدنی: نقش حیات ص ۱۰۳، ۱۰۷ ج ۱ ملخصاً

[2] نقش حیات ج ۱ ص ۱۰۸ ملخصاً

[3] یہ عبارتیں تحذیر الناس مطبوعہ مکتبہ قاسم العلوم کراچی ۱۹۷۶ء کے صفحہ ۷، ۲۴ اور ۲۴ سے لی گئی ہیں۔ ۱۲

ذرہ برابر شک نہیں ہوسکتا۔ اور یہ سب خان صاحب کی طبع زاد جدت طرازی کا کرشمہ تھا۔ (حسام الحرمین ص ۱۹، ۲۰)

۴۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ایک ایسا جعلی فتوای[۱] منسوب کیا گیا جس میں آپ کی طرف اس تحریر کی نسبت کی گئی:۔

"(معاذ اللہ) اگر کوئی اللہ کی نسبت یہ کہتا اور اعتقاد رکھتا ہے کہ اللہ جھوٹ بولتا ہے تو اسکو کافر مت کہو۔" (حسام الحرمین ص۲۱، ۲۲)

۵۔ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کی کتاب "البراہین القاطعہ" کی ایک عبارت کا سیاق و سباق سے علیحدہ کر کے اپنے الفاظ میں ایسا مختصر مطلب نکالا جو سراسر کفر کے معنی پر دلالت کر رہا ہے۔ وہ یوں کہ:۔

"موصوف اپنی کتاب براہین قاطعہ میں (معاذ اللہ) شیطان کے علم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زائد کہتے ہیں۔ اور اسکو آپ سے اعلم قرار دیتے ہیں۔" حسام الحرمین ص۲۱، ۲۲)

۶۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تالیف "حفظ الایمان ص۸" کی عبارت کو قطع و برید کے بعد اپنے یہ معنی پہنائے کہ:۔

"(معاذ اللہ) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم زید و عمرو بلکہ چوپایوں کے برابر ہے۔ (حسام الحرمین ص۲۷، ۲۸)

اکابر علمائے دیوبند کی تحریروں کو یوں من مانے معنی و الفاظ پہنا کر اور عبارتوں میں قطع و برید اور تقدیم تاخیر کر کے ان کو حتی الامکان بھیانک بنا کر علمائے مکہ مکرمہ کے سامنے "المعتمد المستند" کے خوبصورت نام کے ساتھ پیش کر دیا۔

حسام الحرمین اور علمائے مکہ مکرمہ | مکہ مکرمہ شرفہا اللہ کے باشندوں خصوصاً علمائے کرام سے عقیدت تقریباً ہر مسلمان کے دل کی آواز ہے۔ اس لئے

---

[۱] اس فتوای کی حقیقت معلوم کرنے کے لیے "المہند علی المفند ص ۳۴ مطبوعہ دیوبند" "فیصلہ کن مناظرہ" مؤلفہ مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ ص۶۴ مطبوعہ مکتبہ مدینہ گوجرانوالہ اور زیر نظر کتاب کے ص پر ملاحظہ ہو۔

ان کا ہر قول عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ مگر حقیقت اور عقیدت کی بنیادیں یکساں نہیں ہوتیں، سرزمین حرم کیطرف منسوب ہر فرد بشر کے لئے یہ ضروری تو نہیں کہ علم و تفقہ اور تقوای و دیانت کے ایک ہی معیار پر پورا اترتا ہو۔

مذکورۂ بالا معاملہ میں بھی اسی حقیقت کا مظاہرہ سامنے آیا۔ احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے جب اپنا رسالہ حسام الحرمین اہل مکہ کے اصحاب علم کے سامنے پیش کیا تو اس پر مختلف طبقات علمائے کرام میں علیحدہ علیحدہ ردِ عمل ہوا۔

- متوسطین علماء میں سے جن حضرات نے اپنی آراء ظاہر کیں انھوں نے کسی حد تک احتیاط سے کام لیا اور اپنی تقریظات میں ایسے الفاظ استعمال کئے جن سے کسی خاص فرد پر حکم صرف اسی صورت میں لگایا جا سکتا ہے جب کہ وہ (حسام الحرمین میں مذکورہ) عبارت اس شخص کی ہو اور اس کا یہ عقیدہ بھی ہو[1]
- اکابر علمائے مکہ مکرمہ نے اوّل تو اس رسالہ کی تحریر دل کو قابل اعتناء ہی نہ سمجھا۔ اور جن بعض حضرات نے مختلف وجوہ کی بنا پر اپنی تقریظات لکھیں ان سے کسی کی اغراض فاسدہ کو ذرّہ برابر فائدہ بھی نہ پہونچ سکتا تھا[2]

ذیل میں علمائے مکہ مکرمہ کی علمی اور معاشرتی حیثیت کے ساتھ احمد رضا خاں صاحب کی خود ساختہ تحریر کے بارے میں ان کے ردّیہ کا مختصر تذکرہ پیش کرتے ہیں تاکہ معاملہ فہمی میں صحیح راہ متعین ہو سکے۔

جن علماء نے حسام الحرمین کی تصدیق سے انکار کر دیا | ۱۔ مولانا الشیخ حب اللہ مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ دحلان رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں میں سے تھے علامۂ وقت، صاحب فہم و ذکاء، متقی و پرہیزگار، علوم فقہ و کلام اور ادب کے ماہر تھے۔ اپنے وقت میں شافعی فقہ اور تفسیر میں سرزمین حرم میں ان کا ماثل نہ تھا۔ آخر عمر میں آنکھوں کی بینائی زائل ہو گئی تھی علمائے حرمین کی اکثریت انکے

---

[1] الشہاب الثاقب ص ۲۴۔

[2] الشہاب الثاقب ص ۲۳۔

شاگردوں پر مشتمل تھی۔ ان کے بارے میں یہ مقولہ علماء کی زبان پر عام استعمال کیا جاتا تھا کہ:۔

"مکہ معظمہ میں مذہب شافعی میں ان سے بڑھکر کوئی عالم نہیں"

اسّی سال سے زائد عمر پائی۔ آپ نے رسالہ حسام الحرمین پر تصدیق کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ [۵۱]

۲۔ مولانا شیخ شعیب مالکی رحمۃ اللہ علیہ بیت اللہ شریف کے خطیب و امام تھے۔ حدیث کے اتنے بڑے حافظ کہ ہزار ہا احادیث آپ کو اسناد و متن کے ساتھ یاد تھیں۔ حرم محترم میں آپ کا حلقۂ درس ہوتا۔ بے شمار لوگ آپ کے تلامذہ میں شامل تھے۔ بلند پایہ محدث اور مفسرِ قرآن تھے۔ تفقہ و تحقیق میں گہری دسترس رکھتے تھے۔

آپ نے حسام الحرمین پر تقریظ لکھنے سے محض اس لئے انکار کر دیا تھا کہ اس میں حقائق کے برخلاف نفسانیت اور افترار پردازی و بہتان تراشی کا عنصر صاف اور نمایاں نظر آتا تھا۔ [۵۲]

۳۔ مولانا شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ حرم کعبہ کے دوسرے خطیب اور امام تھے۔ ذہین و فطین اور ذی علم شخصیت رکھتے تھے۔ علوم قرآن و حدیث، فقہ و کلام، اور فلسفہ و منطق میں امام تسلیم کئے جاتے تھے۔ شریف مکہ امور مملکت میں آپ سے اکثر مشورہ لیا کرتا تھا۔

حسام الحرمین پر آپ نے بھی تصدیق کرنے سے انکار کر دیا۔ [۵۳]

۴۔ مولانا شیخ عبد الجلیل آفندی حنفی رحمۃ اللہ علیہ۔ نہایت معمر و صالح شخصیت کے مالک تھے۔ حرمین شریفین کے مشہور و معروف اتقیاء علماء میں شمار ہوتے تھے۔ فقہ و حدیث اور علم کلام کے امام تھے۔ علم و ادب میں ان کا نظیر نہ تھا مدینہ منورہ سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ میں اقامت پذیر ہو گئے تھے۔ ۱۳۲۷ھ

---

[۵۱]، [۵۲]، [۵۳] الشہاب الثاقب ص ۳۴۔

کے اوائل میں وفات پائی۔

خاں صاحب حضرت موصوف کے پاس اپنا رسالہ لے کر تصدیق کے لئے گئے، آپ چونکہ تجربہ کار ذی عقل و شعور بڑی عمر کے شخص تھے۔ ترتیب رسالہ اور عبارات کو دیکھ کر فوراً پہچان گئے کہ یہ ایسے شخص کا مرتب کردہ ہے جو علمی دیانت کے اعتبار سے ناقابل اعتبار ہے۔ اس لئے اس کی تصدیق کرنے سے صاف انکار کر دیا۔[۱]

۵۔ الشیخ احمد رشید مکی حنفیؒ علم و عمل میں بلند مقام رکھتے تھے، کسی بھی علمی موضوع کے بارے میں تحقیق و تفتیش کے بغیر کوئی رائے قائم نہ کرتے تھے جملہ علوم و فنون کے ماہر اور بدعات کے سخت مخالف تھے۔ احیاء سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تڑپ دل میں موجزن رہتی۔[۲]

حسام الحرمین پر تقریظ سے صاف انکار کر دیا۔ کیونکہ احمد رضا خاں صاحب کو ذاتی طور پر پہچانتے تھے۔

۶۔ شیخ محب الدین حنفی مہاجر مکیؒ علوم ظاہری و باطنی کا بحر ذخائر تھے۔ تقویٰ و تحقیق میں اپنی مثال آپ تھے خاں صاحب کی حقیقت سے پہلے سے واقف تھے اس لیے حسام الحرمین پر تصدیق کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ علمائے دیوبند کے عقائد کی توضیح و تشریح میں نمایاں کام انجام دیا حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص خادم تھے۔[۳]

۷۔ الشیخ محمد صدیق افغانی مہاجر مکیؒ علوم قرآن و سنت اور فلسفہ و علم کلام میں ید طولیٰ رکھتے تھے، متقی و پرہیزگار اور نہایت صالح انسان تھے۔ بیشمار لوگ آپ کے چشمۂ فیض سے سیراب ہوئے۔ حسام الحرمین کی تصدیق کرنے والے حضرات میں شامل نہ ہوئے۔ البتہ علمائے دیوبند کی تائید و تصدیق میں پیش پیش رہے۔[۴]

---

[۱] الشہاب الثاقب ص۲۱ [۲] المہند علی المفند ص [۳] المہند علی المفند ص [۴] المہ

ان حضرات کے علاوہ بہت سے جن حضرات نے حسام الحرمین کی تصدیق و توثیق میں حصہ لیا عموماً غیر معروف تھے۔

رسالہ حسام الحرمین اور علمائے مدینہ منورہ | مدینہ منورہ شرفہا اللہ کی جو قدر و منزلت مسلمانوں کے قلوب کی گہرائیوں میں جاگزیں رہی ہے وہ کوئی پوشیدہ امر نہیں۔ ہر وہ شخص جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویدار ہے مدینہ منورہ کے باشندوں، حتیٰ کہ خاک مدینہ سے وہ والہانہ عقیدت رکھتا ہے جس کا اندازہ کسی دنیاوی معیار سے لگانا مشکل ہے۔ علمائے حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو قدر و منزلت مسلمانوں کے قلوب میں ہونی چاہیے اس کا تو کیا حساب ہوگا۔

قدرت خداوندی کا اقتضاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حاملین علوم نبوئی سے کسی بھی دور میں تشنہ کامی کا شاکی نہ دکھائی دے۔ چودھویں صدی کا نصف اوّل بھی اس لحاظ سے قابل صد افتخار حیثیت رکھتا ہے کہ مختلف مکاتیب فکر رکھنے والے علوم نبوی کے ماہرین اور وِرثِ نایاب قرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض سے بہرہ مند ہونے کی غرض سے حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اطرافِ عالم سے جمع ہو گئے تھے۔

علمائے مکہ مکرمہ کی حقیقتِ حال سے عدمِ واقفیت کے سبب کسی حد تک مقصد براری کے بعد احمد رضا خاں صاحب "المعتمد المستند" کے نام سے اپنی مرتب کردہ تحریر لیکر مدینہ منورہ کی طرف عازمِ سفر ہوئے۔

یہاں پہنچکر جسطرح کام شروع کیا اس کا جائزہ لینے سے پیشتر علمائے مدینہ منورہ سے بھی مختصر تعارف حاصل کر لینا ضروری ہے تاکہ یہاں بھی معاملہ فہمی میں کسی حد تک آسانی ہو جائے۔

جن علماء نے حسام الحرمین کی تصدیق سے انکار کر دیا | صف اوّل میں جن حضرات علماء کا شمار ہوتا تھا ان میں کے چند یہ ہیں:۔

۱۔ حضرت مولانا شیخ لیلیین مصری شافعی رحمۃ اللہ علیہ فقہ و حدیث کے امام اور تصوف و طریقت کے مرشد کامل تھے۔ صبح کے وقت باب الرحمت کے پاس آپ کا تصوف و طریقت اور فقہ شافعی کی تعلیم کا حلقہ قائم ہوتا تھا ہزاروں لوگ فیضیاب ہوتے تھے۔ باقاعدہ طلباء کی تعداد اسّی کے لگ بھگ تھی جو علوم مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی زندگی وقف کر چکے تھے۔ ۱۳۲۱ھ میں راہی ملک عدم ہوئے [۱]

۲۔ مولانا شیخ عبداللہ النابلسی رحمۃ اللہ علیہ۔ فقہ حنبلی، حدیث، تفسیر اور علمِ کلام کے امام تھے۔ نہایت معمر اور بزرگ، ذی علم و تقوای شخصیت کے حامل تھے، علمائے مدینہ منورہ کے اساتذہ میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ ظہر، عصر اور مغرب کے بعد مسجد نبوی میں تفسیر و حدیث کا درس دیتے تھے [۲]

۳۔ مولانا شیخ عبدالحکیم بخاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ۔ اپنے وقت کے عالم جلیل اور علوم ظاہری و باطنی کے ماہر عالم تھے۔ عوام و خواص میں معزز اور صائب الرائے شخصیت کے حامل تھے، اپنے دور کے ابو حنیفہؒ کہلائے جانے کے مستحق تھے، معمر اور صالح ترین انسان تھے۔ حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مستند و معتمد اساتذہ میں شمار ہوتے تھے۔ مدرسہ اوزبجیہ کے مدرس اوّل ہونے کے ساتھ قبل الظہر و بعد الظہر اور بعد العصر حرم محترم میں فقہ و حدیث کا درس بھی دیتے تھے۔ [۳]

۴۔ الشیخ السید ملا سنقر بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔ فقہ حنفی کے محقق علماء میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ زندگی باخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں گذرتی تھی۔ بدعات کے سخت مخالف تھے۔ انتہائی ذہین اور سخاوت میں بے مثال تھے۔ حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے کبار اساتذہ میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ نہایت صالح اور متقی

---

[۱] مولانا حسین احمد مدنیؒ: الشہاب الثاقب ص ۲۸ مطبوعہ دیوبند۔

[۲] مولانا حسین احمد مدنیؒ: الشہاب الثاقب ص۳۰ [۳] الشہاب الثاقب ص۲۹۔

انسان تھے صبح سے شام تک مختلف علوم وفنون کی کتابوں کا درس دیتے۔ ہزاروں طلباء ان کے واسطہ سے علوم نبوی کی تشنگی دور کر چکے تھے۔ [۱]

۵۔ مولانا شیخ سید محمد امین رضوان شافعی رحمۃ اللہ علیہ۔ علوم ظاہری و باطنی میں اپنے دور کے جنید شمار ہوتے تھے۔ ذکاوت و ذہانت میں بے مثال نہایت معمّر اور صالح انسان تھے۔ امام ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب "دلائل الخیرات" کی اجازت دینے والے شخصوں میں اس وقت ان سے بڑا کوئی نہ تھا۔ صبح اور مغرب کے بعد حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور فقہِ شافعی کا درس دیتے تھے۔ [۲]

۶۔ مولانا شیخ آفندی مامون بری رحمۃ اللہ علیہ۔ حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خطباء میں سے تھے۔ متقدمین کے نقش قدم پر چلتے۔ مدینہ منورہ میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ صائب الرائے اور علوم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا خزانہ تھے۔ ذہانت و فطانت کے اعتبار سے بے مثال تھے۔ ظہر کی نماز کے بعد فقہ حنفی کا درس دیتے۔ مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے شیخ الخطباء کے نائب ہونے کے علاوہ امامت کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔ [۳]

۷۔ مولانا شیخ فالح ظاہری مالکی رحمۃ اللہ علیہ۔ علوم ظاہری و باطنی میں امام تسلیم کئے جاتے تھے۔ زہد و ورع کے بلند مقام پر فائز تھے۔ فقہ و نحو میں اُنکی بات حجت مانی جاتی تھی۔ علوم حدیث و فقہ مالکی کے معروف و مستند عالم مانے جاتے تھے آخری ایام میں بیمار ہونے کے سبب گھر پر ہی درس دیا کرتے تھے۔ [۴]

۸۔ چیف جسٹس مدینہ منورہ۔ مرکزی گورنمنٹ ترکی کی طرف سے اس عہدہ پر جس شخصیت کو فائز کیا جاتا تھا اس کے لئے محقق عالم دین ہونا شرط اوّلین تھی۔ ان ایام (رسالہ حسام الحرمین کی ترتیب و تالیف کے دنوں) میں جن صاحب کو اس عہدہ پر فائز کیا گیا تھا وہ بھی علوم حدیث و فقہ میں بلند مقام رکھتے تھے۔ عدالت

---

[۱] [۲] [۳] [۴] الشہاب الثاقب ص ۳۹

[۱] [۲] الشہاب الثاقب ص ۳۹۔

وانصاف کے اعتبار سے اس عظیم عہدہ کے صحیح حقدار تھے [1]

۹۔ شیخ اسماعیل آفندی ترکی رحمۃ اللہ علیہ: کبار محققین علماء میں ان کا شمار ہوتا تھا، عرصہ دراز سے حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں علمی مشغلہ اختیار کئے ہوئے تھے [2]

یہ ان کبار علمائے کرام کے اسمائے گرامی ہیں جو حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں علمی مشاغل میں مصروف تھے۔ اپنے وقت کے صف اوّل کے ائمہ دین میں ان کا شمار ہوتا تھا۔

صف دوم کے علمائے کرام میں یہ اسماء قابل ذکر ہیں [3]:۔

- مولانا سید عبداللہ اسعد حنفی رحمۃ اللہ علیہ۔
- شیخ موسیٰ ازہری مالکی رحمۃ اللہ علیہ۔
- شیخ محمد مہدی رحمۃ اللہ علیہ۔
- مولانا حماد آفندی حنفی رحمۃ اللہ علیہ۔
- شیخ ابوبکر آفندی حنفی رحمۃ اللہ علیہ۔
- مفتی عمر آفندی حنفی رحمۃ اللہ علیہ۔
- آفندی عمر شافعی کردی رحمۃ اللہ علیہ۔
- شیخ علیی آفندی یوسنوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ۔
- شیخ احمد آفندی حنفی امام طابور رحمۃ اللہ علیہ۔
- شیخ احمد کمیلی رحمۃ اللہ علیہ۔
- شیخ ملا خال محمد بخاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ۔
- ملا عبدالرحمٰن بخاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ۔
- شیخ عبدالوہاب آفندی ارزنجانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ۔
- شیخ احمد الشاری مالکی رحمۃ اللہ علیہ۔

یہ ان حضرات کے اسمائے گرامی ہیں جن سے شیخ العرب والعجم حضرت مولینا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ براہِ راست متعارف تھے۔ اہل مدینہ بلکہ پورے حجاز مقدس میں ان حضرات کا جو علمی وعملی مقام تھا موصوف اس کے چشم دید گواہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور دیارِ حرم کے علمی حلقے اس گواہی کی آج بھی تصدیق کر رہے ہیں۔

مذکورہ بالا کبار علماء مدینہ منورہ میں سے کسی ایک نے بھی "المعتمد المستند" کے حسین نام کے پس پردہ افتراء و اکاذیب کے اس مجموعہ کی تصدیق کی تہمت اپنے سر لینا گوارا نہ کیا۔

---

[1] الشہاب الثاقب صہ۳۹ [2] ایضاً صہ۴۰ [3] ایضاً صہ۴۱

جن علماء نے تصدیقات کر دیں | مگر پھر بھی کچھ تصدیقات بعض حلقوں سے حاصل کر لی گئیں تھیں۔ ایک نظر ان علمائے کرام کی زندگی پر بھی ڈال لی جائے تاکہ تصویر کا دوسرا رخ سمجھنے میں آسانی ہو سکے۔

۱۔ شیخ مفتی سید احمد برزنجی رحمۃ اللہ علیہ۔ حسام الحرمین پر تصدیقات کرنے والے علمائے کرام میں ان کا مقام سب سے بلند ہے۔ بلند پایہ محدث، فقیہ اور علوم عقلیہ و نقلیہ کے مسلمہ امام تھے۔ مدینہ منورہ کے مفتی رہ چکے تھے آپ کے آستانہ سے فیوض حاصل کرنے والے بہت بڑی تعداد میں مدینہ منورہ میں موجود تھے۔ مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ خاص روابط رکھتے تھے۔ علمائے کرام کی صف میں شمار ہونے والے لوگوں سے بڑا حسن ظن رکھتے تھے۔ اسی حسن ظنی کی بناء پر حسام الحرمین کی تصدیق پر مجبور ہوئے ۱ھ
(جسکی تفصیل آئندہ سطور میں آ رہی ہے)

۲۔ مفتی تاج الدین الیاس رحمۃ اللہ۔ فقہ حنفی کے بہت بڑے عالم تھے حسام الحرمین پر تقریظ لکھنے والے علمائے مدینہ منورہ میں ان کا اسم گرامی سر فہرست شمار کیا گیا ہے۔ اس تقریظ کی حقیقت آئندہ صفحات میں ملاحظہ کیجئے۔ ۲ھ

۳۔ مولانا سید احمد الجزائری رح حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مالکیہ کے شیخ اور معزز شخصیت تھے ۳ھ

۴۔ خلیل بن ابراہیم خرالوتی استاذ حرم نبوی ۴ھ ۵۔ سید محمد سعید شیخ الدلائل ۵ھ

۶۔ مولانا محمد بن احمد عمری ۶ھ ۷۔ سید عباس بن سید جلیل محمد رضوان ۷ھ

۱ھ احمد رضا خاں صاحب: حسام الحرمین ص۱۳۱ مطبوعہ لاہور ۱۴۰۶ھ، مولانا خلیل احمد سہارنپوری: المہند علی المفند ص۶۲ مطبوعہ دیوبند مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ: الشہاب الثاقب ص۲ و ص ۳۶ مطبوعہ دیوبند ۲ھ حسام الحرمین ص۱۰۳ مطبوعہ لاہور، الشہاب الثاقب ص۱۹ مطبوعہ دیوبند ۳ھ حسام الحرمین ص۱۰۹ المہند ص۶۶ الشہاب ص۱۹ ۴ھ حسام الحرمین ص۱۱۲ المہند ص۶۶ ۵ھ حسام الحرمین ص۱۱۵ الشہاب ص۱۸ ۶ھ حسام الحرمین ۱۱۷، المہند ص۶۶ الشہاب ص۱۹ ۷ھ المہند ص ۶۶ حسام الحرمین ص۱۱۹ الشہاب ص۱۹۔

۸۔ سید عمر بن حمدان محرسی رہ[۱]   ۹۔ شیخ محمد بن محمد سوسی رہ[۲]

۱۰۔ شیخ عبدالقادر توفیق الشلبی الطبرابلسی فقہ مالکی کے امام تھے۔[۳]

۱۱۔ مولانا محمد العزیز بن وزیر مالکی۔ بلند پایہ علما میں شمار ہوتے تھے۔[۴]

حرمین شریفین کے علمی افق پر ان دمکتے چاند ستاروں سے کچھ واقفیت ہوگئی تو اب رسالہ المعتمد المستند یعنی حسام الحرمین کی ترتیب و تصویب میں جو طریقہ اختیار کیا گیا اس کا جائزہ کسی حد تک آسان ہوگیا۔

حسام الحرمین پر تقریظ و تصدیق کی کہانی اور اس کا تحقیقی جائزہ

کسی بھی دینی و علمی کام کو جس کی بنیاد اخلاص و للّٰہیت پر رکھی گئی ہو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے خفیہ طریقوں اور چور دروازوں سے کام لینے کی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔ ایسے ذرائع عموماً دو وجوہ سے ہی اختیار کئے جا سکتے ہیں:۔

۱۔ کسی نفسانی خواہش یا غلط مقاصد کی تکمیل مقصود ہوتی ہے۔

۲۔ اور یا دشمنانِ دین کا غلبہ و تسلط ہو جانے سے علی الاعلان کسی دینی و علمی کام کا کرنا دشوار ہو جائے۔

حسام الحرمین پر تصدیقات کے حصول میں ظاہر ہے دوسرا سبب تو موجود نہیں تھا۔ کیونکہ حجاز مقدس پر مسلمانوں ہی کی حکمرانی تھی۔ مکہ مکرمہ میں شریف صاحب کی حکومت تھی تو مدینہ منورہ ترکی خلافت کی عملداری میں شامل تھا۔ اس صورت میں تصدیقات و تقریظات کے حصول میں انتہائی رازداری کا طریقہ

---

[۱] حسام الحرمین ۱۲۱ المہند ص۶۶ الشہاب ص۱۹   [۲] حسام الحرمین ۱۲۷ المہند ۶۶

[۳] حسام الحرمین ص۱۵۷ المہند ۶۶ الشہاب ص۱۵   [۴] حسام الحرمین ۱۴۳ المہند ۶۶

اختیار کرنا جن مقاصد کی غمازی کرتا ہے وہ نظروں سے اوجھل نہیں رہ سکتے۔

دشمن دین انگریزی استعمار سے ہندوستان کی تحریک آزادی کے ہراول دستہ اور اکابر علمائے دیوبند کے خلاف علمائے حرمین شریفین کی تصدیقات حاصل کرنے کے لیے جو خفیہ اور رازدارانہ طریقہ اختیار کیا گیا آسانی فہم کے لیے اس کو دو مراحل میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

پہلا مرحلہ | اکابر دیوبند کی کتابوں سے بعض عبارتوں میں قطع و برید کر کے من مانے معانی اپنے الفاظ میں اس طرح مرتب کیے جن کو سنتے ہی ہر وہ شخص جس کے دل میں ذرہ برابر حرارت ایمانی موجود ہو برہم ہو جائے۔

مثال کے طور پر حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ پر "ختم نبوت زمانی" کے انکار کا الزام عائد کرنے کی کوشش کی تو چونکہ ان کی کتابوں سے تو براہ راست یہ معانی نکل نہ سکتے تھے۔ اس لیے انکی شہرۂ آفاق تالیف "تحذیر الناس" کی عبارتوں کو مختلف مقامات سے ان کے صحیح سیاق و سباق سے نکال کر اپنی طرف سے ایک عبارت اس طرح بنائی:-

"بلکہ[ع] بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہے مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدم یا تأخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں الخ [1]

---

[1] حسام الحرمین ص۲۰ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء

[ع] جن تین صفحات کے تین جملوں میں قطع و برید اور تقدیم تاخیر کر کے یہ عبارت بنائی گئی ہے اسکی تفصیل یہ ہے:

۱- پہلا جملہ "بلکہ بالفرض آپکے زمانہ سے .... بدستور باقی رہتا ہے" تک تحذیر الناس مطبوعہ مکتبہ قاسم العلوم کراچی ص۲۴

۲- دوسرا جملہ "بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم.. کچھ فرق نہ آئے گا" تک " " " " " " " ص۲۶

۳- تیسرا جملہ "عوام کے خیال .... الخ" تک " " " " " " ص۷

اسی جدت طرازی پر ہی ہم نے اس کارروائی کو "علمی دیانت کے نمونہ" سے تعبیر کیا ہے۔ ۱۲-

تین مختلف صفحات کی عبارتوں میں تقدیم و تاخیر کر کے اپنی مسلسل عبارت اس طرح بنا ڈالی کہ گویا مولانا نانوتوی نے ہی اس ترتیب سے مسئلہ لکھا ہے قطع وبرید اور عبارتوں کی تقدیم و تاخیر پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ اپنی اس خود ساختہ مسلسل عبارت کو علمائے حرمین شریفین کے سامنے پیش کرنے کے لئے عربی الفاظ کا جامہ پہنایا تو علمی دیانت "کا ایک اور "در نایاب" دستیاب ہوا۔ لکھتے ہیں :۔

ولو فرض فی زمنه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم بل لو حدث بعده صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم نبی جدید لم یخل ذلک بخاتمیته وانما یتخیل العوام انه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم خاتم النبیین مع انه لا فضل فیه اصلا عند اهل الفهم الیٰ آخره[1]

حسام الحرمین کی دونوں عبارتوں خصوصاً عربی عبارت پر خط کشیدہ الفاظ کا اردو عبارت کے ساتھ موازنہ کر کے دیکھئے تو یہ کن اردو الفاظ کا عربی ترجمہ قرار پائیں گے۔ "اور کوئی نبی" کے الفاظ کو "نبی جدید" کا اور "مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدم یا تأخر زمانہ میں بالذات فضیلت نہیں الخ" کو مع انه لا فضل فیه اصلا عند اهل الفهم الی آخر" کا لباس پہنانا علمی دیانت کا کونسا نمونہ ہے ؟ ہر وہ شخص جسے عربی زبان کے ساتھ کچھ بھی لگاؤ ہو گا اس کا اندازہ بآسانی کر سکتا ہے۔

اسی طرح حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "حفظ الایمان" کی عبارت کے ساتھ یہی معاملہ اختیار کیا گیا۔ صحیح سیاق و سباق سے عبارت کو یوں نکالا ہے کہ اول اور درمیان سے مفہوم کو واضح کرنے والی عبارت کو نکال دیا اور عبارت یوں بنا ڈالی :۔

---

[1] حسام الحرمین ص ۱۹۔

ع۵ " آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضورؐ کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے الی قولہ اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ ہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے سلہ

اب اس کٹی پھٹی عبارت کو عربی الفاظ کا جامہ پہنایا تو رہی سہی کسر بھی نکل گئی ملاحظہ فرمایئے :-

إن صح الحكم على ذات النبي المقدسة بعلم المغيبات كما يقول به زيد فالمسئول عنه أنه ماذا اراد بهذا البعض الغيوب ام كلها فان اراد البعض فاى خصوصية فيه لحضرة الرسالة فان مثل هذا العلم بالغيب حاصل لزيد وعمرو بل لكل صبي ومجنون بل لجميع الحيوانات والبهائم وان اراد الكل بحيث لا يشذ منه فرد فبطلانه ثابت نقلا وعقلا اھ سلہ

سلہ احمد رضا خاں صاحب: حسام الحرمین صـ۲۵ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء

سلہ ایضاً ص ۲۷

ع۵ اس مذکورہ عبارت سے پہلے حضرت تھانویؒ نے علم غیب کی شرعی حیثیت کی جو تفصیل بیان کی ہے اور اس عبارت کو بطور نتیجہ بحث ذکر کیا ہے اگر پوری عبارت (علیہ سے یہ) نقل کی جاتی صرف شروع کے تین لفظ " پھر یہ کہ " ہی نقل کر دیئے جاتے تو مغالطہ انگیزی کا سارا کھیل ہی بگڑ جاتا۔ پھر مزید یہ کہ " الی قولہ " ذکر کر کے وہ پوری عبارت ہی حذف کر ڈالی جس کی موجودگی میں کسی من مانے معنیٰ پہنانے کی جرأت نہیں کی جا سکتی۔ ملاحظہ ہو حفظ الایمان صـ۸ مطبوعہ دہلی ۱۲ نجیب۔

یہاں بھی تحذیر الناس کی عبارت کی طرح حفظ الایمان کی عبارت کو اس طرح مسلسل بنا کے رکھ دیا گویا حقیقۃً بھی مسلسل ہی ہے۔ درمیان میں ایک بھی لفظ منقطع نہیں ہوا۔ دوسرے جن اردو الفاظ کے ترجمہ میں عربی عبارت کے خط کشیدہ الفاظ استعمال کئے ہیں انکی صحت اہل علم پر واضح ہے۔

ہم نے مجمل اشارات کے ساتھ بغیر کسی تبصرہ کے یہ دو تحریریں بطور نمونہ پیش خدمت کر دی ہیں۔ انہی سے ہمارے اس تجزیہ کی صحت کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ اکابر علمائے دیوبند کے خلاف جناب احمد رضا خاں صاحب کی یہ مساعی علمی دیانت کے کس معیار کی غمازی کر رہی ہیں۔ کیا انصاف پسند طبیعت اس کاوشش کو واقعی اخلاص وللّٰہیت کا مبنیٰ قرار دے سکتی ہے؟

دوسرا مرحلہ دوسرا مرحلہ علمائے دیوبند کی طرف ان خود ساختہ تحریروں کو منسوب کر کے ان کے خلاف علمائے حرمین شریفین کی تصدیقات حاصل کرنے کا تھا۔ اس مرحلہ میں جو طریقہ اختیار کیا گیا۔ مولانا حسین احمد مدنیؒ کی شہادت اس معاملہ میں سب سے وزنی حیثیت رکھتی ہے۔ فرماتے ہیں:-

.... "مولوی احمد رضا خاں صاحب مدینہ منورہ پہونچے۔ وہ مکہ معظمہ میں بعد از حج اپنے ایک رسالہ حسام الحرمین پر دستخط کرانے کے لئے کچھ ٹھہر گئے تھے۔ انکی آمد پر یہ زخمی جماعت[1] ان کے ارد گرد جمع ہو گئی اور ہماری بڑھتی ہوئی وجاہت اور رفعت سے جو خطرات انکو اپنے عقائد اور خیالات کے متعلق اور اپنی پوزیشنوں کے بارے میں نظر آرہے تھے پیش کیا۔ نیز یہ کہا کہ رسالہ حسام الحرمین کے خلاف اگر حسین احمد نے کوشش کی تو کامیابی نہ ہو سکے گی اور یہی عظیم الشان مقصد مولوی احمد رضا خاں صاحب کا تھا۔ یعنی یہ کہ اس رسالہ کی تصدیق علمائے مدینہ

---

[1] احمد رضا خاں صاحب جیسے بدعتی خیالات رکھنے والے لوگ مراد ہیں۔ یہ لوگ ہندوستان کے مختلف علاقوں سے تجارتی و کاروباری مقاصد کے تحت مدینہ منورہ میں آباد تھے۔ ۱۲

منورہ کر دیں، اسلئے مشورہ ہوا کہ بڑے بڑے حکام سیاسی اور مذہبی سے ملاقات اور تعارف کرایا جائے۔ اور انکی خدمات میں نذرانے پیش کئے جائیں، وسائط مہیا کئے جائیں، متعدد رسائل مولوی صاحب موصوف کے پیش کر کے انکی علمیت سے مرعوب کیا جائے اور کوشش کی جائے کہ اس فیض آبادی[۵۱] خاندان کو شہر بدر اور جلاوطن کر دیا جائے۔ ایسا پہلے بہت مرتبہ ہو چکا تھا کہ کسی آفاقی عالم[۵۲] کا شہرۂ علمی ہوا اور اس سے علماء یا اکابر مدینہ کو نفسانی یا واقعی خلاف پیش آیا تو اس کو بذریعہ حکومت جلاوطن کرا دیا، چنانچہ علامہ شیخ محمود سنقیطیؒ اور جبرسیؒ وغیرہ سے ایسا معاملہ پیش آیا تھا کہ نفسانی اغراض مذہبی رنگ میں ظاہر ہوئی تھیں جیسا کہ عموماً دیکھا جا رہا ہے۔ [۵۳]

---

۵۱ مولانا حسین احمد مدنیؒ اور ان کا خاندان مراد ہے۔ آپ کا خاندان سادات ٹانڈہ ضلع فیض آباد سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ کے والد ماجد نے ہندوستان کو چھوڑ کر مدینہ منورہ کو مسکن بنالیا تھا۔ ۱۲

۵۲ وہ علماء کرام جو مدینہ منورہ میں کسی دوسرے علاقہ سے آکر قیام پذیر ہو گئے تھے۔ ۱۲

۵۳ اہل حق کے خلاف باطل پرستوں کا یہ کوئی نیا اندازِ فکر اور انوکھا ہتھکنڈہ نہیں تھا بلکہ بقول اقبال مرحوم: ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز — چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی۔
سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات تو ایک طرف اسلام کی تاریخ کے چودہ سو سالہ دور کا ہی سرسری جائزہ لیا جائے تو اس اندازِ فکر کے بیشمار نمونے جمع کئے جا سکتے ہیں سب سے اول یہ طریق کار بانیٔ اسلام ختم المرتبت فخر الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اختیار کیا گیا۔
امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام بخاریؒ، شمس الائمہ سرخسیؒ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ وغیرہ ائمہ دین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین، حضرات کے واقعات تاریخ کے صفحات کی امانت قرار پا چکے ہیں۔
سرزمین ہند ہی کو دیکھئے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف اسی اندازِ فکر

چنانچہ اس پر عملدر آمد شروع کیا گیا۔ اور بہت بڑی تعداد نقود کی خرچ کی گئی دوڑ دھوپ شروع ہو گئی اور سازشوں کا جال پوری طرح بچھا دیا گیا۔ ہم بالکل بے خبر تھے خبر پہونچی کہ رسالہ پر دستخط لئے جا رہے ہیں۔ اور ہمارے اور ہمارے اساتذہ کرام کے متعلق وہابیت کا ہر بااثر شخص سے پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے [1]

(بقیہ صفحہ گذشتہ) کے نمائندوں، ملا ملتانی وغیرہ نے فتویٰ مرتب کیا اور علمائے حرمین سے اس پر تصدیق کرانے کی سعیٔ رائیگاں کی۔

پھر اسی پر بس نہیں کیا بلکہ شہنشاہ اکبر کے دربار میں آپ کے خلاف شکایات کی وہ بھر مار کی جس کے نتیجہ میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو گوالیار کے سنگلاخ قلعے کی آہنی دیواروں کے پیچھے قید و بند کی اذیت ناک سختیاں جھیلنے پر مجبور ہونا پڑا۔ امام الہند شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف اسی اندازِ فکر کی ریشہ دوانیوں کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ آپ کے دونوں ہاتھ پہونچوں سے کٹوا ڈالے گئے۔

خانوادۂ ولی اللّٰہی کے چشم و چراغ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ، شاہ عبدالقادر، شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ جیسے حضرات کو ان کے اہل و عیال سمیت پیدل شہر بدر کرا دیا گیا، ان کے مکان اور جائیداد کو بحقِ سرکار ضبط کر لینے کے احکام صادر کروائے گئے۔ مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ جیسے ولی کامل کو خاک و خون میں غلطاں ہونا پڑا۔ سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کے خلاف وہابیت کا طوفانِ بدتمیزی برپا کر کے انکو جام شہادت پلا دیا گیا۔

یہاں حضرات کے چند اسمائے گرامی ہیں جن سے ہر ذی شعور کچھ نہ کچھ واقفیت رکھتا ہے مذکورہ بالا اندازِ فکر کی تخریبی کے ایسے ہی زخموں کی فہرست مرتب کرنے لگیں تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔ شرارِ بولہبی نے بظاہر ان چراغوں کو بھسم کر دینے کی سعی رائیگاں کی مگر اس کشمکش نے کس کو جلا بخشی اور کس کو نابود کر دیا یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو غور و تامل کی محتاج نہیں۔ چودھویں صدی کے آغاز میں یہی قدیم طرزِ فکر اکابر علمائے دیوبند کے خلاف ہند و بیرونِ ہند اختیار کیا گیا۔ خصوصیت کے ساتھ سرزمین حجاز میں یہ معاملہ اور بھی اہم نوعیت اختیار کئے ہوئے تھا۔ ۱۲ بجیب

[1] آئندہ صفحہ پر

یہاں یہ امر قابلِ غور ہو جاتا ہے کہ جب ایک جماعت کے کفر و فسق میں کوئی شبہ ہی نہیں کیا جا سکتا، اس کے اکابرین کے کفریات روزِ روشن کی طرح واضح موجود ہیں، اور اسلامی دنیا میں علمائے حرمین شریفین کی دینی و علمی آراء مستند مانی جاتی ہیں، اور انکی علمی حیثیت کسی شک و شبہ سے بالاتر قرار دی جاتی ہے تو پھر ایک خالص علمی و دینی معاملے کو انتہائی رازداری اور ذاتی اثر و رسوخ کے ذریعہ حل کرنے کی کوشش کیا معنی رکھتی ہے؟ جبکہ علمائے حرمین شریفین علمائے دیوبند کے عقائد و نظریات سے تو کیا انکی شخصیات سے بھی متعارف نہیں۔ پھر جن کے خلاف یہ کارروائی ہو رہی ہے وہ سیاسی اعتبار سے اپنے وقت کی سب سے مضبوط ترین قوت، سلطنتِ برطانیہ کے بھی معتوب ہیں۔

بات درحقیقت یہ ہے کہ صحیح معاملہ کو جب غلط رنگ دینے کی کوشش کی جاتی ہے تو دل کا چور قدم پھونک پھونک کر رکھنے پر مجبور کر دیا کرتا ہے اور یہاں جو چور چھپا ہوا تھا وہ یہ تھا کہ مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی مدینہ منورہ میں موجودگی کی صورت میں اگر اس انتہائی رازدارانہ طرزِ عمل کو اختیار نہ کیا جاتا تو آپ کو اس جد و جہد کا علم ہو جاتا۔ آپ کی علمی و دینی حیثیت سے علمائے مدینہ منورہ پوری طرح آگاہ تھے اور اس حقیقت سے یہ لوگ بھی پوری طرح آگاہ تھے۔

بھلا یہ کیسے ممکن تھا کہ حضرت مدنیؒ کے عقائد و نظریات سے پوری طرح واقف لوگ ان برگزیدہ ہستیوں پر فسق و کفر کا کیچڑ اچھالنے کے کاروبار میں شرکت گوارا کرتے جن کی جوتیاں سیدھی کرنے کے طفیل حسین احمد کو یہ مقام بلند حاصل ہوا کہ علمائے حرمین شریفین آپ کی مجلسِ درس میں بیٹھنا اپنے لئے باعثِ صد افتخار خیال کرتے تھے۔

ا گذشتہ صفحہ کا حاشیہ، ۲ مولانا حسین احمد مدنیؒ: نقشِ حیات ج ۱ ص ۱۰۱، مطبوعہ دیوبند، الشہاب الثاقب ص ۳۵، ۳۶ مطبوعہ دیوبند۔

دجل وفریب کا یہ کاروبار آخر کب تک پس پردہ رہ سکتا تھا۔ بقول حضرت مدنیؒ آخر کار :۔

"بڑی مشکلوں سے رسالہ حسام الحرمین بعض ان شخصوں کے پاس سے جن کے پاس تصدیق کے لئے گیا ہوا تھا، دیکھنے کو مل گیا۔ جس پر ہم نے فوراً اس غلط بیانی اور افتراء پردازی کا پول کھولنے کا تہیہ کر لیا"[1]

غرضیکہ مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو جب خبر ہوئی تب تک کئی ایک حضرات سے حسام الحرمین کے مضامین پر تصدیق کروائی جا چکی تھی۔

شیخ احمد برزنجی کا رجوع مولانا سید احمد برزنجی مفتی شافعیؒ نے بھی خانصاحب کی علمی دیانت پر اعتماد کر کے دستخط کر دیئے تھے۔ مولانا حسین احمد مدنی رحؒ نے بھی جناب برزنجی صاحب سے ملاقات کی اور ان کو علمائے دیوبند کی حقیقت اور ان کے عقائد کے بارے میں معلومات بہم پہنچانے کے بعد یہ بتایا کہ جن حضرات کے خلاف آپ نے تصدیقات کی ہیں، وہ میرے اساتذہ واکابر ہیں۔

اس سے قبل خانصاحب سے ان کی آخری ملاقات سید عبداللہ مدنیؒ کے مکان پر ہو چکی تھی جس میں مسئلہ علم غیب پر گفتگو ہوئی تھی۔ مفتی صاحب نے اس ملاقات میں خاں صاحب کے عقائد معلوم ہو جانے پر حسام الحرمین پر ثبت شدہ اپنی تصدیق سے دستخط اور مہر مٹا ڈالی۔ مولانا حسین احمد مدنیؒ سے ملاقات میں مفتی برزنجیؒ نے یہ واقعہ خود یوں بیان کیا کہ :۔

"اس واقعہ کے دوسرے روز خاں صاحب نے اپنے فرزند ارجمند کو میرے پاس بھیجا اور اس نے آتے ہی میرے ہاتھ پیر چومے اور دوبارہ تصدیق پر دستخط کر دینے کی اپیل کی۔ اس لیے یہ دلیل

---

[1] مولانا حسین احمد مدنیؒ: نقش حیات ج ا ص ۱۰۱ مطبوعہ دیوبند ۱۹۵۳ء

پیش کی کہ ٹھیک ہے علم غیب کے مسئلہ میں تو آپ کا اور
ہمارا اختلاف ہے مگر جن تحریروں کی بنیاد پر حسام الحرمین کی
تصدیق آپ نے کی تھی ان میں کوئی اختلاف نہیں۔ پھر بڑی عجز و
انکساری کا مظاہرہ کیا۔ میں نے اُسے بہت سخت سُست کہا۔
مگر اس کی دلجوئی اور عجز و انکساری سے شرما کر دوبارہ دستخط کر دیئے
مگر ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ میں نے ایسی شرط لگادی ہے جس سے تمہارا
کوئی غلط مقصد اس تصدیق سے پورا نہ ہو سکے گا۔ ؁۱

علمائے مدینہ منورہ کا ردِ عمل

شیخ عبدالقادر شلبی طرابلسیؒ سے بعد نماز عشاء گفتگو ہوئی تو انھوں نے خاں صاحب کو خوب لتاڑا کہ کس ہوشیاری اور بددیانتی کے ساتھ ان سے حسام الحرمین پر دستخط لئے گئے ہیں۔

شیخ عبداللہ نابلسی حنبلیؒ، شیخ عبدالحکیم بخاریؒ، سید ملّا سنقر بخاریؒ، سید ابن رضوان شافعیؒ، شیخ فاتح طاہری مالکیؒ، شیخ اسماعیل آفندیؒ جیسے کبار علمائے حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے حسام الحرمین کی تحریروں پر تصدیق کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ ؁۲

اصل حقیقت کی وضاحت کے لئے حضرت مدنیؒ کی کوشش اور انکے نتائج

مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف اسی پر اکتفاء نہیں کیا کہ احمد رضا خاں صاحب اور ان کے رسالہ حسام الحرمین کی حقیقت کو آشکارا کر دیا بلکہ آپ نے سید اسحاق صاحب بردوانیؒ کے ذریعہ اس رسالہ حسام الحرمین میں لکھے گئے علمائے دیوبند کی طرف منسوب عقائد سے متعلق تحریروں کی صحت پر مناظرہ کا پیغام بھیجا تو جواب یہ دیا گیا کہ "تم ہمارے قرین نہیں ہو۔ اپنے اساتذہ کو لاؤ" جو کہ مناظرہ سے فرار کا بہترین راستہ تھا کیونکہ ہندوستان سے اکابر علمائے دیوبند کا حجاز پہنچنا آسان نہ تھا۔ ؁۳

۱؎ مولانا مدنیؒ، الشہاب الثاقب ص ۳۶ ۲؎ ایضاً ص ۳۸-۴۰ ۳؎ ایضاً ص ۳۶

مفتی احمد برزنجی صاحب سے آخری ملاقات اور علمائے کبار مدینہ منورہ کی طرف سے حسام الحرمین پر تصدیق کرنے سے انکار شروع کر دیا اور جن لوگوں نے غلطی سے تصدیق کر دی تھی انھوں نے بھی برا بھلا کہنا شروع کر دیا تو اب خانصاحب نے یہی غنیمت جانا کہ جو کچھ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں تصدیقات حاصل ہو گئیں ہیں اسی پر اکتفا کیا جائے۔ اور جلد واپس چلا جانا چاہیئے۔ اگر مدینہ منورہ میں مزید قیام کیا تو حقیقت حال واضح ہو چکی ہے لہٰذا یہ لوگ کہیں اپنی اپنی تقریظات واپس ہی نہ لینا شروع کر دیں۔ چنانچہ فوراً واپسی کا رخت سفر باندھا اور ہندوستان واپس پہنچ گئے۔ ؎

حسام الحرمین کی تالیف اور اس پر تصدیقات کا یہ کام ایسی صورت حال میں مکمل ہوا کہ علمائے حرمین علمائے دیوبند اور ان کے عقائد کے بارے میں صحیح معلومات نہ رکھتے تھے، نہایت راز داری کے ساتھ اسلئے تکمیل پاگیا کہ راز ابھی کھلا نہ تھا اور خاں صاحب کے علمی اور سیاسی حدود اربعہ سے حرمین شریفین کے علمی حلقے اب تک آشنا نہ تھے۔

حقیقت حال کھل جانے کے بعد ان علمی حلقوں میں جو ردِ عمل ہوا اس کا تذکرہ کرنے سے پیشتر حسام الحرمین پر ثبت شدہ تصدیقات کا ایک نظر جائزہ لینا ضروری ہے تاکہ یہ بھی معلوم ہو جائے کہ علمائے دیوبند کے صحیح عقائد و نظریات سے ناواقفیت کے باوجود علمائے حرمین نے اصول فتوای پر کس حد تک عملدرآمد کیا۔

علمائے حرمین کی تقریظات کا جائزہ

حسام الحرمین پر ثبت شدہ تقریظات و تصدیقات کو ان کے اپنے اصلی الفاظ

؎ مولانا مدنیؒ: الشہاب الثاقب صد ۳۸ مطبوعہ دیوبند۔

میں اگر بغور ملاحظہ کیا جائے تو مندرجہ ذیل چار امور سامنے آتے ہیں:۔

۱۔ تقریباً تمام علمائے حرمین شریفین نے جو کچھ بھی حکم لگایا ہے اسکی بنیاد حسام الحرمین (جس کا اصل نام المعتمد المستند تھا) میں درج شدہ وہ عبارتیں ہیں جنکو خانصاحب نے قطع وبرید اور تقدیم وتاخیر کی خراد پر چڑھا کر اپنی مسلسل عبارتیں بنایا۔ پھر انکو خود ساختہ عربی الفاظ کا جامہ پہنا کر اس قدر خوفناک بنا دیا تھا کہ اپنی موجودہ شکل میں واقعی طور پر وہ ایسے کلمات تھے جن کے کفر ہونے میں کوئی شک نہیں کیا جا سکتا تھا۔[۱]

۲۔ اپنی تصدیقات میں یہ حکم اس وقت کا ہے جب کہ ان حضرات کے (جن پر حکم لگایا گیا) صحیح عقائد و نظریات کے بارے میں صحیح معلومات علمائے حرمین شریفین کو حاصل نہیں ہوئی تھیں۔

۳۔ بیشتر حضرات نے اپنی تقریظات میں ایسی شرائط و قیود لگا دیں ہیں کہ اس کے بعد کسی گروہ کے دوسرے کے خلاف غلط اور ناپسندیدہ عزائم پورے نہیں ہو سکتے تھے

---

[۱] ملاحظہ ہو حسام الحرمین مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء صفحات ۱۹، ۲۸، ۳۵، ۳۷، ۴۱، ۴۵، ۴۹، ۵۵، ۵۷، ۶۱، ۶۵، ۶۷، ۷۳، ۷۵، ۷۹، ۸۱، ۸۳، ۸۷، ۹۱، ۹۵، ۹۷، ۹۹، ۱۰۱، ۱۰۵، ۱۰۷، ۱۱۱، ۱۱۳، ۱۱۷، ۱۱۹، ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۲۷، ۱۳۳، ۱۴۳، ۱۵۷۔

قارئین حضرات کی توجہ اور سہولت کے لئے حسام الحرمین کے ان تمام صفحات کے نمبر درج کر دیئے ہیں جن میں وہ الفاظ درج ہیں جو ہماری رائے کی تائید کرتے ہیں تاکہ معاملہ فہمی میں آسانی ہو سکے اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ علمائے حرمین نے اپنے فرض منصبی میں گو کسی حد تک کوتاہی سے کام لیا کہ کسی گروہ کے کفر و اسلام کے بارے میں اتنی بڑی رائے کے اظہار سے پہلے ان گروہ کے صحیح اور حقیقی عقائد کے بارے میں اتنی معلومات حاصل کرنے کی بھی زحمت گوارا نہ کی جو ایک وسیع النظر مفتی کے لئے ازبس ضروری ہوتی ہیں۔ تاہم انھوں نے فتوای کے اس اصول کی کسی حد تک رعایت ضرور رکھی کہ تصدیقات کی بنیاد المعتمد المستند کی تحریروں کو قرار دیا۔ ۱۲ نجیب

۴۔ بعض حضرات نے غیر محتاط طریقے پر غیر مشروط تقریظ لکھ دی ہے مگر ان حضرات کی خود حرمین شریفین کے علمی حلقوں میں کوئی خاص اہمیت نہیں تھی اگر ہوتی بھی تب بھی کسی ایک دو کا ہزاروں علماء کے خلاف فتویٰ کفر و اسلام کا معیار تو قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کفر و اسلام کا اگر یہی معیار قرار دیدیا جائے تو انصاف کی نظر سے دیکھئے تو پوری تاریخ اسلام میں کون بڑا شخص مسلمان نظر آئے گا۔ اور پھر "تاریخ اسلام" کے کیا معنی باقی رہ جائیں گے؟[1]

مندرجہ بالا امور کی روشنی میں اب ان الفاظ کو دیکھئے جو ان تقریظات میں استعمال کئے گئے ہیں، چنانچہ جس امر کی طرف ہم نے سب سے اوّل اشارہ کیا ہے وہ یہ الفاظ ہیں :۔

تقریظات و تصدیقات کا مدار المعتمد المستند کی عبارات ہیں

• فقد نظرت الی ما حررہ و نقحہ ..... فی کتابہ الذی سماہ المعتمد المستند الخ ص ۲۵

---

[1] امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ، شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ، امام بخاریؒ، شمس الائمہ سرخسیؒ، امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ، شاہ ولی اللہ محدثؒ، شاہ عبدالعزیزؒ، شاہ عبدالقادرؒ شاہ اسحٰقؒ، شاہ رفیع الدینؒ، مرزا مظہر جانِ جاناںؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ اور سید احمد شہیدؒ اور اس پائے کے بے شمار حضرات کو کس صف میں شمار کیا جائے گا۔ تاریخ اسلام تو انہی حضرات کی جد و جہد اور قربانیوں کا دوسرا نام ہے۔ بالفرض ان کو اگر اس صف سے نکال دیا جائے تو کیا عباسی، عثمانی اور مغلیہ دور کے بادشاہوں کی عیاشیوں کا نام تاریخ اسلام قرار پائے گا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ ۱۲ نجیب

- ... ولقد اجبت فاصبت وحققت فيما كتبت ..... والحال ماذكرت الخ صـ ۴۱ .
- ..... ماجاء به هذا النجم اللامع الخ صـ ۴۵ .
- فقد اطلعت على هذاه الرسالة - الخ صـ ۴۵ صـ ۶۱ صـ ۷۹ صـ ۸۳ صـ ۸۷ صـ ۱۰۷ صـ ۱۱۷ صـ ۱۲۷ .
- فأقول ان هؤلاء الفروق الواقعين فى السوال الخ صـ ۴۹
- وقد تفضل على الفاضل المذكور، فاعطاه الله له الأجور برؤية هذا التأليف الجليل، والتصنيف النبيل الذى ذكر فيه الفرق الضالة الحديثة الخ صـ ۵۷
- والوقوف على رسالته الخ صـ ۶۵
- ... اطلعنى على وريقات الخ صـ ۶۷
- فانى قد اطلعت على كلام المضلين الحادثين الخ صـ ۷۵
- فلاشك ان القوم المسئول عنهم الخ صـ ۸۱
- من وجد هؤلاء الاصناف الذين حكى عنهم حضرت الفاضل الخ صـ ۹۱ -
- اطلع .... حضرة المؤلف لكتابه الذى سماه المعتمد المستند الخ صـ ۹۳، ۹۵ .
- وكما صرح به صاحب هذا الرسالة المسطورة الخ صـ ۹۵
- ان قبض الشيخ إلى بجاه الامين رقمه اقل الخلقية بل لاشئ فى الحقيقة الخ صـ ۹۷، ۹۹
- فقد طالعت هذه النبذة التى هى انموذج المعتمد المستند الخ صـ ۱۰۱
- فقد اطلعت على ماحرره العالم النحرير الخ صـ ۱۰۵، صـ ۱۲۳ و افتى به فى حقهم فى كتابه المعتمد المستند الخ صـ ۱۰۵ -

- فقد اطلعت علی ما تضمنه هذا السوال الخ ص۱۱۱۔
- جبسا حققه.... فی کتابه المعتمد المستند الخ ص۱۱۳۔
- فقد اجاد فی رده فی کتابه المعتمد المستند الخ ص۱۱۷۔
- اطلقت عنان الطرف فی میدان براعة هذه الرسالة الخ ص۱۲۵
- فقد سرحت نظری فی رسالة الشیخ.... المسماة بالمعتمد المستند الخ ص۱۲۵۔
- فقد اطلعت علی ما اسطره العلامة النحریر الخ ص۱۲۷
- الی وقفت ایها العلامة النحریر... علی خلاصة من کتابك المسمی بالمعتمد المستند الخ ص۱۳۳۔
- فقد طالعت ما حرره فی هاته الرسالة السنیة الخ ص۱۴۳۔
- فاذا ثبت وتحقق ما نسب هولاء القوم الخ ص۱۵۷

حسام الحرمین کی تصدیقات میں جس چیز کو اصل مدار اور مبنی قرار دیا گیا ہم نے بالتفصیل ذکر کر دیا۔ اب ایک نظر وہ الفاظ بھی ملاحظہ کر لئے جائیں جن میں اس مبنی و مدار پر حکم لگایا گیا ہے تاکہ یہ وضاحت بھی ہو جائے کہ علمائے حرمین نے کن الفاظ کے ساتھ حکم لگایا ہے۔

علمائے حرمین کی تصدیقات کا انداز

- شیخ احمد میرداد اللہ لکھتے ہیں:۔

فان من قال بهذه الاقوال معتقدا لها کما هی مبسوطة فی هذه الرسالة لاشبهة انه من الکفرة الضالین المضلین الخ (حسام الحرمین ص۳۷، ۳۹)

- شیخ کمال صالح فرماتے ہیں:۔

وان ائمة الضلال الذین سمیتهم کما قلت ومقالك فیهم الخ ص۴۱

• سید اسماعیل خلیل رقم طراز ہیں :۔

فاقول ان ھؤلاء الفرق الواقعین فی السوال الخ ص۴۹ ــــ الواقعین فی السوال کے ضمن میں حسب حال رسالہ المعتمد المستند تفصیل لکھنے کے بعد کہتے ہیں والحاصل قد وجدت بارض الھند الفرق کلھا وھذا بحسب الظاھر الخ ص۵۱

• علامہ سید مرزوقی ابوحسین لکھتے ہیں :۔

ولاشک ان ماھم علیہ من الاعتقاد الخ ص۵۷ اور انہی کا یہ قول ص۶۱ پر ہے .... وطرح تلک الاعتقادات الباطلۃ (یعنی المعتمد المستند میں مذکور ہے)

• شیخ عمر بن ابوبکر رقمطراز ہیں :۔

اطلعنی وریقات بین فیھا کلام من حدث فی الھند من ذوی الضلالات ... وخلافھم من ذوی الضلال والکفر الجلی الخ ص۶۲

• المعتمد المستند کی تعریف میں اسعد بن احمد وہاں لکھتے ہیں :۔

ھذا لھو التالیف الذی یفتخر بہ العالمون و لمثل ھذا فلیعمل العاملون[1] ص۷۹ ۔

• شیخ عبدالرحمان وہاں رقمطراز ہیں :۔

فلاشک ان القوم المسئول عنھم اھل الحمیۃ الجاھلیۃ ۔ ص۸۱

• شیخ مولانا محمد یوسف افغانی نے تو ان الفاظ کے ساتھ اپنے سر سے بوجھ اتارنا چاہا۔ لکھتے ہیں :۔

..... اذھی مسلمۃ عند اولی الالباب الخ ص۸۵

• شیخ محمد ضیاء الدین مہاجر مکی اپنی رائے کے طور پہ امام غزالی کے الفاظ میں یہ قاعدہ کلیہ بیان کرتے ہیں :۔

---

[1] سبحان اللہ :۔ خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے تیرا حسن کرشمہ ساز کرے

ان من انتقص من شان النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ ص۹۱

- شیخ محمد یوسف خیاط لکھتے ہیں :-

من وجد من ھٰؤلاء الاصناف الذین حکی عنھم حضرۃ الفاضل المؤلف احمد رضا خاں شکر اللہ سعیہ مافی ھذہ الرسالہ الخ ص۹۱

- محمد صالح بن محمد بافضل اللہ خاں صاحب کی دیانت علمی پر اعتماد کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

وبیّن فی رسالتہ ھذہ التی تصفحتہا مختصر کتابہ المذکور وبین لنا اسماء رؤساء الکفر والبدع والضلال مع ما ھم علیہ من المفاسد واکبر المصائب الخ ص۹۵

- عبدالکریم ناجی خان صاحب ہی کی صراحت پر اعتماد ان الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں :-

وکما صرح بہ صاحب ھذہ الرسالۃ المسطرۃ الخ ص۹۵ .

- عمر بن حمدان المحرسی نے یوں لکھا ہے کہ :-

فھٰؤلاء ان ثبت عنھم ما ذکرہ ھذا الشیخ الخ ص۱۲۵-

- شیخ احمد برزنجی رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ سے کہ :-

وان من ادعی ذلک فقد کفر۔

ریت کا یہ گھروندا زمین بوس کر دیا بلکہ الفاظ کہنے والے کے گلے کا طوق بنا[دیا]

- محمد عزیز وزیر مالکی نے بھی مفتی احمد برزنجی کی مکمل تائید کی ہے۔

- علمائے مدینہ منورہ میں سے مفتی تاج الدین الیاس، عبدالسلام داغستانی سید احمد الجزائری، خلیل بن ابراہیم الخربوطی، سید محمد سعید شیخ الدلائل ،، محمد بن احمد عمری، سید عباس بن محمد رضوان، محمد السوسی الخیاری اور سید محمد حبیب الدیداوی وغیرہ حضرات نے اپنی تصدیقات میں اپنے ذمہ سے بوجھ کو ہلکا کرنے کی غرض سے اطلاعات و تحریروں کی صحت وسقم کی تمام تر ذمہ داری المعتمد المستند

اور اس کے مصنف کے سر منڈھ دی کہ اگر یہ کتاب اور اس کا مصنف سچ کہہ رہے ہیں تو حکم یہ ہوگا جو ہم نے لگایا ہے اور اگر اس کتاب کا مصنف غلط بیانی یا افترا وبہتان تراشی سے کام لیتا ہے تو " دروغ بر گردن راوی " کے مصداق وہی ذمہ دار ہے ہم لوگ نہیں ۔

• شیخ توفیق شلبی نے تو سب سے آخر میں تصدیق کی اور سب سے زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے کہ :-

فاذا ثبت و تحقق مانسب هولاء القوم.....الی... مما هو مبین فی السوال فعند ذلک نحکم بکفرهم الخ ص۱۵۷ ۔

تقاریظ کے ان مذکورہ الفاظ و عبارات کو ذرا غور سے ملاحظہ کیا جائے تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ علمائے حرمین شریفین نے جو کچھ بھی حکم لگایا وہ خانصاحب ہی کی موضوعہ تحریروں پر لگایا ہے ۔ فی الواقع ایسے حضرات (جنکی یہی تحریریں اور عقائد ہوں) کا وجود دنیا میں موجود ہو یا نہ ہو ۔ واللہ اعلم

تصویر کا دوسرا رُخ

گذشتہ سطور میں جو حالات مذکور ہوئے ان سے تصویر کا وہ رخ بتانا مقصود تھا جب کہ علمائے حرمین شریفین نے المعتمد المستند اور اس کے مصنف کی دیانت پر اعتماد کرکے اس کی تصنیف شدہ کتاب پر اپنی تقاریظ و تصدیقات ثبت کردی تھیں۔ اس وقت تک علمائے دیوبند کی دینی، علمی اور سیاسی خدمات کے بارے میں ان حضرات کی معلومات صفر برابر تھیں۔

مگر تقدیر کے معاملات پر کسے اختیار حاصل ہے؟ حالات ایسے انداز سے بدلنے شروع ہوئے کہ ایک طرف تو مولانا حسین احمد مدنی کی طرف سے حقیقت حال کی وضاحت نے حرمین کے علمی حلقوں کو چونکا کے رکھ دیا۔ ان حلقوں کو بڑی ندامت کے ساتھ اس بات کا احساس ہوا کہ کس ہوشیاری اور چالبازی کے ساتھ ان کو ہندوستان کے علمائے حق کی اس واحد نمائندہ جماعت کے خلاف استعمال کیا جا چکا ہے جو اپنی بے بضاعتی کے علی الرغم سرزمین ہند ہی نہیں پوری دنیائے اسلام کو انگریزی استعمار کے چنگل سے آزاد کرانے کی جدوجہد کے ساتھ ساتھ دینی علوم و معارف پر مغربی منکرین اور عیسائی پادریوں کی علمی یلغار کا مردانہ وار دفاع کر رہی ہے۔

دوسری طرف مدینہ منورہ میں اپنے قیام کے آخری ایام میں احمد رضا خاں صاحب نے اہل سنت والجماعت کے مسلّمہ عقیدہ علم غیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف روافض کے "عقیدۂ امامت" اور ہندوؤں کے "عقیدۂ تناسخ" کی بعض جزئیات سے قریب تر ایک عقیدہ وضع کیا اور علمائے حرمین کو خوابیدہ تصور کر کے اُسکی

اسی طرح تائید و تصدیق کرا لینا چاہی جس طرح علمائے دیوبند کے خلاف انکی عدم واقفیت اور معلومات نہ ہونے کے سبب "حسام الحرمین" کی خود ساختہ تحریروں پر من مانی کارروائی کروا چکے تھے۔

خاں صاحب کی اس کوشش نے ان کی اصلیت کا بھانڈا بیچ چوراہے کے پھوڑ ڈالا۔ علمائے حرمین اب چونکے کہ المعتمد المستند کا مصنف کس علمی و اعتقادی حدود اربعہ کا مالک ہے؟!

"حسام الحرمین" کا تیر تو نکل چکا تھا۔ اب کیا کیا جائے؟ اس سوال نے علمائے حرمین کو باہم مل بیٹھنے اور سوچنے پر مجبور کر دیا۔

اس باہم مل بیٹھنے اور سوچنے سے جو نتیجہ برآمد ہوا، وہی اس تصویر کا دوسرا رخ ہے۔ علمائے حرمین شریفین نے نادانستگی میں حسام الحرمین کی جو تصدیق کر دی تھی اسکی تلافی کے لئے انھوں نے بیک وقت دو کام کئے۔

تلافیٔ مافات کیلئے علمائے حرمین کا پہلا اقدام | پہلا کام یہ کیا کہ خانصاحب کی علم غیب سے متعلق تصنیف کو بنیاد بنا کر حسام الحرمین کی تصدیق کرنیوالے علمائے مدینہ منورہ کے سرخیل حضرت شیخ مفتی احمد برزنجیؒ نے "غایۃ المامول" کے نام سے ایک رسالہ تحریر کیا جس میں اہل سنت والجماعت، معتزلہ اور خوارج وغیرہ کے عقائد کا موازنہ کر کے خاں صاحب کے عقیدہ علم غیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھرپور تنقید کی، اور ان کے اہل سنت میں سے ہونے کے دعوے کا تار پود بکھیر ڈالا جس سے انکی ساری علمی و اعتقادی حیثیت کا کچا چٹھا کھل کر سامنے آگیا۔

مفتی برزنجیؒ کی تالیف "غایۃ المامول" کی تمام علمائے حجاز نے مکمل تائید کی جس سے کم ازکم ارض مقدس میں فتنہ پر نہ پھیلا سکا۔

دوسرا اقدام | دوسرا کام یہ کیا گیا کہ بالاتفاق رائے عقائد اہل سنت والجماعت کی توضیح و تشریح کے لئے چھبیس (۲۶) سوالات مرتب کئے اور علمائے دیوبند کے عقائد کی تحقیق و توضیح کی غرض سے ان کو دیوبند روانہ کر دیا۔

حضرت مولینا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے علمائے دیوبند کے نمائندے اور ترجمان کی حیثیت سے ان کے جوابات تحریر کئے، جس پر تمام اکابر علمائے دیوبند نے تصدیقی دستخط اور مہریں ثبت کر دیں۔ یہ جوابات جب حرمین شریفین کے علمی حلقوں میں پہونچے تو ان حلقوں کے اکابرین نے انکی مکمل تائید کی۔ علمائے دیوبند کے عقاید کو عین عقائدِ اہل السنۃ والجماعۃ قرار دیا اور ان کے خلاف عقیدہ رکھنا اہل سنت والجماعت سے خروج کا مترادف قرار دیا۔ اس مجموعۂ جوابات پر اپنی تصدیقات و تقریظات تحریر فرمائیں۔

زیرِ بحث مسئلہ کے اس دوسرے رخ میں ہم علمائے حرمین شریفین کی تلافیٔ مافات کی انہی دو کاوشوں کا مختصر جائزہ پیش کرتے ہیں۔ تاکہ علمائے حرمین شریفین کی وہ حتمی اور تحقیقی رائے جو علمائے ہندوستان (و پاکستان) کے دونوں بڑے مکاتب[1] فکر کی، عقائد اہل السنۃ والجماعۃ کی روشنی میں اہل السنۃ والجماعۃ کے اندر جگہ و مقام متعین کرتی ہے، واضح ہو کر سامنے آجائے۔

آسانیٔ تفہیم کی غرض سے اس پوری بحث کو ہم دو عنوانات کے تحت ذکر کرتے ہیں :۔

علم غیب کے مسئلہ پر احمد رضا خاں صاحب کے عقیدے کے رد میں اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدۂ علمِ غیب کی توضیح و تشریح کے لئے علمائے مدینہ منورہ نے "غایۃ المامول" کے عنوان سے جو کتاب لکھی تھی اسکی مناسبت سے ہم "احمد رضا خاں صاحب اور غایۃ المامول" کے تحت انکی حیثیت علمائے حرمین کی نظر میں واضح کریں گے۔[2]

---

[1] ان مکاتب فکر میں سے ایک کے سرخیل جناب احمد رضا خاں صاحب بریلوی ہیں۔ یہ مکتبۂ فکر ماضی میں رضاخانی فرقہ کے نام سے مشہور تھا، مگر اب علمی حلقوں میں بریلوی مکتب فکر کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اس فرقہ کو اپنے اہل السنۃ والجماعۃ ہونے پر اصرار ہے، دوسرا مکتب فکر ماضی و حال میں "دیوبندی" کے نام سے معروف رہا ہے۔ اسکی قیادت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ مولانا اشرف علی تھانویؒ اور مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ جیسے علم و عمل کے شہسواروں کے ہاتھ میں رہی ہے۔ ۱۲ نجیب (حاشیہ [2] اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

۲۔ "تصدیقات علمائے حرمین" کے عنوان سے عقائد علمائے دیوبند پر علمائے حرمین اور دیگر اسلامی ممالک کے علماء کی تصدیقات کا تذکرہ ہوگا۔

۱۔ احمد رضا خان صاحب اور غایۃ المامول

المعتمد المستند کے مصنف اور حسام الحرمین کے روح رواں جناب احمد رضا خاں صاحب دیارِ حرم میں اپنا مشن پورا کر کے ہندوستان واپس ہوئے تو علمائے حرمین نے اپنی غلطی پر متنبہ ہونے کے بعد خاں صاحب کی شان جن الفاظ میں بیان کی ان کو مختصراً اہم ان حضرات کے اسماء کی فہرست کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

۱۔ مفتی الشافیہ سید احمد برزنجی رحمۃ اللہ علیہ وہ بزرگ ہیں جن کا تعارف خود خانصاحب نے حسام الحرمین میں اس طرح کرایا ہے:۔

"حایز العلوم النقلیۃ وفائز الفنون العقلیۃ الجامع بین شرف النسب والحسب وارث العلم والمجد أباً عن أب المحقق الألمعی والمدقق اللوذعی مفتی الشافیۃ بالمدینۃ المحمیۃ مولانا السید الشریف احمد البرزنجی عمت فیوضہ کل ردمی وذنجی"[۵۱]

علمائے مدینہ منورہ پر جب خاں صاحب کی علمی واعتقادی حقیقت واضح ہوگئی تو انہی مفتی برزنجی صاحب نے جن الفاظ میں آپ اور آپ کے عقیدہ پر تبصرہ کیا وہ قابل ملاحظہ ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"ورد الی المدینۃ المنورۃ رجلٌ من علماء الھند یدعی احمد رضا خان"[۵۲]۔ "ثم اطلعنی احمد رضا خان المذکور علی رسالۃ لہ"[۵۳]

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ ملاحظہ ہو) [۵۰] مکمل مسئلہ علم غیب سے یہاں بحث مقصود نہیں صرف خاں صاحب کا تعارف کرایا گیا ہے یہ مکمل بحث "غایۃ المامول" میں ملاحظہ فرمائیں جو عنقریب طبع ہو جائیگی انشاء اللہ ۱۲، نجیب
[۵۱] احمد رضا خاں؛ حسام الحرمین ص ۱۳۱ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء [۵۲] سید احمد البرزنجی؛ غایۃ المامول ص ۳

ان دونوں جملوں میں خاں صاحب کی شخصیت کا جو مقام حقیقۃً مفتی برزنجی صاحب کی نظر میں تھا واضح ہو رہا ہے کہ خاں صاحب کی شخصیت تو حقیقت میں یہ تھی کہ علماء کرام کے معزز لباس میں ایک غیر معروف آدمی تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ ظاہری شکل و شباہت سے متاثر ہو کر مفتی صاحبؒ نے آپ کی شان میں وہ جملے لکھ دیئے جن کو حسام الحرمین کی زینت بنایا گیا۔ اسکی حقیقت بھی یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے بارے میں نیک گمان رکھنے کی ہدایت فرمائی ہے، اور جب حقیقتِ حال اس کے برعکس ثابت ہو جائے تو پھر حسن ظنی کے کیا معنی؟ چنانچہ جب مفتی شافعیہ کو احمد رضا خاں صاحب کے عقائد معلوم ہوئے تو ان کو ان الفاظ سے یاد فرمایا۔ لکھتے ہیں

"اصرّ وعاند"[۵۱] (اپنے عقائد باطلہ پر اصرار و عناد سے جما رہا)۔

"وقد جاهر بالكذب لبعض من يدعي في زماننا العلم وهو متشبع بما لم يعط"[۵۲] (علم کی طرف خود کو منسوب کرنے والے ایک شخص نے کھلم کھلا کذب و افترا سے کام لیا۔ حالانکہ وہ چیز (یعنی علم) جس کا وہ دعویدار ہے اسے دی ہی نہیں گئی)

فحرّفه عن موضعه[۵۳] (اس نے آیت قرآنی میں تحریف کر کے اس کے اصل معنی سے ہٹا دیا، اور پھر خانصاحب کی تحریف و تاویل پر یوں تبصرہ کیا کہ:-

هذا من اعظم الجهل واقبح التحريف[۵۴] (اسکی یہ تاویل و تحریف انتہائی قبیح اور کھلی جہالت کی غماز ہے) اور پھر ان تحریفات و تاویلات پر خانصاحب کو:-

هذا الجاهل (یہ جاہل انسان) والمحرف[۵۵] (اور تحریف کرنے والا) کے خطابات سے نوازا۔ اور اس قسم کے عقائد رکھنے والوں کو یہود و نصاریٰ کے طریقوں کی پیروی

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ملاحظہ ہو) ۵۱ ایضاً ص۳، الشہاب الثاقب ص۳ ۵۲ ایضاً ص۴ ۵۵ ایضاً ص۲۸ والشہاب الثاقب ص۱۱ ۱ه سید احمد البرزنجیؒ، غایۃ المامول ص۲۸ بحوالہ الشہاب الثاقب ص۱۲ مطبوعہ دیوبند ۵۴ ایضاً ص۲۸ الشہاب ص۱۴ ۵۵ ایضاً

کرنے والا قرار دیا۔

۲۔ شیخ عبد القادر توفیق الشلبی الطرابلسی رحمۃ اللہ علیہ جنکا تذکرہ خانصاحب ان الفاظ میں کرتے ہیں:۔

"...... من فی العلم تصدر و فی الدرس تقدر و دقق النظر دورد وصدر بتوفیق من القادر الشیخ الفاضل عبد القادر توفیق الشلبی الطرابلسی الحنفی المدرس بالمسجد الکریم النبوی منحہ اللہ تعالیٰ من فیضہ القوی [54]

خان صاحب کی حقیقت واضح ہوجانے کے بعد مفتی شلبی صاحب نے مفتی برزنجیؒ کی تائید کرتے ہوئے خان صاحب کو مجادل[55] (جھگڑالو) اور ان کے عقائد کو "الزور"[56] (جھوٹ کا پلندا)، البہتان[57] (اللہ پر بہتان)، ترہات الغی والطغیان[58] (دین سے سرکشی وگمراہی) کا پلندا)، خان صاحب کے دعوی کے دلائل کو اباطیل[59] (باطل کی جمع)، خرافات[60] (یاوہ گوئی، بیہودہ ولغویات) اور ابلسی والاریبات[61] (شکوک وشبہات پیدا کرنیکا سبب) قرار دیا۔

۳۔ شیخ فالح ظاہری رحمۃ اللہ علیہ بلند پایہ محدث اور فقہ مالکی کے محقق عالم تھے۔ گذشتہ اوراق میں علمائے مدینہ منورہ کے اسمائے گرامی کی فہرست میں آپ کا تذکرہ آچکا ہے آپ نے حسام الحرمین پر تصدیق کرنے سے انکار کر دیا تھا مفتی برزنجیؒ کی تائید کرتے ہوئے خاں صاحب پر تبصرہ کیا:۔

من سعی خلافہ[62] (خلافِ حق کا طالب)

اور آپ کے عقائد کے مظہر رسالہ کی تحریروں پر یوں رقمطراز ہیں:۔

---

۵۴ احمد رضا خاں صاحب: حسام الحرمین ص۱۵۷ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء

۵۵ غایۃ المامول ص۳۳، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱ ایضاً ص۳۳، الشہاب الثاقب ص۱۶، ۱۷

۶۲ غایۃ المامول ص۳۴ والشہاب الثاقب ص۱۷۔

هذه المنادات النفاقية[۱] (یہ نفاقی جھگڑے ہے) اور عقائد کی وضاحت کے بعد فرماتے ہیں:۔

متبعاً وساوسه جازماً به بما القاه اليه شيخه ابليس الا بالسه مع ان معلمه الشيخ الخ[۲]

(وہ ایسے لوگوں میں سے ہے جو اپنے قلبی وسوسوں کی اتباع کرنے والے ہوتے ہیں اور جوان کے ابلیس الا بالسہ (بڑے شیطان) انکے دل میں القاء کرتے ہیں، حالانکہ ابو مرہ (شیطان کا ایک نام) یعنی ابلیس لعین نے خود کبھی ایسے عقائد کی عمر میں ایک مرتبہ بھی تصدیق نہیں کی)

خان صاحب کے دلائل کو تخمینیں[۳] قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان لوگوں نے قرآن وسنت کے خلاف اپنی عقل کو فیصلہ کن حیثیت دے رکھی ہے جو کھلی گمراہی ہے[۴]

خان صاحب کے تقریظات وتصدیقات حاصل کرنے کے اس سارے کاروبار کو تعنت، فخر وریا[۵] سے تعبیر کرتے ہوئے ایسے عقائد اور عمل کو اہل علم وشرافت کے لئے شرم وحیا کے منافی قرار دیا[۶]

۴۔ مفتی تاج الدین الیاس رحمۃ اللہ علیہ جن کے بارے میں خان صاحب لکھتے ہیں

"تاج المفتين وسراج المتقين مفتي السادة الحنفية بمدينة الامينة الصفية ناصر السنة بالنجدة والباس مولينا المفتي تاج الدين الياس لازال مبجلا عند الله وعند الناس"[۷]

۵۔ شیخ محمد سعید شیخ الدلائل کے بارے میں خان صاحب کے الفاظ ہیں:۔

"..... الضوء المنور والروح المصور صورة السعادة وحقيقة السيادة ذوالحسنى وزيادة دلائل الخيرات وجلائل المبرات

---

[۳] [۴] ایضاً ص۳۴ الشہاب ص۱۹۔

[۵] ایضاً ص۳۴ والشہاب الثاقب ص۱۷ [۶] ایضاً ص۳۴، الشہاب ص۱۷ مطبوعہ دیوبند۔

[۷] احمد رضا خاں صاحب، حسام الحرمین ص۱۰۲ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء (۹) آئندہ صفحہ پر ملاحظہ ہو)

الحميد الرشيد مولینا السعید محمد سعید شیخ الدلائل
لازال بالفضائل[1]

۶۔ سید عباس رضوانؒ کے متعلق خانصاحب نے اس رائے کا اظہار کیا ہے:۔
السیّد الشریف النظیف الماهر العریف ذوالعز والتشریف
الغنی عن التوصیف حضرت مولانا السید عباس ابن
السید الجلیل محمد رضوان شیخ الدلائل عاملهما الله
تعالیٰ فی الیوم العبوس بالرضوان[2]

۷۔ شیخ عمر حمدانؒ کی تعریف ان الفاظ سے کی ہے:۔
الفاضل العقول احد الفحول الطیب الزکی العطن الذکی
الغصن المزین بالطیب المغرسی مولینا عمر بن حمدان
المحرسی ذکره الفوز والفلاح ومالنسی[3]

۸۔ سید احمد الجزائریؒ کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں:۔
الفاضل الکامل باهر الفضائل ظاهر الفواضل طاهر الشمائل
شیخ المالکیة ذو اللمة الملکیة السید الشریف السری مولانا
السید احمد الجزائری دام بالفیض الباطنی والظاهری[4]

۹۔ شیخ خلیل خربوتیؒ کی شان خان صاحب نے یوں بیان فرمائی ہے:۔
کبیر العلماء وکریم الکرماء کنز العوارف ومعدن المعارف
ذو شیبة العلماء الموفق من السماء ذو الفیض الملکوتی
مولانا الشیخ خلیل بن ابراهیم الخربوتی ایده الله بالنصر
اللاهوتی[5]

---

[1] احمد رضا خاں صاحب: حسام الحرمین ص۱۱۵ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء
[2] احمد رضا خاں صاحب: حسام الحرمین ص۱۱۹ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء
[3] ایضاً ص۱۲۱ [4] ایضاً ص۱۱۹ [5] ایضاً ص ۱۱۲

یہ وہ حضرات ہیں جنکی تقریظات وتصدیقات پر خان صاحب پھولے نہیں سمائے۔ جب تک خان صاحب کی حقیقت واصلیت واضح نہ تھی تب تک توان حضرات نے حسن ظن سے کام لیتے ہوئے ایک ایسے شخص کے بارے میں جو خود کو علماء کے لبادے میں چھپائے تھا ان الفاظ میں اسے خوش آمدید کہا مگر جب اس کی حقیقت عیاں ہوکر سامنے آئی تو پھر جن الفاظ میں اُسے یاد کیا بلاخطہ ہوں۔ لکھتے ہیں:۔

غبی مفاضل [۵۱]　　　　غبی باطل [۵۲]

اور خان صاحب کے عقائد کے مجموعہ کو ترھات المبطلین [۵۳] اور وساوس الشلل والاورتیات [۵۴] سے تعبیر فرماتے ہیں۔

قیصر بتا کہ خود کو چھپائے گا کس طرح
اب تو تری نظر سے تجھے دیکھتا ہوں میں

حقیقت حال کھل جانے کے بعد جو ریمارکس علمائے مدینہ منورہ نے خانصاحب کے بارے میں تحریر فرمائے ان کا موازنہ حسام الحرمین کی تقریظات کے الفاظ سے کیا جائے تو چنداں تعجب نہیں ہوتا۔ بلکہ علمائے حرمین شریفین کے لئے کلماتِ تحسین زبان پر بے ساختہ جاری ہوجاتے ہیں، کہ عشقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار لوگ علمائے کرام کے لبادہ میں آنے والے شخص کی کس طرح قدر ومنزلت کرتے ہیں، اسکی ہر بات کی محض اس لئے تائید کرتے ہیں کہ علماء کی شان تو بہت بلند ہے ایک عام مسلمان سے بھی جھوٹ اور مکر وفریب کا ارتکاب انکی نظر میں انتہائی مشکل تھا۔ مگر اصل حقیقت منکشف ہوجاتی ہے تو پھر فریضہ حق گوئی سے یوں سبکدوش ہوتے ہیں جسکا کچھ حال مذکور ہوا اور باقی کا اختصار آئندہ سطور میں پیشِ خدمت ہے۔

---

[۵۱] احمد البرزنجی، غایۃ المامول صہ ۳۶ مطبوعہ رامپور، الشہاب الثاقب صہ ۲۰ مطبوعہ دیوبند۔
[۵۲] ایضاً صہ ۳۶ والشہاب صہ ۲۰ [۵۳] ایضاً صہ ۳۶ [۵۴] ایضاً صہ ۳۶۔

۲۔ تصدیقات علمائے حرمین

جیسا کہ گذشتہ سطور میں معلوم ہو چکا کہ علمائے حرمین نے احمد رضا خان صاحب کی حقیقت و اصلیت کھل جانے کے بعد تلافی مافات کا جو طریقہ اختیار کیا اس میں ایک تو خان صاحب کی ذات اور ان کے عقائد پر تبصرہ شامل تھا جس کا اختصار غایۃ المامول اور الشہاب الثاقب کے حوالہ سے آپ نے ملاحظہ فرمایا، دوسرا کام علمائے دیوبند کے عقائد معلوم کرنے کا تھا۔

اسلامی معتقدات کے بارے میں علمائے حرمین کا علمائے دیوبند سے استفسار

چنانچہ علمائے حرمین نے اس سلسلہ میں چھبیس ۲۶ سوالات مرتب کر کے علمائے دیوبند کے پاس جواب کے لئے ارسال کئے ان کے ابتداء میں مکر و فریب کے گذشتہ واقعات کی طرف واضح اشارہ موجود ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"ایہا العلماء الکرام والجہابذۃ العظام قد نسب الی ساحتکم الکریمۃ اناس عقاید الوہابیۃ فالوا باوراق ورسائل لانعرف معانیہا لاختلاف اللسان فنرجوان تخبرونا بحقیقۃ الحال ومرادات المقال ونحن نسئلکم عن امور اشتہر فیہا خلاف الوہابیۃ عن اھل السنۃ والجماعۃ [1]

(اے علمائے کرام اور سرداران عظام تمہاری جانب چند لوگوں نے وہابی عقائد کی نسبت کی ہے اور چند اوراق اور رسالے ایسے لائے جن کا مطلب غیر زبان ہونے

[1] الحاج مولانا خلیل احمد سہارنپوری، المہند علی المفند ص، مطبوعہ دیوبند، زیر نظر کتاب ص

کے سبب ہم نہیں سمجھ سکے۔ اس لئے امید کرتے ہیں ہمیں حقیقتِ حال اور قول کے مراد سے مطلع کرو گے اور ہم تم سے چند امور ایسے دریافت کرتے ہیں جن میں وہابیہ کا اور اہل السنۃ والجماعت سے خلاف مشہور ہے)

جوابات پر جن علمائے ہند نے دستخط کئے

اس ابتدائیہ کے ساتھ چھبیس [۲۶] سوالات علمائے دیوبند کو ارسال کئے گئے مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ نے جو ان کے جواب تحریر کئے وہ تمام علمائے دیوبند کے عقائد کا خلاصہ تھا۔ چنانچہ اس وقت کے اکابرین دیوبند نے (جو ہندوستان کے مختلف حصوں میں موجود تھے انہوں نے) اس کی مکمل تائید کی اور اس تحریر میں مندرج عقائد کو اپنے اور اپنے شیوخ واکابرین کے عقائد قرار دیا۔ جن علمائے ہند نے اس جواب پر تصدیق وتوثیق کی ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں :-

۱- قدوۃ العلماء والمحدثین اور علمائے دیوبند کے رہنما شیخ الہند محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ۔

۲- مولانا الحاج میر احمد حسن صاحب امروہویؒ۔

۳- حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحبؒ مفتی دار العلوم دیوبند۔

۴- حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ۔

۵- مولانا الحاج شاہ عبد الرحیم صاحب رائے پوریؒ خلیفہ حضرت گنگوہیؒ۔

۶- مولانا الحاج حکیم محمد حسن صاحبؒ۔

۷- مولانا الحاج قدرت اللہ صاحب مراد آبادیؒ۔

۸- حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قدس سرہٗ۔

۹- حضرت مولانا محمد احمد صاحب ابن حجۃ الاسلام حضرت نانوتویؒ۔

۱۰- مولانا الحاج غلام رسولؒ مدرسہ عالیہ دیوبند۔

۱۱- حضرت مولانا محمد سہول صاحبؒ دیوبند۔

۱۲- مولانا عبد الصمد صاحب بجنوریؒ۔

۱۳- مولانا محمد اسحاق صاحب دہلویؒ۔

۱۴۔ مولانا الحاج ریاض الدین صاحبؒ مدرسہ عالیہ میرٹھ۔
۱۵۔ مفتیٔ اعظم دیارِ ہند حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ۔
۱۶۔ مولانا ضیاء الحق صاحبؒ امینیہ دہلی۔
۱۷۔ مولانا محمد قاسم صاحبؒ امینیہ دہلی۔
۱۸۔ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ۔
۱۹۔ مولانا سراج احمد صاحبؒ میرٹھی۔
۲۰۔ مولانا محمد اسحاق صاحبؒ۔ مدرسہ اسلامیہ میرٹھ۔
۲۱۔ مولانا الحاج محمد مسعود احمدؒ ابن حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ صاحب قدس سرہٗ۔
۲۲۔ استاذ العلما مولانا محمد یحیٰؒ سہارنپوری۔
۲۳۔ حضرت مولانا الحاج کفایت اللہ سہارنپوریؒ [۵]

ان اکابرین علمائے دیوبند کے دستخطوں کے ساتھ جب علمائے دیوبند اور ان کے اکابرین کے مصدقہ عقائد سے متعلق تحریر علمائے حرمین شریفین کے علمی حلقوں میں پہنچی تو یکایک باطل پرستوں کی پھیلائی ہوئی سیاہی کے بادل ہباءً منثوراً ہو گئے۔

عقائد علمائے دیوبند ہی اہل سنت والجماعت کے عقائد ہیں، علمائے حرمین کا اعلان

بغیر کسی خاص جد و جہد اور کوشش کے جن اکابرین حرمین شریفین اور پھر تمام دنیائے اسلام کے نمائندہ علمائے کرام نے عقائد علمائے دیوبند سے متعلق اس تحریر کو جس تحسین آفرین نظروں سے دیکھا اس کا عکس آئندہ صفحات میں دیکھا جا سکتا ہے، ان حضرات کے اسمائے گرامی ملاحظہ ہوں:۔

---

[۵] جن حضرات کے اسمائے گرامی مذکور ہوئے اُن کی تصدیقات المہند علی المفند کے صفحات پر بالترتیب ص۴۵، ص۴۶، ص۴۷، ص۴۸، ص۴۹، ص۵۰، ص۵۲، ص۵۳، ص۵۴ اور ص۵۵ پر ملاحظہ ہوں۔ مطبوعہ دار الاشاعت عوز طلب کراچی المہند علی المفند ص۱تا ص

۱۔ حضرت مولانا شیخ محمد سعید بابصیل شافعی شیخ علمائے مکہ مکرمہ اور مسجد حرام کے خطیب و امام[52]

۲۔ مولانا الشیخ احمد رشید حنفی رحمۃ اللہ علیہ[53]

۳۔ الشیخ محب اللہ مہاجر مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ[54]

۴۔ الشیخ محمد صدیق افغانی مہاجر مکی[55]

۵۔ مفتی محمد عابد مالکی مفتی مالکیہ مکہ مکرمہ[56]

۶۔ محمد علی بن حسین مالکی[57] ۷۔ حضرت مولانا مفتی سید احمد[58] برزنجی شافعی سابق مفتی آستانہ نبویہ قدس سرہ۔

۸۔ رسوحی عمر مدرس مدرسۃ الشفا مدینہ منورہ۔

۹۔ ملا محمد خاں بخاری حنفی مدرس حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۰۔ خلیل بن ابراہیم ۱۱۔ محمد العزیز الوزیر التونسی۔

۱۲۔ محمد السوسی الخیاری ۱۳۔ السید احمد الجزائری۔

۱۴۔ عمر بن حمدان المحرسی۔ ۱۵۔ محمد زکی البرزنجی۔

۱۶۔ احمد بن میمون البلغیش۔

۱۷۔ موسیٰ کاظم بن محمد استاذ باب الاسلام مدینہ منورہ۔

۱۸۔ سید احمد معصوم استاذ حرم نبوی۔

۱۹۔ الحاج احمد بن محمد خیر العباسی استاذ الحرم النبوی

۲۰۔ عبد القادر بن محمد بن سودہ العرشی ولیہ۔

۲۱۔ محمد منصور بن نعمان مدرس حرم نبوی۔

۲۲۔ ملا عبد الرحمٰن مدرس حرم نبوی[59]۔

---

[52] المہند ص ۵۷ حسام الحرمین ص ۳۳ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء [53] ایضاً ص ۵۷ [54] ایضاً ص ۶۰ [55] ایضاً ص ۶۰ [56] ایضاً ص ۶۱ حسام الحرمین ص ۶۳ مطبوعہ ۱۹۷۵ء [57] ایضاً ص ۶۲ و حسام ص ۶۵ [58] المہند ص ۶۲ حسام الحرمین ص ۱۳۱ مطبوعہ لاہور ص ۶۲ [59] علمائے مدینہ منورہ میں بیشتر وہ حضرات ہیں جنہوں نے حسام الحرمین کی تصدیق کر دی تھی۔

۲۳- محمود عبدالجوادؒ ۲۴- احمد لبساطیؒ استاذ حرم نبویؐ۔

۲۵- محمد حسن سندھی استاذ حرم نبویؐ

۲۶- عبداللہ النابلسیؒ ۲۷- محمد بن عمر الفلانیؒ۔

۲۸- احمد بن احمد اسعد استاذ حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔

۲۹- شیخ یٰسین الدمشقی استاذ حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔

۳۰- شیخ احمد بن محمد الشنقیطی المالکی استاذ الاساتذہ حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔

یہ تو ان علمائے ربانی کے اسمائے گرامی ہیں جو اپنے وقت کے کبار علماء میں شمار ہوتے ہیں اور حرمین شریفین میں علوم نبوت کی خدمت کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر رکھی تھیں۔

علمائے دیوبند اور علمائے حرمین کے متفقہ عقائد کی علمائے عالم اسلام کی طرف سے توثیق و تصدیق

اب ایک نظر عالم اسلام کے ان علماء کے اسمائے گرامی پر بھی ڈال لیں جنہوں نے اکابر علمائے حرمین شریفین اور علمائے دیوبند کی طرف سے سوال وجواب کے طریق سے عقائد اہل السنۃ والجماعت کی ترتیب وتدوین کی مکمل تائید و تصدیق کر کے عقائد کے اس مجموعہ کو چودھویں صدی ہجری میں تمام عالم اسلام کا اجماعی عقیدہ قرار دیا جس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ چودھویں صدی میں اہل السنۃ والجماعت اور دیگر فرقوں میں امتیازی فرق ان عقائد کو تسلیم کرنے یا انکی مخالفت کرنے پر ہے۔

اسمائے گرامی ملاحظہ ہوں:-

۱- الشیخ سلیم البشریؒ شیخ الجامعۃ الازہر الشریف مصر۔

۲- شیخ محمد ابراہیم القایاتیؒ ازہر مصر۔

۳- سلیمان العبدؒ ازہر مصر۔

۴- الشیخ محمد بن احمد بن عبدالغنی ابن عمر عابدین الشامیؒ دمشق۔

۵- الشیخ مصطفیٰ بن احمد الشطی الحنبلی دمشق۔

۶۔ الشیخ محمود رشید العطار تلمیذ شیخ بدر الدین شامیؒ۔

۷۔ الشیخ محمد البوشی الحمویؒ ازہری شام۔

۸۔ الشیخ محمد سعید الحمویؒ شام۔

۹۔ الشیخ علی بن محمد الدلال الحموی شام۔

۱۰۔ الشیخ محمد ادیب الحورانی الحموی شام۔

۱۱۔ الشیخ عبد القادرؒ شام۔

۱۲۔ الشیخ محمد سعیدؒ شام۔

۱۳۔ الشیخ محمد سعید لطفی حنفی شام۔

۱۴۔ الشیخ حضرت فارس بن احمد شققۃ الحموی شافعیؒ شام۔

۱۵۔ حضرت الشیخ مصطفیٰ الحداد شام۔

اہل السنۃ والجماعت کے عقائد کیا ہیں؟ چودھویں صدی ہجری مطابق بیسوی صدی عیسوی کے ان علمائے کبار کے اسمائے گرامی کی فہرست پر ایک نظر ڈالنے سے انصاف پسند قارئین کرام بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ عالم اسلام کے مشہور علمی مراکز جن میں مکہ معظمہ، مدینہ منورہ شرفہما اللہ حجاز مقدس۔ دمشق اور حماۃ ملک شام، ازہر یونیورسٹی مصر، دیوبند، دہلی مراد آباد اور میرٹھ وغیرہ ہندوستان سر فہرست شمار کئے جاتے ہیں، جن عقائد و نظریات کو متفقہ طور پر قبول کرتے ہیں اور اجماعی طور پر انہی عقائد کو اہل السنۃ والجماعت کے عقائد قرار دیکر حق اور غیر حق میں حدِ فاصل قائم کر دیتے ہیں اس کی مخالفت میں ایک فرد یا ایک شہر ــــــ اور وہ بھی علمی مراکز میں شمار ہونے کے بجائے سیاسی حیثیت سے معروف ہو ــــــ کے رہنے والوں کے عقائد کو کس پلڑے میں رکھا جائے گا۔

علمائے امت کے اس طریق کار کی قیامت تک رہنمائی اس فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتی رہے گی۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"میری اُمّت گمراہی پر کبھی متحد و مجتمع نہیں ہو گی۔" او کما قال

اس فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں عقائد علمائے دیوبند اور احمد رضا خان صاحب بریلوی اور ان کے متبعین کے عقائد کا موازنہ کیجئے۔ خدا کو حاضر و ناظر جان کر اپنے دل سے سوال کیجئے کہ حق کیا ہے اور ناحق کیا ہے۔ جو گواہی قلب سلیم دے گا اسکی روشنی میں ہمارا آپ سے یہ مطالبہ ہے کہ:-

دل کی آزادی شہنشاہی شکم سامانِ موت
فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم؟!

الاحقر الاثیم راجی رحمۃ ربہ الکریم
حسین احمد نجیب
رفیق دار التصنیف والتالیف دار العلوم کراچی ۱۴
سنیچر ۲ر شعبان المعظم ۱۳۹۶ھ



معرکۃ القلم



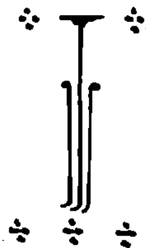
فیصلہ کُن مُناظرہ

تالیف

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب مدظلہ









بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بریلی کا تکفیری فتنہ

ماضی اور حال

از

مولانا محمد منظور صاحب نعمانی

اس دنیا میں بعض واقعات اس قدر عجیب وغریب اور بعید از قیاس ہوتے ہیں کہ عقل ہزار سر مارے مگر انکی کوئی معقول توجیہ کرنے سے عاجز ہی رہتی ہے ـــــــ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور انکی دینی دعوت کے ساتھ انکی قوموں نے عام طور سے جو سلوک کیا وہ بھی دنیا کے ایسے ہی عجیب وغریب اور بعید از قیاس واقعات میں سے ہے ـــــــ خود اس دنیا کے پیدا کرنے والے اور چلانے والے خالق و پروردگار نے کتنے عجیب انداز میں اس پر حسرت کا اظہار کیا ہے ـــــــ

يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ○ یٰسین ع۲

مثال کے طور پر صرف خاتم النبیین سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی سرگزشت کو اس نظر سے حدیث وسیر کی کتابوں میں دیکھ لیا جائے۔ آپ مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے، وہیں پلے بڑھے۔ بچپن ہی سے صورت میں دلکشی و محبوبیت اور عادات میں معصومیت تھی۔ اس لئے ہر ایک محبت واحترام کرتا تھا، گویا آپ پوری قوم کو پیارے اور اس کی آنکھ کے تارے تھے۔ پھر جب عمر مبارک چالیس سال کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے صورت و سیرت کی اس محبوبیت و معصومیت کے ساتھ نبوت کا کمال اور رسالت کا جلال وجمال بھی عطا فرما دیا، جس کے بعد سیرت اور زیادہ بلند ہوگئی، زبان سے علم و حکمت کے چشمے پھوٹنے لگے اور پیدائشی حسین وجمیل چہرہ میں اب نبوت

۱؎ اے کیسی حسرت ہے ان بندوں پر ہماری طرف سے جو رسول بھی ان کے پاس پہونچے یہ ان کے ساتھ تمسخر اور استہزاء سے ہی پیش آئے۔

کا نور بھی چمکنے لگا ــــــــ پھر اللہ تعالےٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ اپنی قوم کو توحید اور اسلام کی دعوت دیں۔ آپ نے پورے اخلاص، کامل محبت اور انتہائی حکمت کے ساتھ درد اور سوز سے بھری ہوئی اس آواز میں جس سے پتھر بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اپنی قوم کے سامنے توحید اور اسلام کی وہ دعوت پیش کی جس کا حق اور معقول ہونا اور آپ کی قوم اور ساری انسانیت کے لئے سراسر رحمت ہونا گویا بالکل بدیہی تھا ــــــــ عقل کا فیصلہ اور قیاس کا تقاضا یہی تھا کہ پوری قوم جو پہلے ہی سے آپ کی گرویدہ تھی اور آپ کو صادق اور امین سمجھتی اور کہتی تھی وہ آپ کی اس دینی دعوت پر ایک زبان ہو کر لبیک کہتی اور پروانہ وار آپ پر ٹوٹ پڑتی اور کم از کم مکہ میں تو ایک بھی مکذب اور مخالف نہ ہوتا۔ لیکن ہوا یہ کہ گنتی کے چند سعادت مندوں کے سوا ساری قوم آپ کی تکذیب اور مخالفت پر متفق ہو گئی جو ہمیشہ سے صادق و امین کہتے اور عقیدت کے پھول چڑھاتے تھے۔ وہی شاعر و مجنون اور ساحر کذاب کہنے لگے اور آپ کے خلاف نفرت و عداوت کی آگ بھڑکانا ان کا محبوب ترین مشغلہ بن گیا۔ پھر تو قریباً دس سال تک آپ کے اُن ہی جاننے پہچاننے والوں نے اس قدر ستایا اور ایسی ایسی کینہ حرکتیں کیں کہ خود ارشاد فرماتے ہیں: " مَا أُوذِيَ فِي اللهِ أَحَدٌ مِثْلَ مَا أُوذِيتُ " (اللہ کی راہ میں اس کے کسی بندہ کو کبھی اتنا نہیں ستایا گیا جتنا کہ مجھے ستایا گیا ہے)۔

بیچاری عقل حیران ہے، ایسا کیوں ہوا؟ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ان دنوں مکہ میں دماغوں کو خراب کر کے آدمیوں کو پاگل بنا دینے والی کوئی خاص ہوا چلی تھی جس کے اثر سے ساری قوم کی قوم پاگل ہو گئی تھی اور آپ کے ساتھ یہ جو کچھ اُس نے کیا، وہ پاگل پنے کی وجہ سے کیا۔

اسی کی دوسری مثال اُمت میں لیجئے! حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی مرتضےٰ (رضی اللہ عنہم اجمعین) یہ چاروں بزرگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی ہیں اور اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تاریخ سے کچھ بھی واقفیت رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ اللہ و رسول کے ساتھ اور ان کے مقدس دین کے ساتھ ان چاروں بزرگواروں کی وفاداری اور ان کا اخلاص ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ اللہ کے ان صادق بندوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان جاں نثاروں نے حضور کے زمانہ میں اور

آپ کے بعد اسلام کے لئے جو کچھ قربانیاں کیں اور اللہ کے مقدس دین کی جو خدمات انجام دیں وہ آفتاب سے زیادہ روشن اور دنیا کے زیادہ سے زیادہ مشہور و مسلّم واقعات سے زیادہ مسلّم و مستند ہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے مواقع پر اپنے ان چاروں جاں نثاروں کی خدمات اور قربانیوں کا جس محبت اور قدردانی کے ساتھ اعتراف فرمایا اور ان کے مقبول اور جنتی ہونے اور جنت میں بھی اپنے پاس اور اپنے ساتھ رہنے کی بار بار جو بشارتیں دیں اور بشارتیں دیں وہ اپنے تواتر کی وجہ سے قریب قریب ایسی ہی یقینی اور ناقابلِ شک ہیں جیسا کہ عقیدۂ توحید و عقیدۂ قیامت اور نماز اور روزہ اور حج و زکوٰۃ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے ہونا قطعاً غیر مشتبہ اور یقینی ہے ـــــــ لیکن غور کیجئے اس اُمت کی تاریخ کا یہ کیسا عجیب و غریب اور ناقابلِ فہم واقعہ ہے کہ اسلام کے بالکل ابتدائی دور ہی میں خود مسلمانوں میں ایسے مستقل فرقے پیدا ہوئے جن کی خصوصیت اور جن کا امتیاز صرف یہی ہے کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان جلیل القدر اور ممتاز صحابہ کے ایمان ہی سے انکار تھا اور وہ (معاذ اللہ) ان کو کافر و منافق اور گردن زدنی کہنے پر مُصر تھے اور اب تک بھی یہ فرقے دنیا میں موجود ہیں ـــــــ کون نہیں جانتا کہ مسلمانوں کے قدیم ترین فرقہ شیعہ کی خصوصیت اور اس کا امتیاز ہی یہ ہے کہ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، اور حضرت عثمانؓ کی عداوت و بدگوئی اور ان کے مومن و مخلص ہونے سے انکار، ان کے مذہب کی بنیاد یا کم از کم ان کا مذہبی شعار رہا ہے اور اس معاملہ میں ان کا غلو اور جنون اس حد کو پہونچا ہوا ہے کہ ان کے بہت سے چوٹی کے "مہذب" اور "تعلیم یافتہ" افراد" تہذیب و رواداری کے اس دور میں بھی اپنے اس حال کے اظہار سے نہیں شرماتے کہ ان بزرگوں کی تعریف و مدح میں کسی اور کا بھی کچھ کہنا ان کے لئے ناقابلِ برداشت ہے اور اس کے برعکس ان پاک ہستیوں پر تبرّا بازی ان کا محبوب ترین مشغلہ اور ان کے نزدیک کارِ ثواب ہے۔

ناطقہ سر بگریباں کہ اسے کیا کہیے!

خلافِ عقل مجادلانہ کج بحثیوں کو تو چھوڑ دیجئے اور پھر ٹھنڈے دل غور کیجئے کہ کیا کسی کی عقل بھی ان لوگوں کے اس طرزِ عمل کی کوئی معقول توجیہ کر سکتی ہے؟

کون کہہ سکتا ہے کہ اس فرقہ والے سب پاگل اور عقل عام سے محروم ہیں واقعہ یہ ہے کہ ان میں بڑے بڑے تعلیم یافتہ بڑے بڑے دانشور اور ایک سے ایک ذہین و فطین ہر دور میں رہے ہیں اور آج بھی موجود ہیں۔ بلکہ اس فرقہ کے جن ممتاز عالموں اور مصنفوں نے خاص اسی موضوع (مطاعن خلفاء ثلاثہ) پر ضخیم ضخیم کتابیں لکھی ہیں، اُن کی وہی کتابیں شاہد ہیں کہ نہ وہ پاگل ہیں نہ بے خبر جاہل ہیں، بلکہ ـــــــ "اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ" کا قابلِ عبرت نمونہ ہیں۔

یہی حال ان کے اصل حریف اور مدِّمقابل فرقہ یعنی خوارج و نواصب کا ہے ان بدبختوں کے نزدیک سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ (معاذ اللہ) ایسے بددین، اس درجہ کے دشمنِ اسلام ایسے مجرم اور گردن زدنی تھے کہ ان کو ختم کر دینا نہ صرف کارِ ثواب بلکہ ان کے قاتل کے جنّت میں پہونچنے کا یقینی ذریعہ تھا، مؤرخین نے لکھا ہے کہ جب شقی ابن ملجم نے سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تلوار سے وار کیا اور اس کو معلوم ہوگیا کہ وار بھرپور پڑا اور حضرت ممدوح کی زندگی ختم کر دینے کے اپنے منصوبہ میں وہ کامیاب ہوگیا تو گرفتار ہونے کے باوجود وہ کہتا تھا کہ "فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ" (اس بدبخت کا مطلب یہ تھا کہ (سیدنا) علی کو خاک و خون میں تڑپا کے اور انکی شمعِ حیات گل کر کے میں نے نجات اور جنّت حاصل کرنے کا سامان کر لیا، اور خواہ اس زندگی میں اب مجھ پر کچھ بھی گزرے، لیکن مرنے کے بعد آخرت کی کبھی نہ ختم ہونے والی زندگی میں میرا یہ عمل مجھے جنّت میں ضرور پہونچا دے گا) ـــــــ بتلائیے! کہ عقل بیچاری اس گمراہی اور عقل باختگی کی کیا توجیہ کرے؟ ـــــــ جو لوگ تاریخ کے ذریعہ ابن ملجم اور اس کے فرقہ کے حالات سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ فرقہ بھی پاگلوں اور اَن پڑھ جاہلوں کا فرقہ نہ تھا، بلکہ ان میں بہت سے اچھے خاصے علم و فہم والے بھی تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ جب کوئی شخص حُبِّ مال یا حُبِّ جاہ یا ایسے ہی کسی اور غلط جذبہ کے تحت کسی معاملہ میں اللہ کی ہدایت کی بجائے اپنے نفس کی خواہشات اور اپنے ذاتی جذبات و خیالات کی پیروی کا فیصلہ کر لیتا ہے تو کم از کم اس خاص معاملہ میں خدا ترسی و حق بینی کی صلاحیت اور فہم سلیم کی دولت اس سے چھین لی جاتی ہے اور پھر بظاہر عقل و ہوش رکھنے کے باوجود اس سے اس معاملہ میں ایسی ایسی حرکتیں سرزد ہوتی ہیں کہ عقلِ سلیم ان کی کوئی توجیہ بھی نہیں کر سکتی۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق

قرآن کا بیان ہے: لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ[1]

عقل و خرد کی گمراہی کی ایسی مثالیں اسلامی تاریخ کے بعد کے دوروں میں بھی بکثرت ملتی ہیں اور مختلف زمانوں میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں جنھوں نے اپنے زمانہ کے اچھے سے اچھے اور نہایت نیک سیرت بندوں کی عداوت و دشمنی و بدگوئی و ایذا رسانی کو اپنا خاص مشغلہ بنایا، بلکہ شاید اُمّت کے اکابر و ائمہ میں سے شاذ و نادر ہستیاں ہی ایسی ہوں گی جن کو نبوّت کی اس میراث سے حصّہ نہ ملا ہو۔

شیخ تاج الدین سُبکی نے "طبقات الشافعیۃ الکبریٰ" میں رنج اور غصّہ کے ساتھ لکھا ہے:

ما من امام الا وقد طعن فیہ طاعنون وھلك فیہ ھالکون	اُمّت کا کوئی امام ایسا نہیں ہے جس کو حملہ کرنے والوں نے اپنے حملوں کا نشانہ نہ بنایا ہو اور جس کی شان میں گستاخیاں کر کے ہلاک ہونے والے ہلاک نہ ہوئے ہوں

اس وقت جس افسوسناک اور تکلیف دہ واقعہ کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے وہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

حقیقتوں کا پورا علم تو اللہ تعالےٰ ہی کو ہے لیکن جہاں تک بشری معلومات اور اطلاعات کا تعلق ہے پانے دل کے پورے اطمینان کے ساتھ اور بلاخوفِ تردید کہا جاسکتا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ و شاہ عبدالعزیزؒ کے بعد تیرھویں صدی ہجری (اور انیسویں صدی عیسوی) میں ان کے اخلاف و وارثین حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ و حضرت سیّد احمد شہیدؒ اور اُن کے رفقاء نے اللہ کی راہ میں جو قربانیاں دیں اور اسلام کے فروغ اور اسکی سربزی کے لئے جو محنتیں کیں یہاں

---

[1] ان کے دل ہیں مگر یہ ان سے سمجھتے نہیں، ان کے کان ہیں مگر یہ اُن سے سنتے نہیں۔ انکی آنکھیں ہیں مگر یہ ان سے دیکھتے نہیں یہ تو بس جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گذرے اور زیادہ گمراہ ہیں۔

یک کہ بالاکوٹ کے معرکہ میں اسی راہ میں اپنی جانیں بھی قربان کر دیں، اور پھر ان کی ان محنتوں اور قربانیوں کا یہاں کے مسلمانوں پر جو اثر پڑا اور اس ملک میں دین کی جو تجدید ظہور میں آئی اور اصلاح و تقویٰ اور تعلق باللہ اور روحِ جہاد اور اتباعِ سنت کی صفات کو جو نئی زندگی اس ملک میں ملی اور ان صفات میں خود ان بزرگوں کا جو حال تھا، ان سب چیزوں کو پیشِ نظر رکھنے کے بعد اس میں کوئی شبہ نہیں رہتا کہ یہ حضرات اس دور میں اللہ تعالیٰ کے خاص مقبول بندوں میں سے تھے ——

پھر بعد کے دور میں (یعنی تیرھویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی کے شروع میں) ان ہی مجاہدین ملت اور مصلحینِ اُمت کے علمی و روحانی وارثین حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولینا رشید احمد گنگوہیؒ اور ان کے خاص رفقاء کو اللہ تعالیٰ نے اس ملک میں اپنے مقدس دین کی حفاظت و خدمت کی جو توفیق دی اور آپ کی جد و جہد سے توحید و سنت اور عام اسلامی تعلیمات کی اس ملک میں جو اشاعت ہوئی اور علم و عمل اور عشق و فنائیت کی جامعیت کے لحاظ سے خود ان بزرگوں کا جو حال تھا، اور یہ مبارک صفات ان کے ذریعہ امت کے مختلف طبقات میں جس وسیع پیمانہ پر پھیلیں، ان سب چیزوں کو اور ان کے اثرات و ثمرات کو آنکھوں سے دیکھنے کے بعد دل کو اس میں ذرا شبہ نہیں رہتا کہ یہ حضرات اس دور کے خاصانِ خدا میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی خدمت اور توحید و سنت کی اشاعت کے لئے، اور ان کے قلوب کو اپنے خاص تعلق کے واسطے چن لیا تھا —— لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدین کی وراثت و نیابت میں ان بندگانِ خدا کے ساتھ بھی یہی ہوا کہ اسی دور میں کچھ ایسے لوگ بھی پیدا ہوئے جنہوں نے ان حضرات کو بدنام کرنا اور ان پر جھوٹی تہمتیں لگا لگا کر مسلمانوں میں ان کے خلاف نفرت پیدا کرنا اپنا مشغلہ بنا لیا ——

تیرھویں اور چودھویں صدی کے ان مجاہدین فی سبیل اللہ اور محافظین سنت و شریعت و مصلحینِ اُمت کے خلاف فتویٰ بازی اور فتنہ انگیزی و افترا پردازی میں اس دور کے جن صاحب نے سب سے زیادہ حصہ لیا اور جو "وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہٗ" کے مصداق ہیں وہ بریلی کے مولوی احمد رضا خاں صاحب ہیں جو اپنی اس تکفیر بازی ہی کی وجہ سے یہ مقام حاصل کر چکے ہیں کہ ایمان والوں کی بے پناہ تکفیر کی مثال میں عام طور سے ان ہی کا نام بطورِ ضرب المثل

کے زبانوں پر آتا ہے ۔

ان خاں صاحب نے پہلے تو عرصہ تک حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کو اپنی بدگوئی اور کفر بازی کا نشانہ بنایا اور اپنے رسالوں اور فتووں میں ایسے ایسے گندے اور خبیث عقیدے اُنکی طرف منسوب کئے جن کی نقل سے بھی ایمانی رُوح لرزتی ہے ۔ برسوں ان بزرگوار کا یہی مشغلہ رہا ۔ ایک ایک رسالہ اور فتوے میں راہ خدا کے اس شہید کو ستر ستر اور پچھتر پچھتر وجہ سے کافر ثابت کر کے یہ اپنے شوقِ تکفیر کا مظاہرہ کرتے رہے ۔

اس کے بعد اُنہوں نے اسی ولی اللّٰہی خاندان کے علمی و روحانی وارثین حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ وغیرہ اکابرِ جماعتِ دیوبند کو اپنی مشقِ ستم کے لئے انتخاب کیا اور پھر زندگی بھر ان ہی بزرگوں کی بدگوئی اور تکفیر کر کے ان کے حسنات میں اضافہ اور درجات میں ترقی کا ساماں کرتے رہے ——— سب سے پہلے ۱۳۲۰ھ میں اپنی کتاب " المعتمد المستند " میں ان حضرات کو انکارِ ختمِ نبوت اور تکذیبِ ربّ العزت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص و اہانت کا مجرم قرار دیکر ان کی قطعی تکفیر کی ہے لیکن ان کی فتوے بازی اور کافر سازی چونکہ نہایت بدنام اور رسوا ہو چکی تھی اس لئے اس کا کوئی اثر نہیں ہوا ۔ یہاں تک کہ جن بزرگوں کی تکفیر کی گئی تھی انھوں نے بھی کوئی نوٹس نہیں لیا ۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اپنے فتوے کا یہ حشر دیکھ کر ایک نیا منصوبہ بنایا ۱۳۲۳ھ میں انہی بزرگوں کی تکفیر کا ایک فتوٰے انہوں نے مرتب کیا ، جس میں وہی انکارِ ختمِ نبوت اور تکذیب ربّ العزت و اہانت حضرت رسالت جیسے صریح کفریات کو ان بزرگوں کی طرف منسوب کر کے اُنکی قطعی تکفیر کی ، ایسی قطعی تکفیر کہ جو شخص ان کو مسلمان مانے یا ان کے کافر ہونے میں شک بھی کرے اس کے بارے میں بھی لکھا کہ وہ بھی قطعی کافر ، دائرۂ اسلام سے خارج اور جہنمی ہے ———

تکفیر کی اس سراسر جعلی اور مفتریانہ دستاویز کو لے کر مولوی احمد رضا خاں صاحب اسی سال حجاز گئے اور مکۂ معظمہ اور مدینۂ طیبہ کے حضرات علماء و مفتیین کے پاس پہونچکر نہایت ہی عیارانہ اور پُر فریب انداز میں ان حضرات سے فریاد کی کہ ہندوستان میں اسلام پر بڑا سخت وقت آگیا ہے ۔ مسلمانوں ہی میں بعض لوگ ایسے ایسے کافرانہ عقائد رکھنے والے پیدا ہو گئے ہیں اور عام مسلمانوں پر ان کا اثر

پڑ رہا ہے ۔ ہم عز باراس فتنہ کی روک تھام کر رہے ہیں مگر اس مہم میں ہم کو آپ کی اس مدد کی ضرورت ہے کہ ان بدعقیدہ لوگوں کی تکفیر کے اس فتوے کی آپ حضرات بھی تصدیق فرما دیں، چونکہ آپ اللہ کے مقدس اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک شہر کے رہنے والے ہیں اس لئے دینی رہنمائی کے بارہ میں ہندوستان کے ہم مسلمانوں کو آپ ہی حضرات پر پورا اعتماد ہے اور اس وجہ سے اس فتوے پر آپ ہی کی تصدیقی مہر تک ہندوستان کے عام مسلمانوں کو کفر و بد دینی کے اس سیلاب میں بہنے سے روک سکتی ہیں، ورنہ فتنہ ایسا شدید ہے کہ ان کا ایمان پر قائم رہنا مشکل ہے، الٰمدد المدد اے خدا کے شیرو! الغیاث الغیاث اے لشکرِ محمدی کے شہسوارو![1]

الغرض مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اُن علماء حرمین کے سامنے جو اصل واقعات سے بالکل بے خبر تھے اور اردو زبان سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے ان اکابر جماعتِ دیوبند کی وہ کتابیں بھی نہیں پڑھ سکتے تھے جن کی طرف مولوی احمد رضا خاں صاحب نے انکارِ ختمِ نبوت وغیرہ کفریہ مضامین منسوب کئے تھے۔ اپنا یہ جعلی فتویٰ اس انداز میں اور اس تمہید سے پیش کیا کہ گویا ہندوستانی مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت اب بس اس فتوے سے اور اس پر علماء حرمین کی تصدیقی مہریں لگ جانے سے وابستہ ہے اگر یہ نہ ہوا تو گویا وہ سب بدّھی اور مرتد ہو جائیں گے۔

نعوذ باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے بہت سے نیک دل علماء نے مولوی احمد رضا خاں صاحب کی ان سب باتوں کو واقعہ سمجھا اور اس کے بعد جیسا کہ ان کو چاہیئے تھا انھوں نے پورے دینی جوش کے ساتھ اس تکفیری فتوے پر تصدیقیں لکھ دیں۔ لیکن بعض اہل فراست کو اپنی ایمانی فراست سے اور بعض کو دوسری اطلاعات سے اس معاملہ میں شک ہو گیا، اور انہوں نے احتیاط فرمائی اور اس جال میں پھنسنے سے بچ گئے[2]

---

[1] مولوی احمد رضا خاں صاحب نے جو فتویٰ علماء حرمین کے سامنے پیش کیا تھا جو بعد کو "حسام الحرمین" کے نام سے چھپ کر شائع ہوا یہ اسی کی تمہید کا حاصل اور خلاصہ ہے۔ ... جھوٹے منصوبوں اور جھوٹی آہوں سے اللہ کے نیک دبھولے بندوں کو متاثر کرنا مکاری کا ایک فن ہے اور مولوی احمد رضا خاں صاحب کی "حسام الحرمین" کی تمہید اس کا خاص نمونہ ہے۔ ہم نے تو صرف اپنے الفاظ میں اس کا حاصل اور خلاصہ لکھ دیا ہے۔ [2] اس کی پوری تفصیل رسالہ "الشہاب الثاقب" میں دیکھی جا سکتی ہے۔ ۱۲

قصہ مختصر یہ کہ جعلی فتوای جس کی بنیاد محض غلط بیانی اور افترا پردازی پر تھی ہندوستانی لا کر حسام الحرمین کے نام سے شائع کیا گیا اور ایک شور و ہنگامہ برپا کر دیا گیا کہ ہندوستان کے ان مشاہیر علماء کرام اور جماعت دیوبند کے اکابر عظام (حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پوریؒ اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ) کے متعلق مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے علماء و مفتیین نے بھی یہی فتوای دیا ہے کہ (معاذ اللہ) یہ سب ایسے قطعی کافر اور مرتد ہیں کہ جو شخص ان کے کافر اور ناری ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر اور جہنمی ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کی اس چال نے ہندوستانی مسلمانوں میں ایک طوفانی فتنہ کھڑا کر دیا اور شاید ہزاروں یا لاکھوں سادہ دل بندے جو مولوی احمد رضا خاں صاحب کی فتوے بازی سے بالکل متاثر نہ تھے، علماء حرمین کے نام سے اس فتنہ میں مبتلا ہو گئے ہمارے وہ بزرگ جن کی تمام تر توجہ اس وقت ہندوستان میں اسلام کی حفاظت کے بنیادی کاموں درس و تعلیم اور اصلاح و تربیت وغیرہ پر مرکوز تھی اور جنھوں نے مولوی احمد رضا خاں صاحب کی تکفیری سرگرمیوں کی طرف کبھی کوئی توجہ نہیں کی تھی، بلکہ ایسے لوگوں سے الجھنا اور ان کی افترا پردازیوں کا جواب دینا بھی جن کے اصول اور ذوق کے خلاف تھا۔ جب انھوں نے دیکھا کہ اللہ کے بندوں کو علماء حرمین کے ناموں سے دھوکہ دیا جا رہا ہے اور وہ بیچارے اس فریب میں آکر فتنہ میں مبتلا ہو رہے ہیں تو ان حضرات نے بھی اس فریب کا پردہ چاک کر کے اصل حقیقت کا ظاہر کرنا اپنے لئے ضروری سمجھا ——— چنانچہ حسام الحرمین میں جن چار متذکرہ صدر بزرگوں کی طرف عقائد کفریہ منسوب کر کے تکفیر کی گئی تھی، ان میں سے جو دو بزرگ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ اور مخدوم الملت حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ اس وقت اس دنیا میں رونق افروز تھے۔ انہوں نے اسی زمانے میں اپنے بیانات دیئے، جن میں ان کفریہ عقائد سے اپنی براءت ظاہر کی اور صاف لکھا کہ "حسام الحرمین" میں ہماری طرف جو عقائد مولوی احمد رضا خاں صاحب نے منسوب کئے، وہ ان کا ہم پر محض افترا ہے۔ ایسے عقیدے رکھنے والوں کو ہم خود بھی کافر سمجھتے ہیں ——— ان بزرگوں کے یہ بیانات اس دور کے رسائل "السحاب المدرار" اور

قطع الوتین" وغیرہ میں اسی وقت شائع ہو گئے تھے بلکہ حضرت تھانوی کا بیان تو ایک مختصر اور مستقل رسالہ کی صورت میں "بسط البنان" کے نام سے بھی شائع ہوا تھا۔

اُسی زمانہ میں ایک خاص واقعہ یہ بھی پیش آیا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے حجاز سے واپس آجانے کے بعد حرمین شریفین میں خاص کر مدینہ طیبہ میں اس کا چرچا ہوا کہ ہندوستان کے اس مولوی نے جن لوگوں کی تکفیر کی تصدیقیں کرائی ہیں ان کے عقائد کے بارہ میں اس نے غلط بیانی کی ہے۔ یہ سُن کر وہاں کے بعض علمائے کرام نے خود علمائے دیوبند کی طرف رجوع کر کے معاملہ کی تحقیق کرنا ضروری سمجھا، چنانچہ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے "حسام الحرمین" میں ان حضرات کے متعلق جو کچھ لکھا تھا اور علماء حرمین کے قلوب میں ان کی طرف سے بُغض و نفرت پیدا کرنے کے لیے جو کچھ اس کے سوا زبان سے کہا تھا، اس سب کو پیش نظر رکھ کر ان حضرات نے ۲۶ سوالات مرتب کئے اور علماء دیوبند سے ان کا جواب چاہا، یہ سب سوالات علماء دیوبند کے عقائد اور ان کے مسلک و مشرب ہی سے متعلق تھے۔ یہاں سے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پوری نے ان کا مفصّل اور مدلّل جواب تحریر فرمایا۔ جس پر اُس دور کے جماعتِ دیوبند کے قریباً سب ہی اکابر و مشاہیر نے تصدیقات لکھیں اور وہی جوابات حرمین شریفین اور ان کے علاوہ مصر و شام وغیرہ ممالک اسلامیہ کے علماء اور اہل فتویٰ کے پاس بھی بھیجے گئے جن کی اِن تمام حضرات نے بھی تصدیق اور تائید فرمائی اور لکھا کہ یہی عقیدے اہل السنۃ والجماعۃ کے ہیں اور ان میں کوئی ایک عقیدہ بھی عقائدِ اہل سنت کے خلاف نہیں ہے ـــــــــــ

یہ سارے سوالات و جوابات ہندوستان اور حرمین شریفین اور دوسرے ممالک اسلامیہ کے علماء کرام کی تصدیقات اسی زمانے میں اردو ترجمہ کے ساتھ ایک ضخیم رسالہ کی صورت میں "التصدیقات لدفع التلبیسات" کے نام سے شائع ہو گئے تھے ـــــــ پھر اس وقت سے اب تک بار بار یہ رسالہ چھپتا رہا ہے، واقعہ یہ ہے کہ خداترس طالبانِ حق کے لئے صرف یہی رسالہ اس سلسلہ میں کافی تھا اور اب بھی کافی ہے۔

اس کے علاوہ ان حضرات اکابر کے تلامذہ اور خدام میں سے حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی اور حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب چاندپوری نے (جو اس وقت جماعت دیوبند

کے نوجوان علماء وفضلاء میں سے تھے) مولوی احمد رضاخاں صاحب کے اس جعلی فتوے "حسام الحرمین" کے جواب میں "السحاب المدرار" "الشہاب الثاقب" "تزکیۃ الخواطر" اور "توضیح البیان" وغیرہ مستقل رسائل لکھے، جن میں پوری تفصیل اور وضاحت کے ساتھ دکھلایا کہ بریلوی خاں صاحب نے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کے بارہ میں "حسام الحرمین" میں کیا کیا غلط بیانیاں اور ان کی عبارات میں کیسی کیسی تحریفیں کی ہیں اور علماء حرمین کو کیا کیا دھوکے دیئے ہیں ــــــ ان رسالوں نے معاملہ کو اور بھی زیادہ صاف کر دیا، اور گویا بحث ختم کر دی گئی ــــــ لیکن مولوی احمد رضاخاں صاحب کی طرف سے تکفیر و تفریق کی مہم اسی طرح جاری رہی۔ مگر ان جوابات کے بعد اس میں کوئی جان نہیں رہی، اور بازار سرد پڑ گیا۔

پھر ۱۳۴۵ھ (۲۶، ۲۷ء) میں، یعنی حسام الحرمین کی پہلی اشاعت سے قریباً ۲۰ برس بعد مولوی احمد رضاخاں صاحب کے اخلاف نے اس فتنہ کو پھر ایک دفعہ زور شور سے اٹھایا اور پھر فتوے بازی، چیلنج بازی اور اشتہار بازی کے ذریعہ اپنے بازار میں گرمی پیدا کرنے کی کوشش کی اور رنج وافسوس کے ساتھ عرض کرنا پڑتا ہے کہ بیچارے عام مسلمانوں کو پھر دیکھا گیا کہ مذہب سے ناواقفیت اور سادہ لوحی کی وجہ سے پھر ان فتنہ پردازوں کا شکار ہو رہے ہیں، اور ایسے ایسے جاہل جن کو کلمہ بھی نہیں آتا ان فتنہ پردازوں کی باتوں سے متاثر ہو کر اور کارِ ثواب سمجھ کر اکابر علماء اور بزرگانِ دین کو کافر کہتے پھر رہے ہیں، گھر گھر طانہ جنگیاں ہیں اور مسجدیں اور عیدگاہیں تک میدانِ جنگ بنی ہوئی ہیں۔

اس عاجز راقم سطور نے اسی سال دارالعلوم دیوبند میں دورۂ حدیث ختم کیا تھا اور حسنِ اتفاق سمجھیئے یا سوءِ اتفاق کہ میرے وطن اور قرب وجوار میں اس وقت اس فتنے کے شعلے خوب بھڑک رہے تھے ــــــ حالات کا تقاضا بھی تھا اور جوانی کے جوش کو بھی اس میں ضرور کچھ دخل تھا کہ اس آگ کے بجھانے اور اس کے لگانے والوں کا آخری حد تک مقابلہ اور تعاقب کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ پھر قریباً دس سال تک اپنے دوسرے کاموں درس وتصنیف وغیرہ کے ساتھ یہ شغل بھی سرگرمی سے جاری رہا اور یہاں بغیر کسی تواضع اور انکسار کے اس کا ذکر کر دینا ہی مصلحت ہے کہ

اپنے نزدیک کوئی کسر باقی نہیں رکھی جہاں ضرورت معلوم ہوئی وہاں خود پہونچ کر اور گھیر گھیر کے تکفیر کے ان علمبرداروں سے مناظرے بھی کئے اور ان کے دعووں کی تردید میں چھوٹے بڑے مستقل رسائل بھی لکھے (جن کی تعداد ۴۰ - ۵۰ سے کم نہ ہوگی) بلکہ اب سے اکیس ۲۱ سال پہلے ۱۳۵۲ھ میں جب الفرقان جاری ہوا تھا تو اس کا خاص موضوع اس وقت اسی فتنہ کا مقابلہ تھا۔

لیکن اجراء "الفرقان" سے ۳، ۴ سال بعد ہی ۱۳۵۶ھ م ۱۹۳۷ء میں نظر آیا کہ ہندوستان میں ایک بہت بڑی تبدیلی ہونے والی ہے اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنی ساری قوتوں کو اسلام اور مسلمانوں کی اسی خدمت پر لگادیں کہ مسلمانوں کے جن طبقوں میں اسلامی شعور کی کمی ہے اور اسلام کے ساتھ ان کا تعلق کمزور ہے، ان میں اسلامی شعور پیدا ہو اور دین کے ساتھ ان کی وابستگی میں پختگی آئے ـــــ دل و دماغ پر اس احساس کا ایسا تسلط ہوا، اور یہ فکر ایسا چھایا کہ تھوڑے ہی دنوں میں دوسرے تمام کاموں سے دلچسپی ختم ہوگئی اور سارے کام چھوڑ چھاڑ کے بس اسی ایک کام کو اپنا کام بنالیا ـــــ یہاں تک کہ بریلی کے اسی تکفیری فتنہ کے رد میں بعض اہم کتابیں جو اس وقت لکھی جاچکی تھیں لیکن چھپنے کی ابھی نوبت نہیں آئی تھی، ان کے مسودات کی حفاظت کی بھی فکر نہیں رہی بلکہ ان میں دو کتابیں وہ تھیں جن کے خاصے حصے کی کتابت بھی ہوچکی تھی، اور صرف اس کا انتظار تھا کہ کتابت مکمل ہوجائے تو کاپیاں پریس میں دے دی جائیں، ان کی بھی کتابت رکوادی اور جو کاپیاں لکھی جاچکی تھیں ان کی حفاظت سے بھی بے پروائی برتی گئی جس کا انجام یہی ہونا چاہئے تھا اور ہوا کہ وہ ساری کاپیاں اور سارے مسودات ضائع ہوگئے، جس کا پہلے تو کوئی افسوس نہیں تھا لیکن اب افسوس ہے اور آج کا احساس یہ ہے "کہ لو استقبلت من امری ما استدبرت لما صنعت ما صنعت"

ہندوستان میں آنے والے جس انقلاب کا احساس اس عاجز کو ۱۹۳۷ء میں ہوا تھا جسکے نتائج کی فکر نے اپنے دل و دماغ کو اس طرح بدل دیا تھا، وہ ٹھیک دس سال کے بعد ۱۹۴۷ء میں آگیا اور وہ حالات اور وہ آزمائشیں لے کر آیا جن کا بڑے بڑے پیش بینوں کو بھی تصور نہ تھا، اس انقلاب میں ہندوستان کے مسلمانوں پر جو کچھ گذری اس کی یاد بھی تکلیف دہ ہے

لیکن امید تھی کہ اس برائی سے ایک بھلائی ضرور پیدا ہو گی کہ ہندوستان کے عام مسلمانوں کو کچھ عقل آجائے گی اور دین و دنیا کے لحاظ سے اپنے کو بہتر اور قوی تر بنانے والے ٹھوس تعمیری کاموں میں وہ سرگرمی سے لگ جائیں گے اور پھر کوئی بہکانے والا انکو بہکا کر غلط کاموں میں نہ لگا سکے گا اور بریلی کے اس تکفیری فتنہ جیسا کوئی فتنہ اب ان میں نہیں اُٹھ سکے گا۔ لیکن۔ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم ۔ معلوم ہوا کہ اس ہولناک اور قیامت خیز انقلاب سے بھی یہاں کے بہت سے مسلمانوں نے سبق نہیں لیا اور اپنے نفع و نقصان اور برائی بھلائی کو پہچاننے کی کوئی صلاحیت اپنے اندر پیدا نہیں کی ـــــــ جیسے ہی حالات میں کچھ سکون پیدا ہوا، وہی سب تباہ کن مشغلے اور وہی بے فکریاں اور بے وقوفیاں پھر شروع ہو گئیں، یہاں تک کہ تقریباً دو تین سال سے جب سے کہ ہندوستان میں حالات کچھ معتدل ہوئے ہیں بہت سے علاقوں میں بریلی کے اس تکفیری فتنہ کے علمبرداروں کے دورے اور ان کی وہی تفریقی سرگرمیاں اور فساد انگیزیاں پھر شروع ہو گئیں ـــــــ

قریباً دو ڈھائی سال سے یہ حال ہے کہ کم ایسے دن ہوتے ہیں، جن میں اس فتنہ و فساد سے متعلق خطوط ملک کے مختلف حصوں سے نہ آتے ہوں، ان خطوط میں عام طور سے یہی لکھا ہوتا ہے کہ "بریلوی سلسلہ کے فلاں مشہور مکفر مولوی صاحب ہمارے یہاں آئے ہوئے ہیں اور یہاں ان کی تقریروں نے فتنہ و فساد کا ایک طوفان برپا کر رکھا ہے، ان کی وجہ سے مسلمانوں میں خانہ جنگی اور سر پھٹول کی صورت پیدا ہو گئی ہے۔ وہ ہندوستان کے فلاں فلاں اکابر علماء اور بزرگان دین کا نام لے لے کر ان کی طرف ایسے ایسے گندے عقیدے منسوب کر کے برسر عام ان کی تکفیر کرتے ہیں اور ہندوستان میں دینی و ملی کام کرنے والی جماعتوں میں سے خاصکر جمعیۃ العلماء اور تبلیغی جماعت کے خلاف جھوٹے جھوٹے بہتان لگا کر عام مسلمانوں میں ان کے خلاف نفرت اور اشتعال پیدا کرتے ہیں اور اپنے جاہل سامعین سے ہاتھ اُٹھوا اُٹھوا کر ان جماعتوں کی مخالفت کا عہد لیتے ہیں، ان کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ عام مسلمانوں میں دین سے وابستگی پیدا کرنے کا جو کام ہم لوگ کر رہے تھے اس کے راستے میں رکاوٹیں پڑ رہی ہیں اور جن کی ہم خدمت کرنا چاہتے ہیں، وہ ہماری دشمنی اور ہماری مخالفت کو کار ثواب سمجھتے ہیں"

تقریباً دو ڈھائی سال سے ملک کے مختلف حصوں سے اس طرح کے خطوط کا تانتا بندھا ہوا ہے، اور قریب قریب ہر خط میں یہ اصرار اور تقاضا ہوتا ہے کہ اس شر اور فتنہ سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے اور ان مفتریوں کی افترا پردازی کا جواب دینے کے لئے فوراً پہونچو اور اس سلسلہ کی اپنی فلاں فلاں کتابیں بھجوا دو۔

اس موضوع پر لکھی ہوئی اپنی کتابوں کا معاملہ تو یہ ہے کہ عرصہ سے قریباً وہ سب نایاب ہیں۔ اور اپنے دل کا حال یہ ہے کہ اس میں یہ یقین اللہ تعالیٰ نے بھر دیا ہے کہ اپنے نفس کی خبر گیری اور اصلاح کی فکر کے بعد اپنے وقت اور اپنی قوتوں کا سب سے بہتر اور قیمتی مصرف ـــــــ خاصکر اس زمانہ میں جب کہ عام مسلمانوں کے ایمانوں پر غارت گری کرنے کی سازشیں بلکہ ـــــــ اعلانیہ کوششیں ہو رہی ہیں[1] ـــــــ

یہی ہے کہ اُمتِ محمدیہ کے عوام میں دینی شعور، ایمانی رُوح اور اسلامی زندگی پیدا کرنے کا اصلی اور بُنیادی کام کیا جائے، یہی اس وقت کا جہادِ عظیم ہے۔

علاوہ ازیں اپنے پچھلے دَور کے دس سالہ تجربہ کے بعد یہ چیز میرے لئے حق الیقین بن گئی ہے کہ اس تکفیری فتنہ کے جو پڑھے لکھے علمبردار اور سرغنے ہیں، ان کو کوئی غلط فہمی اور کوئی علمی مغالطہ ہرگز نہیں ہے، وہ خود اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمارے بزرگوں کی طرف جن کفریہ عقیدوں کی وہ نسبت کرتے ہیں، ان سے ہمارے بزرگوں کا دامن بالکل پاک ہے، الغرض مجھے اسمیں ذرہ برابر بھی شک نہیں ہے کہ یہ ناخدا ترس محض اپنے دنیوی منافع اور مصالح کے لئے دیدہ و دانستہ ہمارے اکابر پر یہ افترا پردازیاں اور تہمت تراشیاں کرتے ہیں ـــــــ

اس لئے اس کی کوئی امید نہیں کہ اگر انھیں تحریر یا تقریر کے ذریعہ بات سمجھائی جائے تو یہ فتنہ ختم ہو جائے گا ـــــــ ایک دو دفعہ نہیں بار بار تحریر کے ذریعہ بھی اور تقریر اور زبانی گفتگو کے ذریعہ بھی اُن کو سمجھانے کی کوشش کی جا چکی ہے۔ کتابیں لکھی گئیں، مناظرے بھی کئے گئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اسکی توفیق و مدد سے ان کتابوں اور ان مناظروں

---

[1] اخبار بین حضرات کو معلوم ہوگا کہ ہندو مہا سبھا اور آریہ سماج نے مل کر شدھی کی تحریک چلانے کا فیصلہ حال ہی میں کیا ہے۔ ۱۲

میں بات کو اس طرح سلجھایا اور سمجھایا گیا کہ اگر فی الحقیقت کوئی غلط فہمی ہوتی یا کوئی علمی مغالطہ ہوتا تو یہ قضیہ اب سے بہت پہلے بالکل ختم ہو چکا ہوتا لیکن واقعہ یہ ہے کہ چونکہ یہ فتنہ انگیزی اب ان کا پیشہ اور معاشی ذریعہ ہے، اس لئے انھیں اگر ہزار دفعہ بھی سمجھایا جائے تو یہ مان کے نہ دیں گے۔ ان کا حال بالکل اس عناد پیشہ دشمنانِ حق کا سا ہے جن کے متعلق قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے: "وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ (انہوں نے نہ مانا اور انکار ہی پر جمے رہے، حالانکہ ان کے دل مان چکے تھے)

اس لئے میرا یقین ہے کہ ان پیشہ وروں کو مخاطب بنا کے سمجھانے کی کوشش کرنا اب صرف اپنے وقت کو ضائع کرنا اور ان کے کاروبار کو فروغ دینا ہے، لہٰذا میری قطعی رائے ہے کہ ان سے اب بالکل صرفِ نظر کر لیا جائے اور قرآن مجید کے الفاظ میں ان کے بارہ میں اپنی اس پالیسی کا صاف اعلان کر دیا جائے کہ:

لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۞ شوریٰ ع۲

(یعنی ہماری طرف سے حجت تمام کی جا چکی۔ اب اس کے بعد ہمارے تمہارے درمیان کسی حجت اور بحث کی گنجائش نہیں رہی، اب ہمارا تمہارا فیصلہ قیامت کے دن احکم الحاکمین کے دربار ہی میں ہوگا)

الغرض اس تکفیری فتنہ کے جو علمبردار اور سرغنے ہیں، جنھوں نے اس فتنہ انگیزی کو اپنا پیشہ اور کاروبار بنا لیا ہے، ان کی طرف تو اب روئے سخن بالکل نہ کیا جائے۔ البتہ جو بیچارے عام مسلمان ان کی مولویانہ صورتوں اور مولویانہ کپڑوں سے دھوکہ کھا کر اس تکفیری فتنہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں، ان کا بیشک حق ہے کہ مناسب طریقوں سے انھیں سمجھایا جائے اور اس فتنہ سے ان بیچاروں کو نکالنے کی کوشش کی جائے۔

اس سلسلہ میں ایک ابتدائی اور عمومی طریقِ کار تو یہ ہے کہ جس جگہ یہ فتنہ نمودار ہو وہیں کے پڑھے لکھے سمجھدار مسلمانوں کو اس فتنہ کی اصل حقیقت اور ان فتنہ گردوں کی واقعی حیثیت سمجھا دی جائے اور پھر وہی اپنے یہاں کے عوام کو سمجھانے کی کوشش کریں۔

نیز ضرورت ہو تو خاص اس مقصد کے لئے جلسے بھی کیے جائیں اور ان میں ان حضرات

سے تقریریں کرائی جائیں جو اس فتنہ کے ان فتنہ گروں سے واقفیت رکھتے ہوں۔

نیز اس سلسلہ میں ایک دو ایسی کتابوں کا چھپ جانا بھی ضروری ہے جن میں ان ناخدا ترس مفتریوں کے ان بہتانوں کا جو یہ ہمارے اکابر اور بزرگانِ دین پر لگاتے ہیں پوری تحقیق اور تفصیل کے ساتھ سنجیدہ اور عام فہم انداز میں کافی شافی جواب دیا گیا ہو، جن کا مطالعہ کر کے ہر پڑھا لکھا طالبِ حق اصل حقیقت سمجھ سکتا ہو اور دوسروں کو بھی سمجھا سکتا ہو۔

الحمد للہ اس مقصد کے لئے کسی نئی کتاب کی تالیف اور تیاری کی بالکل ضرورت نہیں، جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا اس سلسلہ میں جو کام پہلے دور میں ہو چکا ہے وہی ہمیشہ کے لئے کافی وافی ہے۔ ضرورت صرف اس کی ہے کہ اس سلسلہ کی جو اہم اور زیادہ مفید کتابیں عرصہ سے نایاب ہو چکی ہیں، ان کے چھپنے کا کوئی انتظام ہو جائے۔

اگرچہ اس قسم کا کوئی کام کرنا اب اپنے ذوق پر گراں ہوتا ہے، لیکن دو ڈھائی سال سے اس سلسلہ کے خطوط کا جو تسلسل ہے اور اس فتنہ کے متعلق جو اطلاعات ملک کے مختلف حصوں سے آ رہی ہیں، ان سے متاثر اور مجبور ہو کر اتنا کام اس عاجز نے کر دیا ہے کہ اب سے ۴۲ سال پہلے مولوی احمد رضا خاں صاحب کے فتوے "حسام الحرمین" کا جو آخری جواب "معرکۃ القلم" کے نام سے اس عاجز نے لکھا تھا جس کا لقب یا دوسرا نام "فیصلہ کن مناظرہ" تھا۔۔۔۔ (اور جو تقریباً بیس برس سے بالکل نایاب تھا یہاں تک کہ اس کا کوئی نسخہ میرے پاس بھی محفوظ نہ تھا) کسی طرح ایک نسخہ اس کا فراہم کر کے اور ایک سرسری نظر اس پر ڈال کر اور کچھ لفظی ترمیمیں کر کے اس کو طباعت کے لئے تیار کر دیا ہے۔

اس کے علاوہ یہ فتنہ گر مفترین حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ پر جو خبیث اور گندے بہتان لگاتے ہیں، اب سے ۱۹، ۲۰ سال پہلے چند مقالات ان کے جواب میں لکھے تھے، ان میں کا ہر مقالہ گویا ایک مستقل رسالہ تھا۔ یہ تمام مقالات بھی اسی زمانہ سے نایاب تھے۔ اب جب ضرورت محسوس ہوئی اور کوشش کی گئی تو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہ سب مقالات بھی دستیاب ہو گئے اور نظرِ ثانی کر کے ان سب کو بھی ایک مستقل کتاب کی شکل میں مرتب کر کے تیار کر دیا۔

بریلوی سلسلہ کے عام مکفّرین ہمارے اکابر کے متعلق جن بہتانوں کو اپنی تقریروں میں زیادہ تر دُہراتے اور اچھالتے ہیں اور جن پر تکفیر کی بنیاد رکھتے ہیں، ان کے جواب کے لئے بفضلہ تعالےٰ یہی دو رسالے امید ہے کہ کافی ہوں گے جو تیار کر کے ایک عزیز کے حوالے کر دیئے گئے ہیں۔ وہ عزیز ان کو چھاپنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ اگر وہ انتظام کر سکے تو توقع ہے کہ انشاء اللہ دو تین مہینے میں یہ دونوں رسالے تیار ہو جائیں گے[1]

ملک کے مختلف صوبوں اور علاقوں کے جو احباب بریلی کے اس تکفیری فتنہ کی اس نئی شورش سے پریشان ہو ہو کر اس عاجز کو خطوط لکھتے ہیں اور اصرار کرتے ہیں کہ میں پھر اس کی طرف توجہ کروں، ان سے گزارش ہے کہ اپنے موجودہ حالات و مشاغل میں اس فتنہ کے شر سے عام مسلمانوں کو بچانے کے سلسلہ میں اس وقت صرف اتنی ہی خدمت اس عاجز نے اپنے ذمہ ضروری سمجھی کہ اپنی رائے، اپنا مشورہ اور اپنا تجربہ تفصیل سے ان صفحات میں عرض کر دیا اور اس سلسلہ میں جن دو کتابوں کی اشاعت ضروری سمجھی، نظر ثانی کر کے ان کو طباعت کے لئے تیار کر دیا اور عزیز ان کو چھاپنا چاہتے ہیں ان کو اجازت دے دی۔

اس سے زیادہ جس قسم کی توجہ کے لئے احباب اپنے خطوط میں اصرار کرتے ہیں، اس عاجز کے اوقات اور مشاغل و مصروفیات میں اب اس کی بالکل گنجائش نہیں ہے۔ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَاجْعَلْ اٰخِرَتَنَا خَيْرًا مِّنَ الْاُوْلٰى۔

---

[1] ان میں سے پہلا رسالہ "فیصلہ کن مناظرہ" چھپ کر ناظرین کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہے اور دوسرا رسالہ بھی انشاء اللہ عنقریب تیار ہو جائے گا۔

تعارف اور معذرت

"فیصلہ کُن مناظرہ" ــــــ جو در اصل مولوی احمد رضا خاں صاحب کے فتوے ــــــ "حسام الحرمین" ــــــ کا مفصل جواب اور مدلل رد ہے۔ ناظرین کو مطالعہ سے پہلے اس کی دلچسپ تاریخ اور اس کی خاص نوعیت بتا دینا ضروری ہے۔

اب سے ۲۱، ۲۲ سال پہلے کی بات ہے، شوال ۱۳۵۲ھ میں "حسام الحرمین" کے مضامین پر ایک خاص نوعیت کا مناظرہ لاہور میں ہونا قرار پایا تھا۔ اس کی اہم خصوصیت یہ تھی کہ فریقین کے ان مقامی نمائندوں نے جن کو ابتدائی بنیادی امور طے کرنے کے لئے فریقین نے اپنی اپنی طرف سے نامزد کیا تھا، اس مناظرہ کو "فیصلہ کُن مناظرہ" بنانے کے لئے تین نہایت اہم اور ممتاز شخصیتوں کو اس مناظرہ کا حَکَم بھی تجویز کر لیا تھا ــــــ ایک ڈاکٹر علامہ سر محمد اقبال مرحوم، دوسرے علامہ اصغر علی صاحب رُوحی مرحوم (پرفیسر اسلامیہ کالج لاہور) تیسرے شیخ صادق حسن صاحب بیرسٹر ایٹ لا (امرتسر)۔ اور ان تینوں حضرات نے فریقین کی درخواست پر حَکَم بننا منظور بھی فرما لیا تھا۔

واقعہ یہ ہے کہ بریلی کے تکفیری فتنہ کی پوری تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ بریلویوں کے نمائندوں نے اس نزاع کے فیصلہ کے لئے تحکیم کے اصول کو مانا اور مذکورہ بالا تین شخصیتوں پر اتفاق بھی ہو گیا۔ ہم نے اس موقع کو بہت ہی غنیمت جانا اور طے کر لیا کہ جس طرح بھی ہو یہ مناظرہ ہو ہی جانا چاہیئے۔

اس مناظرہ میں مولوی احمد رضا خاں صاحب کے تکفیری فتوے "حسام الحرمین" کے

کے متعلق یہ ثابت کرنے کی ذمہ داری کہ وہ غلط و باطل ہے اور اسکی بنیاد جعلسازی اور افتراپردازی پر ہے۔ جماعت دیوبند کے نمائندہ اور وکیل کی حیثیت سے راقم سطور کے سپرد تھی اور اس سلسلہ میں مجھے جو کچھ اپنے پہلے بیان میں حکم صاحبان کے سامنے کہنا تھا اور "حسام الحرمین" پر جو بحث کرنی تھی، اس کو میں نے اس خیال سے قلمبند بھی کر لیا تھا کہ اس کی ایک کاپی اسی وقت حکم صاحبان کو، اور ایک فریق مخالف کو دی جا سکے۔

لیکن اس مناظرے کا حشر یہ ہوا کہ جب وہ تاریخ قریب آئی اور ہم لوگ (ناچیز راقم سطور محمد منظور نعمانی اور جناب مولانا ابوالوفا صاحب شاہجہانپوری و جناب مولانا محمد اسماعیل صاحب سنبھلی جو اس دور میں بریلی کے اس تکفیری فتنہ کے مقابلہ میں اکثر ایسے موقعوں پر ساتھ رہا کرتے تھے) لاہور پہونچے تو بریلوی نمائندوں نے اس مناظرہ میں اپنی شکست بلکہ سچ یہ ہے کہ اپنے برپا کئے ہوئے تکفیری فتنہ کی موت دیکھتے ہوئے اپنی روایتی حیلہ بازیوں کے ذریعے پہلے تو تحکیم کی طے شدہ قرارداد سے انحراف کیا اور اس کے بعد اپنے مفسدانہ مظاہروں اور اشتعال انگیزیوں کے ذریعہ امن کے ذمہ دار حکام کو اس پر مجبور کر دیا کہ وہ سرے سے مناظرہ ہی نہ ہونے دیں ـــــــ بالآخر یہی ہوا اور ہماری ہر طرح کی کوششوں کے باوجود وہ مناظرہ نہیں ہو سکا ـــــــ ان تمام واقعات کی پوری تفصیل چونکہ اسی زمانہ میں رسالہ "الفرقان" کے ابتدائی نمبروں میں اور اس رسالہ "فیصلہ کن مناظرہ" کے پہلے ایڈیشن میں شائع ہو چکی ہے۔ اس لئے اب اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

قصہ مختصر جب لاہور میں یہ مناظرہ نہیں ہو سکا، تو اس عاجز نے اپنا بیان جو اس مناظرہ کے لئے قلمبند کر لیا تھا۔ پہلے قسط وار "الفرقان" میں اور اس کے بعد مستقل کتابی شکل میں "فیصلہ کن مناظرہ" ہی کے نام سے شائع کرا دیا۔

لاہور میں ہونے والے اس مناظرہ میں بریلوی جماعت کی طرف سے اصل فریق چونکہ مولوی حامد رضا خاں صاحب بریلوی (خلف اکبر و جانشین جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب) قرار پائے تھے، اس لئے میرے بیان میں روئے سخن ان ہی کی طرف تھا اور

جا بجا ان کے نام کے ساتھ اُن سے خطاب تھا لیکن اب ۲۱ - ۲۲ سال کے بعد جب اُس کی پھر ضرورت محسوس ہوئی اور اس غرض سے میں نے اس کو دیکھا تو اس خطاب خاص اور ان کے نام کو نکال دینا مناسب سمجھا۔ اگر بالفرض کہیں باقی رہ گیا ہو تو اس کو سہو سمجھا جائے۔

اس کے علاوہ بھی بعض مقامات پر کچھ لفظی ترمیمیں کی ہیں ـــــــ مگر اس کے بعد بھی میں ناظرین سے بطور معذرت یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر فرصت میسر ہوتی تو میں اس کی زبان اور طرزِ بیان سے یکسر بدل ڈالتا اور خالص تفہیمی انداز میں نئے سرے سے لکھتا ـــــــ لیکن کتاب کی اشاعت چونکہ جلد سے جلد ضروری تھی اور میرے اوقات میں اس کی بالکل گنجائش نہ تھی کہ میں پوری کتاب کو نئے طرز پر اور نئی زبان میں از سرِ نو لکھوں اس لئے مجبوراً اسی حال میں اشاعت کے لئے دے رہا ہوں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالے کے جن مقبول بندوں کی طرف سے اس میں مدافعت اور جوابدہی کی گئی ہے، ان کے جن اعمال و افعال سے ان کا ربِ کریم راضی ہے، ان کا کوئی ذرہ اس ناچیز کو بھی نصیب فرمائے اور ان ہی کی برکت سے اس کتاب کو نافع بنائے ـــــــ آمین!

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

(۱)

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی ؒ

پر

انکارِ ختمِ نبوّت کا بہتان

مولوی احمد رضا خان صاحب "حسام الحرمین" صفحہ ۱۲، ۱۳ پر (جہاں سے اکابر علمائے اہل سنت کی تکفیر کا سلسلہ شروع ہوتا ہے) حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی (بانی دارالعلوم دیوبند) کے متعلق لکھتے ہیں:-

قاسم النانوتوی صاحب تحذیر[1] الناس وهو القائل فيه لو فرض فی زمنه صلی اللہ تعالی علیه وسلم بل لو حدث بعده صلی اللہ تعالی علیه وسلم نبی جدید لم یخل ذلك بخاتمیته وانما یتخیل العوام انه صلی اللہ تعالی علیه وسلم خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین انه لا فضل فیه اصلا عند اهل الفهم الی آخر ما ذکر من الهذیانات

قاسم نانوتوی جس کی تحذیر الناس ہے اور اس نے اپنے اس رسالہ میں لکھا ہے بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو، جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ عوام کے خیال میں رسول اللہ[1] صلے اللہ علیہ وسلم کا ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہے کہ تقدم یا تاخر زمانہ

---

[1] تحذیر الناس میں رسول اللہ کے بعد "صلعم" چھپا ہوا ہے، ہر شخص آج بھی دیکھ سکتا ہے۔ لیکن مولوی احمد رضا خاں صاحب نے مسلمانوں کو بدظن کرنے کے لئے اسے گم اڑا دیا، یہ ہے آپکی دیانت ۱۲۔

وقد قال فی التتمۃ والاشباہ وغیرھما اذا لم یعرف ان محمدًا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اٰخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہٗ من الضروریات ؛

(حسام الحرمین ص ۱۲)

میں بالذات کچھ فضیلت نہیں الخ حالانکہ فتاوٰی تتمہ اور الاشباہ والنظائر وغیرہما میں تصریح فرمائی کہ اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب سے پچھلا نبی نہ جانے تو مسلمان نہیں، کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر الانبیاء ہونا سب انبیاء سے زمانہ میں پچھلا ہونا ضروریاتِ دین سے ہے۔

ترجمہ حسام الحرمین ص۱۲

یہ بندہ عرض کرتا ہے کہ خاں صاحب بریلوی نے اس عبارت میں حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کے متعلق کفر کا جو حکم لگایا ہے۔ اس عاجز کے نزدیک وہ دھوکا اور فریب کے سوا کچھ بھی نہیں۔ خاں صاحب موصوف اتنے بے علم اور کم سمجھ بھی نہیں تھے کہ ان کے اس فتوے کو ان کی کم علمی اور ناسمجھی کا نتیجہ سمجھا جا سکے۔ واللہ اعلم!

اس فتوے کے غلط اور محض تلبیس و فریب ہونے کے چند وجوہ یہ ہیں:—

پہلی وجہ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اس تحذیر الناس کی عبارت نقل کرنے میں نہایت افسوسناک تحریف سے کام لیا ہے، جس کے بعد کسی طرح اس کو تحذیر الناس کی عبارت نہیں کہا جا سکتا۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ عبارت "تحذیر الناس" کے تین مختلف صفحات کے متفرق فقروں کو جوڑ کر بنائی گئی ہے۔ اس طرح کہ ایک فقرہ ص۳ کا ہے اور ایک صفحہ ۱۴ کا ہے، اور ایک صفحہ ۲۸ کا ہے۔ اور صفحات کا نمبر درکنار، فقروں کے درمیان امتیازی خط (ڈلیش) تک نہیں دیا گیا ہے، جس کی وجہ سے کسی طرح دیکھنے والا یہ نہیں سمجھ سکتا کہ یہ مختلف مقامات کے فقرے ہیں بلکہ وہ یہی سمجھنے پر مجبور ہوگا کہ یہ مسلسل ایک عبارت ہے۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ خالص کفر کا مضمون بنانے کے لیے خاں صاحب موصوف نے فقروں کی ترتیب بھی بدل دی ہے، اس طرح کہ پہلے صفحہ ۱۴ کا فقرہ لکھا ہے، اس کے بعد صفحہ ۲۸ کا، پھر صفحہ ۳ کا۔

خاں صاحب کے اس ترتیب بدل دینے کا یہ اثر ہوا کہ تحذیر الناس کے تینوں

فقروں کو اگر علیحدہ علیحدہ اپنی جگہ پر دیکھا جائے تو کسی کو انکارِ ختم نبوت کا وہم بھی نہیں ہو سکتا، لیکن یہاں انھوں نے جس طرح تحذیر الناس کی عبارت نقل کی ہے اس سے صاف ختم نبوت کا انکار مفہوم ہوتا ہے۔ اور یہ صرف آپ کی قلم کاری کا نتیجہ ہے ورنہ مصنف "تحذیر الناس" کا دامن اس سے بالکل پاک ہے، جیسا کہ انشاءاللہ ہمارے آئندہ بیان سے مفصل معلوم ہو جائے گا اور تحذیر الناس کی ان عبارات کا جو عربی ترجمہ آپ نے علماء حرمین کے سامنے پیش کیا ہے، اس میں تو اور بھی غضب ڈھایا ہے اور دیدہ دلیری کے ساتھ جعلسازی کی انتہا کر دی ہے۔ حرکت یہ کی ہے کہ صفحہ ۱۴ اور صفحہ ۲۸ کے پہلے دونوں فقروں کو توڑ کر کے ایک ہی فقرہ بنا ڈالا ہے اس طرح کہ پہلے فقرہ کا مسند الیہ حذف کیا اور دوسرے ہی کے مسند الیہ کو پہلے کا بھی مسند الیہ بنا دیا جس کے بعد کسی کو وہم بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ مختلف جگہ کی عبارتیں ہیں اور انھیں کارروائیوں کو قرآن کی زبان میں تحریف کہتے ہیں۔

قرآن عزیز میں بنی اسرائیل کی تحریف کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے "يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ" اور خود خاں صاحب موصوف نے بھی ایک جگہ اس قسم کی کارروائی کو "خوفناک تحریف" بتلایا ہے۔ کسی شخص نے جس کا فرضی نام خاں صاحب کے رسالہ "بریق المنار" میں زید لکھا گیا ہے۔ تَتَّخِذُونَ عَلَيْهِمْ مَسْجِدً کو قرآن عظیم کا لفظ لکھ دیا تھا۔ اس کے متعلق موصوف اسی "بریق المنار" کے صفحہ ۷ پر لکھتے ہیں کہ:-

"سب سے زیادہ خوفناک تحریف" یہ ہے کہ تَتَّخِذُونَ عَلَيْهِمْ مَسَاجِدَ کو قرآن عظیم کا لفظ کریم بنا لیا حالانکہ یہ جملہ قرآن عظیم میں کہیں نہیں۔ یہ تینوں لفظ متفرق طور پر قرآن عظیم میں ضرور آئے ہیں۔"

خاں صاحب کی اس عبارت سے صاف معلوم ہو گیا ہے کہ کسی کتاب کے متفرق جگہ کے الفاظ کو جوڑ کر ایک مسلسل عبارت بنا کر اس کتاب کی طرف منسوب کر دینا نہایت خوفناک تحریف ہے اور اس قسم کی تحریفات سے اصل مضمون کا بدل جانا اور کسی اسلامی کلام کا خالص کفر ہو جانا بالکل بعید نہیں۔ تحذیر الناس تو بہرحال ایک بشر کی کتاب ہے اگر کوئی بدنصیب کلام اللہ میں اس قسم کی تحریف کر کے کفریہ مضامین بنانا چاہے تو

بنا سکتا ہے بلکہ اس کو شاید اتنی محنت بھی کرنی پڑے، جتنی کہ خاں صاحب نے کی کہ ایک فقرہ صفحہ ۱۴ کا لیا اور ایک صفحہ ۲۸ کا، اور ایک صفحہ ۳ کا۔ وہ قرآن حکیم کی ایک ہی سورۃ بلکہ ایک ہی آیت میں اس قسم کا ردّ و بدل کر کے کفریہ مضامین نکال لے گا۔ مثلاً قرآن عزیز میں ارشاد ہے "اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ" اور اس کا مطلب یہ ہے کہ "نیکو کار جنّت میں رہیں گے اور بدکار دوزخ میں"۔ اب اگر خاں صاحب کا کوئی مرید یا شاگرد خاں صاحب کی سنّت پر عمل کر کے اس آیتِ کریمہ میں صرف اس قدر تحریف کر دے کہ "نعیم" کی جگہ "جحیم" پڑھے اور "جحیم" کی جگہ "نعیم"، تو مطلب بالکل اُلٹا ہو جائے گا اور کلام صریح کفر ہو گا۔ حالانکہ اس میں سب لفظ قرآن ہی کے ہیں صرف دو لفظوں کی جگہ بدل گئی ہے ——————

یہ صرف ایک مثال عرض کر دی گئی ہے۔ اگر ناظرین غور فرمائیں تو اس قسم کی سینکڑوں اور ہزاروں مثالیں نکل سکتی ہیں بلکہ یہاں تو الفاظ کی جگہ بدلی ہے۔ بعض صورتوں میں تو صرف حرکات کی جگہ بدل جانے سے بھی کفر کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً قرآن کریم میں ہے: "وَعَصٰی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی"۔ اگر کوئی بدبخت دیدہ و دانستہ "آدم" کی "میم" اور "ربّہٗ" کی "باء" کی حرکتیں بدل دے اس طرح کہ "میم" پر پیش کی جگہ زبر پڑھے اور "باء" پر زبر کی جگہ پیش، تو یہی پاکیزہ کلام جس کی تلاوت باعثِ ثواب ہے صرف اسی قدر ردّ و بدل سے خالص کفر ہو جائے گا۔

بہر حال یہ حقیقت بالکل ظاہر ہے کہ بعض اوقات کلام میں معمولی سی تحریف کر دینے سے مضمون بدل جاتا ہے اور اس میں اسلام اور کفر کا فرق ہو جاتا ہے، چہ جائیکہ اس قدر زبردست اُلٹ پلٹ کی جائے کہ مختلف صفحات کے فقروں کو توڑ پھوڑ کر ایک مسلسل عبارت بنائی جائے اور فقروں کی ترتیب بھی بدل دی جائے۔ پس چونکہ خاں صاحب نے تحذیر الناس کی عبارتوں میں اس قسم کی تحریف کر کے کفر کا حکم لگایا ہے اور ان کی اس تحریف اور اُلٹ پلٹ نے تحذیر الناس کی عبارت کا مطلب بالکل بدل دیا ہے اور اس میں ختمِ نبوّت زمانی کے انکار کے معنی پیدا کر دیئے ہیں۔ اس لیے ہم ان کے اس فتوے کو دانستہ فریب اور معاندانہ

تلبیس سمجھنے پر مجبور ہیں۔

دوسری وجہ دوسری وجہ اور دوسری دلیل ہمارے اس خیال کی یہ ہے کہ خاں صاحب نے عبارت تحذیر الناس کے عربی ترجمہ میں ایک نہایت افسوسناک خیانت یہ کی ہے کہ تحذیر صفحہ ۳ کی عبارت اس طرح تھی:

"مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تأخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں"

ظاہر ہے کہ اس میں صرف فضیلت بالذات کی نفی کی گئی ہے جو بطورِ مفہوم مخالف فضیلت بالعرض کے ثبوت کو مستلزم ہے[1]، مگر خاں صاحب نے اس کا عربی ترجمہ اس طرح کر دیا۔

"مع انہ لا فضل فیہ اصلا عند اھل الفھم"

جس کا مطلب یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں اہل فہم کے نزدیک بالکل فضیلت نہیں" اور اس میں ہر قسم کی فضیلت کی نفی ہو گئی اور ان دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے (کما لا یخفیٰ)

تیسری وجہ تیسری وجہ اور تیسری دلیل ہمارے اس خیال کی یہ ہے کہ "تحذیر الناس" کے جو فقرے خاں صاحب نے اس موقع پر نقل کیے ہیں۔ ان کا "ماسبق وما لحق" (جس سے ان کا صحیح مطلب واضح ہو جاتا اور ناظرین کو غلط فہمی کا موقع نہ رہتا) حذف کر دیا ہے (اس کا ثبوت آگے آتا ہے)

چوتھی وجہ ہمارے خیال کی چوتھی وجہ اور چوتھی دلیل یہ ہے کہ خاں صاحب کے اس حکم کفر کی تمام تر بنیاد اس پر ہے کہ "تحذیر الناس" میں ختم نبوت کا انکار کیا گیا ہے، حالانکہ اس میں اوّل سے آخر تک ایک ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس سے

---

[1] یہ مسئلہ مسلمہ ہے کہ مفہوم مخالف مصنفین کے کلام میں معتبر ہے۔ علامہ شامی ردالمحتار میں ارقام فرماتے ہیں و فی النفع المسائل مفھوم التصنیف حجۃ (ردالمحتار ج ۱، صفحہ ۶۴۴) اور اس مسئلہ میں حنفیہ اور شافعیہ کا جو اختلاف مشہور ہے وہ صرف نصوص شرعیہ تک محدود ہے۔ ۱۲ منہ غفرلہٗ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خاتمیتِ زمانی کا انکار نکل سکے۔ بلکہ تحذیر الناس کا تو موضوع ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر قسم کی خاتمیت ذاتی، زمانی، مکانی وغیرہ کی حمایت اور حفاظت ہے اور بالخصوص ختمِ زمانی کے متعلق تو اس میں نہایت صاف اور واضح تصریحات ہیں۔ چنانچہ "تحذیر الناس" صفحہ ۳ پر اس فقرہ کے بعد جس کو فاضل بریلوی نے سب سے آخر میں نقل کیا ہے۔ مولانا مرحوم تحریر فرماتے ہیں:

"بلکہ بناءِ خاتمیّت اور بات پر ہے جس سے تأخرِ زمانی اور سدِّ باب مذکور (یعنی سدِّ بابِ مدعیانِ نبوّت) خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلتِ نبوی دوبالا ہوجاتی ہے۔"

نیز اسی تحذیر الناس کے صفحہ ۱۰ پر مولانا مرحوم اپنے اصل مدّعا کی توضیح سے فارغ ہوکر تحریر فرماتے ہیں:۔

"سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوتِ خاتمیتِ زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزومِ خاتمیتِ زمانی بدلالتِ التزامی ضرور ثابت ہے، ادھر تصریحاتِ نبوی مثل انت منی بمنزلة هارون من موسٰى الا انه لا نبي بعدي او كما قال۔ جو بظاہر بطرزِ مذکورہ اسی لفظ خاتم النبیّین سے ماخوذ ہے۔ اس باب میں کافی ہے کیونکہ یہ مضمون درجۂ تواتر کو پہونچ گیا ہے۔ پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہوگیا، گو الفاظِ مذکور بسند متواتر منقول نہ ہوں، سو یہ عدمِ تواترِ الفاظ باوجود تواترِ معنوی یہاں

لہ یہاں یہ بات خاص طور سے قابلِ لحاظ ہے کہ ختمِ زمانی پر صراحۃً دلالت کرنے والی "لا نبی بعدی" جیسی حدیثیں بھی حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کے نزدیک قرآن کریم کے لفظ "خاتم النبیین" ہی سے ماخوذ ہیں۔ یعنی مولانا موصوف کا یہ خیال اور دعویٰ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن حدیثوں میں اپنا سب سے آخری نبی ہونا اور اپنے بعد کسی اور نبی کا نہ آنا بیان فرمایا ہے وہ قرآن پاک کے لفظ خاتم النبیین ہی سے ماخوذ ہے اور گویا اسی کی تفسیر اور تشریح ہے اس صاف اور واضح تصریح کے ہوتے ہوئے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو ختمِ نبوت زمانی کا منکر قرار دینا یا یہ کہنا کہ وہ قرآن مجید کے لفظ خاتم النبیین سے خاتمیت زمانی کا مطلب نکالنے کو "عامیانہ خیال" کہتے ہیں۔ کیسی بے شرمی کی بات ہے مولانا نے تو صرف حصر کو عوام کا خیال بتلایا ہے جس کی تفصیل اور توضیح آگے آتی ہے

ایسا ہی ہوگا جیسا تواترِ اعدادِ رکعاتِ فرائض و وتر وغیرہ۔ باوجودیکہ الفاظِ حدیث مشعر تعدادِ رکعات متواتر نہیں جیسا اس کا منکر کافر ہے۔ ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا"۔

اس عبارت میں مولانا مرحوم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیتِ زمانی کو پانچ طریقوں سے ثابت فرمایا ہے :۔

۱ - یہ کہ حضورِ اقدس کے لئے خاتمیت زمانی نص "خاتم النبیین" سے بدلالت مطابقی ثابت ہو، اس طور پر کہ خاتم کو ذاتی اور زمانی سے مطلق مانا جائے۔

۲ - یہ کہ بطورِ عموم مجاز لفظ خاتم کی دلالت دونوں قسم کی خاتمیت پر مطابقی ہو۔

۳ - یہ کہ دونوں میں سے ایک مطابقی ہو اور دوسرے پر التزامی، اور ان تینوں صورتوں میں خاتمیتِ زمانی نصِ قرآن سے ثابت ہوگی۔

۴ - یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیتِ زمانی احادیثِ متواترہ المعنی سے ثابت ہے۔

۵ - یہ کہ خاتمیت زمانی پر اُمت کا اجماع ہے۔

ان پانچ طریقوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیتِ زمانی ثابت کرنے کے بعد مولانا مرحوم نے یہ بھی تصریح فرمادی ہے کہ خاتمیت زمانی کا منکر ایسا ہی کافر ہے جیسا کہ دوسرے ضروریات و قطعیات دین کا۔

"تحذیر الناس" کی ان واضح تصریحات کے باوجود یہ کہنا کہ اس میں ختم نبوت زمانی کا انکار کیا گیا ہے، سخت ظلم اور فریب نہیں تو کیا ہے؟

پھر اس قسم کی تصریحات تحذیر الناس میں ایک دو جگہ ہی نہیں، بلکہ مشکل سے اس کا کوئی صفحہ اس کے ذکر سے خالی ہوگا۔ اس وقت ہم تحذیر الناس کی صرف ایک عبارت اور ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جس میں مولانا نانوتوی مرحوم نے ایک نہایت ہی عجیب و غریب فلسفیانہ انداز میں ختم نبوت زمانی کو بیان فرمایا ہے۔ تحذیر الناس کے صفحہ ۲۱ پر ہے :۔

"در صورتیکہ زمانے کو حرکت کہا جائے تو اس کے لئے کوئی مقصود بھی ہوگا، جس کے آنے پر حرکت منتہی ہو جائے، سو حرکت سلسلۂ نبوت

کے لئے نقطۂ ذاتِ محمدیؐ منتہیٰ ہے اور یہ نقطہ اس سابق زمانی اور سابق مکانی
کے لئے ایسا ہے جیسے نقطۂ راس زاویہ تاکہ اشارہ شناسانِ حقیقت کو یہ
معلوم ہو کہ آپ کی نبوّت کون و مکان، زمین و زمان کو شامل ہے"۔

پھر اس کے چند سطر بعد اسی صفحہ پر فرماتے ہیں کہ:۔

"منجملۂ حرکات حرکتِ سلسلۂ ختمِ نبوّت بھی تھی، سو بوجہ حصولِ مقصودِ
اعظم ذاتِ محمدیؐ صلعم وہ حرکتِ مبدل بسکون ہوئی۔ البتہ اور حرکتیں ابھی باقی
ہیں اور زمانۂ آخر میں آپ کے ظہور کی ایک یہ بھی وجہ ہے"۔

(تحذیر الناس، صفحہ ۲۱)

پھر تحذیر الناس ہی پر منحصر نہیں، حضرت مرحوم کی دوسری تصانیف میں بھی بکثرت
اس قسم کی تصریحات موجود ہیں، بعض بطور نمونہ مناظرۂ عجیبہ کی چند عبارتیں ملاحظہ ہوں، مناظرۂ
عجیبہ کا مضمون جہاں سے شروع ہوتا ہے، اس کی پہلی سطر یہ ہے:

"حضرت خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی خاتمیتِ زمانی تو سب
کے نزدیک مسلّم ہے اور یہ بات بھی سب کے نزدیک مسلّم ہے کہ آپ ——
اوّل المخلوقات ہیں"۔

پھر اُسی کے صفحہ ۳۹ پر فرماتے ہیں:۔

"خاتمیتِ زمانی اپنا دین و ایمان ہے، ناحق کی تہمت کا البتہ کچھ علاج
نہیں"۔

پھر اسی کے صفحہ ۵۰ پر فرماتے ہیں:

"خاتمیت زمانی سے مجھے انکار نہیں، بلکہ یوں کہیے کہ منکروں کے لئے
گنجائش انکار نہ چھوڑی، افضلیت کا اقرار ہے بلکہ اقرار کرنے والوں کے پاؤں
جما دیئے اور نبیوں کی نبوّت پر ایمان ہے، پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی برابر کسی کو نہیں سمجھتا"۔

پھر اسی کے صفحہ ۶۹ پر فرماتے ہیں:

"ہاں یہ مسلّم ہے کہ خاتمیتِ زمانی اجماعی عقیدہ ہے"
پھر اسی کے صفحہ ۱۰۳ پر ہے:

"بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تامّل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں"

یہ پانچ عبارتیں صرف "مناظرہ عجیبہ" کی ہیں۔ اس کے بعد حضرت نانوتوی مرحوم کی آخری تصنیف "قبلہ نما" سے ایک عبارت اور نقل کی جاتی ہے۔ "قبلہ نما" کے صفحہ ۱۱ پر ہے:

"آپ کا دین سب دینوں میں آخر ہے اور چونکہ دین حکمنامۂ خداوندی کا نام ہے تو جس کا دین آخر ہوگا، وہی شخص سردار ہوگا کیونکہ اسی کا دین آخر ہوتا ہے جو سب کا سردار ہوتا ہے"

حضرت قاسم العلوم قدس سرّہٗ کی یہ کُل دس عبارتیں ہوئیں۔ کیا ان تصریحات کے ہوتے ہوئے کوئی صاحبِ دیانت اور صاحبِ عقل کہہ سکتا ہے کہ یہ شخص ختمِ نبوّتِ زمانی کا منکر ہے؟ لیکن افترا پردازی کا کوئی علاج نہیں۔ ایسے ہی مفتریوں کے متعلق عارفِ جامیؒ نے کہا ہے:

چنیں کردند خلقے در تماشا — ہمیں گفتند حاشا ثُمّ حاشا
کزیں روسیہ نکو بدکاری آید — وزیں دلدار دل آزاری آید

حضرت نانوتوی مرحوم کی مختلف تصانیف کی مذکورہ بالا تصریحات اور دوسرے علمائے دیوبند کی وہ علمی اور عملی مساعی، جو قادیانی جماعت کے مقابلہ میں اسی مسئلہ ختمِ نبوت کے متعلق اب تک کتابوں اور مناظروں کی شکل میں ظہور پذیر ہو چکی ہیں اور جن سے تمام اسلامی دنیا واقف ہے۔ ختمِ نبوّت کے متعلق بانیٔ دار العلوم دیوبند اور جماعتِ علمائے دیوبند کی پوزیشن واضح کرنے کے لئے انصاف والی دنیا کے نزدیک کافی سے زائد ہیں۔

وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ○

اس کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کسی قدر تفصیل کے ساتھ تحذیر الناس کے

ان تینوں فقروں کا صحیح مطلب بھی عرض کر دیا جائے جن کو جوڑ توڑ کر مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اس کے مصنف پر ختم نبوت زمانی کے انکار کا بہتان لگایا ہے، لیکن اس کے لئے ضرورت ہے کہ اختصار کے ساتھ قرآن مجید کے لفظ "خاتم النبیین" کی تفسیر کے متعلق مولانا نانوتوی مرحوم کا مسلک اور نقطۂ نظر واضح کر دیا جائے۔

حضرت نانوتوی مرحوم اور تفسیر "خاتم النّبیین"

تمہید اوّلاً بطورِ تمہید گزارش ہے کہ رسولِ خدا (روحی وقلبی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے نفس الامر میں دو قسم کی خاتمیت ثابت ہے، ایک زمانی جس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ آپ سب سے آخری نبی ہیں اور آپ کا زمانہ تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد ہے اور آپ کے بعد اب کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔

دوسرے خاتمیت ذاتی جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ وصفِ نبوّت کے ساتھ بالذات موصوف ہیں، اور دوسرے انبیاء (علیہ وعلیہم السلام) بالعرض، یعنی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو براہِ راست نبوت عطا فرمائی۔ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو حضور کے واسطے سے، جس طرح (بلا تشبیہ) خداوندِ تعالیٰ نے آفتاب کو بغیر کسی واسطے کے روشن فرمایا اور اسکی روشنی عالم اسباب میں کسی دوسری روشن چیز سے مستفاد نہیں، اسی طرح اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ کو کمالاتِ نبوت براہِ راست بلا کسی واسطے کے عطا فرمائے، اور آپ کی نبوّت کسی دوسرے نبی کی نبوت سے مستفاد نہیں ـــــــ اور جس طرح کہ اللہ تعالےٰ نے مہتاب اور دوسرے ستاروں کو آفتاب کے واسطہ سے منور فرمایا، اور وہ اپنی نورانیت میں آفتاب کے نور کے محتاج ہیں۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کو کمالاتِ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے عطا فرمائے گئے، اور وہ حضرات باآنکہ حقیقۃً نبی ہیں لیکن اپنی نبوّت میں آفتابِ آسمانِ نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کے

دستِ نگر ہیں (وَهٰذَا كُلُّه بِاذْنِ اللّٰهِ تعالیٰ) ، اور جس طرح کہ ہر موصوف بالعرض کا سلسلہ کسی موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے اور آگے نہیں چلتا ، مثلاً تہہ خانوں میں آئینوں کے ذریعہ جو روشنی پہنچائی گئی ہے اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ آئینہ سے آئی اور آئینہ کی روشنی کو کہا جا سکتا ہے کہ وہ آفتاب کا عکس ہے لیکن آفتاب پر جاکر یہ سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور کوئی نہیں کہتا کہ آفتاب کی روشنی عالم اسباب میں فلاں روشن چیز کا عکس ہے ، (کیونکہ آفتاب کو اللہ تعالیٰ نے خود روشن بنایا ہے) اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت کے متعلق تو کہا جا سکتا ہے کہ وہ حضرت خاتم الانبیاءؐ کی نبوت سے مستفاد ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جاکر یہ سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور آپ کے متعلق کوئی نہیں کہہ سکتا کہ آپ کی نبوت فلاں نبی کی نبوت سے مستفاد ہے ، (کیونکہ آپ باذن اللہ تعالیٰ نبی بالذات ہیں) پس اسی کو خاتمِ ذاتی کہا جاتا ہے ، اور اسی مرتبہ کا نام خاتمیتِ ذاتیہ ہے ۔

اس مختصر تمہید کے بعد عرض ہے کہ حضرت مولانا نانوتوی مرحوم اور بعض دوسرے محققین کی تحقیق یہ ہے کہ قرآنِ عزیز میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے ، اس سے آپ کے لئے دونوں قسم کی خاتمیت ثابت ہوتی ہے ذاتی بھی اور زمانی بھی اور عوام اس سے محض ایک قسم کی خاتمیت مراد لیتے ہیں یعنی صرف زمانی ۔

بہر حال حضرت مولانا مرحوم اور عوام کا نزاع نہ ختمِ نبوت زمانی میں ہے نہ اس میں کہ قرآنی لفظ خاتم النبیین سے خاتمیتِ زمانی مراد لی جائے کیونکہ مولانا کو یہ دونوں چیزیں تسلیم ہیں) بلکہ نزاع صرف اس میں ہے کہ لفظِ خاتم النبیین سے خاتمیتِ زمانی کے ساتھ خاتمیتِ ذاتی بھی مراد لی جائے یا نہیں ۔ حضرت مولانا اس کے قائل اور مثبت ہیں اور انھوں نے اسکی چند صورتیں لکھی ہیں :

ایک یہ کہ لفظ خاتم کو خاتمیتِ زمانی اور ذاتی کے لئے مشترک معنوی مانا جائے اور جس طرح مشترک معنوی سے اس کے متعدد افراد مراد لئے جاتے ہیں ۔ اسی طرح یہاں آیۂ کریمہ میں بھی دونوں قسم کی خاتمیت مُراد لی جائے ۔

دوسری صورت یہ ہے کہ ایک معنی کو حقیقی اور دوسرے کو مجازی کہا جائے اور

آیۂ کریمہ میں لفظ خاتم سے بطورِ عموم مجاز ایک ایسے عام معنیٰ مراد لئے جائیں جو دونوں قسم کی خاتمیت کو حاوی ہوں۔

ان دونوں صورتوں میں لفظِ خاتم کی دلالت دونوں قسم کی خاتمیت پر ایک ساتھ اور مطابقی ہوگی۔

تیسری صورت یہ ہے کہ قرآنِ کریم کے لفظِ خاتم سے صرف خاتمیت ذاتی مراد لی جائے، مگر چونکہ اس کے لئے بدلائلِ عقلیہ و نقلیہ خاتمیتِ زمانی لازم ہے لہٰذا اس صورت میں بھی خاتمیتِ زمانی پر آیۂ کریمہ کی دلالت بطور التزام ہوگی۔

ان تینوں صورتوں کے لکھنے کے بعد "تحذیر الناس" کے صفحہ ۹ پر حضرت مولاناؒ نے جس کو خود اپنا مختار بتلایا ہے، وہ یہ ہے کہ خاتمیت کو جنس مانا جائے اور ختمِ زمانی و ختمِ ذاتی کو اس کی دو نوعیں قرار دیا جائے اور قرآنِ عزیز کے لفظ خاتم سے یہ دونوں بیک وقت مراد لے لی جائیں جس طرح کہ آیۂ کریمہ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ میں بیک وقت رِجْسٌ "سے ظاہری و باطنی دونوں قسم کی نجاستیں مراد لی جاتی ہیں بلکہ غور کیا جائے تو یہاں ختمِ زمانی اور ختمِ ذاتی میں اسقدر بُعد نہیں جس قدر شراب کی نجاست اور جوئے کی نجاست میں۔

لفظ خاتم النبیینؐ کی تفسیر کے متعلق حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کا خلاصہ صرف اسی قدر ہے جس کا حاصل صرف اتنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتمِ زمانی بھی ہیں اور خاتمِ ذاتی بھی، اور یہ دونوں قسم کی خاتمیت آپ کے لئے قرآنِ کریم کے اسی لفظ خاتم النبیین سے نکلتی ہے۔

تحذیر الناس کی عبارتوں کا صحیح مطلب | اس کے بعد ہم ان تینوں فقروں کا صحیح مطلب عرض کرتے ہیں جن کو جوڑ کر مولوی احمد رضا خاں صاحب نے کفر کا مضمون بنا لیا ہے،

ان میں سے پہلا فقرہ صفحہ ۱۴ کا ہے اور یہاں حضرت مرحوم اپنی مذکورۂ بالا تحقیق کے موافق خاتمیتِ ذاتی کا بیان فرما رہے ہیں۔ اس موقع پر "تحذیر الناس" کی پوری عبارت

اس طرح تھی :

"غرض اختتام اگر بایں معنے تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا، بلکہ اگر بالفرض[1] آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔"

خاں صاحب نے اس عبارت کا خط کشیدہ حصّہ جس سے ہر شخص یہ سمجھ لیتا کہ مولانا کی یہ عبارت خاتمیتِ ذاتی کے متعلق ہے نہ کہ زمانی کے متعلق حذف کر کے ایک ناتمام ٹکڑا نقل کر دیا، اور پھر غضب یہ کیا کہ اس کو صفحہ ۲۸ کے ایک فقرہ کے ساتھ اس طرح جوڑا کہ صفحہ کے نمبر کا تو ذکر ہی کیا ہے، درمیان میں ختمِ فقرہ کی علامت (ڈلیش) بھی نہیں دیا اور پھر اس پورے فقرہ کی نقل میں بھی صریح خیانت کی۔ اس موقع پر پوری عبارت اس طرح تھی :

"ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصافِ ذاتی بوصفِ نبوّت لیجئے جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افرادِ مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افرادِ خارجی ہی پر آپ کی فضیلت ثابت نہ ہوگی۔ افرادِ مقدّرہ پر بھی آپ کی فضیلت ثابت ہو جائے گی، بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"

اس عبارت میں بھی مولوی احمد رضا خاں صاحب نے یہ کارروائی کی کہ اس کا ابتدائی حصّہ (جس سے ناظرین کو صاف معلوم ہو سکتا تھا کہ یہاں صرف خاتمیتِ ذاتی کا ذکر ہے نہ کہ زمانی کا، نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کے متعلق بھی مصنّفِ "تحذیر الناس" کا عقیدہ اس سے معلوم ہو جاتا) اس اہم حصّہ کو خاں صاحب نے یک قلم حذف کر کے صرف آخری خط کشیدہ فقرہ نقل کر دیا اور دوسری کارروائی یہ کی کہ اس ناتمام فقرہ کو بھی صفحہ ۳

[1] یہ بالفرض کا لفظ بھی قابلِ لحاظ ہے۔ ۱۲

کے ایک نا تمام فقرہ سے اس طرح جوڑ دیا کر وہاں بھی درمیان میں ڈیش تک نہیں دیا ۔

بہر حال صفحہ ۱۴ اور صفحہ ۲۸ کے ان دونوں فقروں میں حضرت مرحوم صرف خاتمیت ذاتی کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ ایسی خاتمیت ہے کہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد اور کوئی نبی ہو، تب بھی آپ کی اس خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ رہی خاتمیت زمانی، اس کا یہاں کوئی ذکر نہیں، اور نہ کوئی ذی ہوش یہ کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کسی نبی کے ہونے سے خاتمیت زمانی میں کوئی فرق نہیں آتا ۔

ایک عام فہم مثال سے مولانا نانوتویؒ کے مطلب کی توضیح

بلا شبہ اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ کسی ملک میں کوئی وبائی مرض پھیلا۔ بادشاہ کی طرف سے یکے بعد دیگرے بہت سے طبیب بھیجے گئے اور انہوں نے اپنی قابلیت کے موافق مریضوں کا علاج کیا۔ اخیر میں اس رحیم و کریم بادشاہ نے سب سے بڑا اور سب سے زیادہ حاذق طبیب جو پہلے تمام طبیبوں کا استاد بھی ہے، بھیجا، اور اعلان کر دیا کہ اب اس کے بعد کوئی طبیب نہیں آئے گا۔ آئندہ جب کبھی کوئی مریض ہو، وہ اسی آخری طبیب کا نسخہ استعمال کرے، اُسی سے شفا ہوگی۔ بلکہ اس کے بعد جو شاہی طبیب ہونے کا دعوے کرے، وہ جھوٹا اور واجب القتل ہے۔ چنانچہ دنیا کا وہ آخری طبیب آیا اور اس نے آکر اپنا شفا خانہ کھولا۔ جوق جوق مریض اس کے دار الشفا میں داخل ہو کر شفایاب ہوئے۔ بادشاہ نے اپنے اس طبیب کو ایک حکمنامہ میں خاتم الاطبّاء کا خطاب بھی دیا۔ اب عوام تو یہ سمجھتے ہیں کہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ یہ طبیب زمانہ کے اعتبار سے سب سے آخری طبیب ہے اور اس کے بعد اب کوئی اور طبیب بادشاہ کی طرف سے نہیں آئے گا اور اہل فہم کا ایک گروہ (جو بالیقین جانتا ہے کہ یہ طبیب فی الواقع آخری ہی طبیب ہے) کہتا ہے کہ اس عظیم الشان طبیب کو خاتم الاطبّاء صرف اسی وجہ سے نہیں کہا گیا کہ وہ آخری طبیب ہے بلکہ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ تمام پہلے طبیبوں کی طب کا سلسلہ اسی جلیل القدر طبیب پر ختم ہے یعنی وہ سب اس کے شاگرد ہیں۔ انھوں نے فن طب اسی سے سیکھا ہے۔ لہٰذا اس دوسری وجہ سے بھی وہ خاتم الاطباء ہے، اور یہ دونوں قسم کی خاتمیت اُسی خاتم الاطبّاء کے لفظ سے نکلتی ہے، بلکہ اگر تم غور کروگے

تو تم کو بھی معلوم ہو جائے گا کہ بادشاہ نے اس حاذق طبیب کو جو سب سے آخر میں بھیجا ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ یہ فنِ طب میں سب سے فائق، سب سے ماہر اور سارے طبیبوں کا استاد ہے اور قاعدہ ہے کہ بڑے سے بڑے طبیب کی طرف اخیر ہی میں رجوع کیا جاتا ہے۔ مقدمات تمام تحتانی مراحل طے کرنے کے بعد ہی بادشاہِ معظم کی عدالتِ عالیہ میں پہونچتے ہیں۔ بہر حال یہ طبیب صرف زمانہ ہی کے اعتبار سے خاتم نہیں ہے، بلکہ اپنے فن کے کمال کے اعتبار سے بھی خاتم ہے اور یہ دوسری خاتمیت ایسی ہے کہ اگر بالفرض اس کے زمانہ میں یا اس کے بعد بھی کوئی طبیب آجائے تو اسکی اس خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آتا۔

ناظرین انصاف فرمائیں کہ اہل فہم کے اس گروہ کے متعلق ان کے کسی معاند دشمن کا یہ کہنا کہ یہ لوگ اس خاتم الاطباء کو آخری طبیب نہیں مانتے اور اس کی اس حیثیت کے منکر ہیں کتنی بڑی تلبیس اور کس قدر عریاں بے حیائی ہے۔ جب کہ اہل فہم کا یہ گروہ اس شاہی طبیب کو ذاتی اور مرتبی حیثیت سے خاتم الاطباء ماننے کے ساتھ یہ بھی صاف صاف کہتا ہے کہ زمانہ کے لحاظ سے بھی یہی آخری طبیب ہے اور اس کے بعد اب کوئی طبیب بادشاہ کی طرف سے نہیں آئے گا، بلکہ جو کوئی اس کے بعد شاہی طبیب ہونے کا دعویٰ کرے وہ واجب القتل ہے۔

یہاں تک تحذیر الناس کے صفحہ ۱۴ اور ۲۸ کے فقروں کا صحیح مطلب عرض کیا گیا ہے رہا تیسرا فقرہ جس کو خاں صاحب نے سب سے اخیر میں نقل کیا ہے، وہ تحذیر الناس کے تیسرے صفحہ کا ہے اور یوں سمجھنا چاہئے کہ گویا تحذیر الناس وہیں سے شروع ہوتی ہے الفاظ یہ ہیں:

> "بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اوّل معنی خاتم النبیین معلوم کرنا چاہئے تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو، سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم

یا تأخرِ زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں "

اس عبارت میں دو چیزیں قابلِ لحاظ ہیں. ایک یہ کہ یہاں مولانا مرحوم مسئلہ ختمِ نبوت پر کلام نہیں فرما رہے ہیں، بلکہ لفظِ خاتم کے معنی پر کلام فرما رہے ہیں. دوسرے یہ کہ خاتم سے ختمِ زمانی مراد لینے کو مولانا نے عوام کا خیال نہیں بتلایا بلکہ ختمِ زمانی میں حصر کرنے کو عوام کا خیال بتلایا ہے اور عوام کے اسی نظریہ سے مولانا کو اختلاف ہے ورنہ خاتمیتِ زمانی مع خاتمیت ذاتی مراد لینا خود مولانا مرحوم کا مسلکِ مختار ہے جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے اور تحذیر الناس کے صفحہ ۸ و ۹ پر مولانا نے پوری تفصیل کے ساتھ اس کو بیان فرمایا ہے.

بہر حال چونکہ خود حضرت مولانا کے نزدیک لفظ خاتم النبیین سے ختمِ زمانی بھی مراد[۵] ہے اس لئے ماننا پڑے گا کہ یہاں صرف حصر کو مولانا نے عوام کا خیال بتلایا ہے اور مولانا کا مطلب صرف یہ ہے کہ عوام تو یہ سمجھتے ہیں کہ حضورؐ کے لئے لفظ "خاتم النبیین" سے صرف خاتمیت زمانی ہی ثابت ہوتی ہے. اس سے سوا کچھ نہیں ثابت ہوتا اور اہلِ فہم کے نزدیک اصل حقیقت یہ ہے کہ قرآنِ مجید کے اس لفظ سے حضورؐ کے لئے خاتمیتِ زمانی بھی ثابت ہوتی ہے اور خاتمیتِ ذاتی بھی.

یہیں سے مولوی احمد رضا خانصاحب کے اُس اعتراض کا بھی جواب ہو گیا جو انھوں نے تحذیر الناس کی اسی عبارت پر "الموت الاحمر" میں کیا ہے کہ "اس میں خاتم النبیین سے خاتمِ زمانی مراد لینے کو عوام کا خیال بتلایا گیا ہے حالانکہ خاتم کے یہ معنی خود حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابۂ کرام سے بھی مروی ہیں. پس مصنفِ تحذیر الناس کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و تمام صحابۂ کرامؓ عوام میں داخل ہو گئے (معاذ اللہ)

جواب کی تقریر و تفصیل یہ ہے کہ صاحبِ تحذیر الناس نے خاتم سے خاتم زمانی مراد لینے کو عوام کا خیال نہیں بتلایا بلکہ ختمِ زمانی میں حصر کرنے کو عوام کا خیال بتلایا ہے اور آنحضرت

---

[۵] اس پر پوری روشنی اوپر ڈالی جا چکی ہے اور مولانا مرحوم کی یہ تصریح چند صفحے پہلے گزر چکی ہے کہ ان کے نزدیک ختمِ نبوتِ زمانی پر صراحۃً دلالت کرنے والی "لا نبی بعدی" جیسی ساری حدیثیں "خاتم النبیین" ہی کے لفظ سے ماخوذ و مستنبط ہیں. ۱۲

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور کسی صحابی سے حصر ثابت نہیں بلکہ علماء راسخین میں سے بھی کسی نے حصر کی تصریح نہیں فرمائی اور کیونکر کوئی حصر کی جرأت کرسکتا ہے جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیاتِ قرآنی کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں :۔

لِكُلِّ اٰيَةٍ مِنْهَا ظَهْرٌ وَبَطْنٌ وَلِكُلِّ حَدٍّ مُطَّلَعٌ

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر آیتِ قرآنی کے کم از کم دو مفہوم ضرور ہوتے ہیں اور اگر علمائے سلف میں سے کسی کے کلام میں حصر کا کوئی لفظ پایا بھی جائے تو وہ حصر حقیقی نہیں ہے جس کو مولانا نانوتوی مرحوم عوام کا خیال بتلاتے ہیں بلکہ اس سے مراد حصر اضافی بالنظر الی تاویلات الملاحدہ ہے۔

بہر حال جو شخص صاحب تحذیر الناس پر یہ بہتان رکھتا ہے کہ انہوں نے معاذ اللہ آنحضرتؐ کی بیان کردہ تفسیر کو خیالِ عوام بتلا دیا، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی سے ایک ہی روایت حصر کی ثابت کردے۔

پھر یہ کہ مولانا مرحوم نے اپنے مکتوبات میں اس کی بھی تصریح فرمادی ہے کہ باب تفسیر میں عوام سے مراد کون لوگ ہوتے ہیں، اس موقع پر حضرت مرحوم کے الفاظ یہ ہیں :

" وجز انبیاء علیہم السلام یا راسخین فی العلم ہمہ عوام اند "	باب تفسیر میں سوائے انبیاء علیہم السلام اور علمائے راسخین کے سب عوام ہیں

(قاسم العلوم نمبر اول، مکتوب دوم ص ۲۴)

ان تصریحات کے ہوتے صاحب تحذیر الناس کے متعلق یہ کہنا کہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ کرام کو عوام میں داخل کر دیا، سخت ترین بد دیانتی ہے۔

خاتم النبیین کی تفسیر میں حضرت مولانا نانوتویؒ کے مسلک کی تائید خود مولوی احمد رضا خاں صاحب کی تصریحات سے

اس کے بعد ہم یہ بھی بتلا دینا چاہتے ہیں کہ جو لوگ لفظ خاتم النبیین سے صرف ایک ہی معنی (خاتم زمانی) مراد لیتے ہیں اور معنی خاتم النبیین کو اسی میں حصر کرتے ہیں وہ فاضل بریلوی کے نزدیک بھی عوام میں داخل ہیں، اہل فہم میں سے نہیں، فاضل موصوف "الدولۃ المکیۃ" صفحہ ۴۲

پر تحریر فرماتے ہیں :

عن ابی الدرداء رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ لایفقہ الرجل کل الفقہ حتی یجعل للقرآن وجوھا قلت اخرجہ عن ابی الدرداء رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ ابن سعد فی الطبقات و ابو نعیم فی الحلیۃ وابن عساکر فی تاریخہ واوردہ مقاتل بن سلمان فی صدر کتابہ فی وجوہ القرآن مرفوعًا بلفظ لا یکون الرجل فقیہا کل الفقہ حتی یری للقرآن وجوھا کثیرۃ۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آدمی اس وقت تک کامل فقیہ نہیں ہوتا جب تک کہ قرآن کے لئے متعدد وجوہ نہ نکالے (میں کہتا ہوں کہ تخریج کی ہے اس روایت کی حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ابن سعد نے طبقات میں، اور ابونعیم نے حلیہ میں، اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اور مقاتل بن سلیمان نے اپنی صدر کتاب میں وجوہ قرآن میں اس کو بدیں الفاظ مرفوعًا روایت کیا ہے کہ آدمی اس وقت تک کامل فقیہ نہیں ہوتا جب تک کہ قرآن کے لئے وجوہ کثیرہ نہ دیکھے۔

قال فی الاتقان قد فسرہ بعضہم بان المراد ان یری اللفظ الواحد یحتمل معانی متعددۃ فیحملہ علیہا اذا کانت غیر متضادۃ ولا یقتصر بہ علی معنی واحد۔ (انتہی صفحہ ۴۳)

علامہ سیوطی اتقان میں فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ مطلب یہ ہے کہ لفظ واحد جو متعدد معانی کے لئے محتمل ہو اس کو ان سب پر محمول کر سکے جبکہ وہ آپس میں ٹکراتے نہ ہوں اور ایک ہی معنی پر منحصر نہ کرے۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب کی اس عبارت بلکہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے صاف معلوم ہوگیا کہ جو شخص کسی آیتِ قرآنی سے صرف ایک ہی معنی مراد لے اور اسی میں حصر کرے تو وہ عوام میں داخل ہے۔ اہل فہم (فقہاء) میں سے نہیں ہے۔ کامل فقیہ جب ہی ہوگا جب کہ ایک آیت کو بہت سے غیر متعارض معانی پر محمول کر سکے جیسا کہ حضرت مولانا محمد قاسمؒ نے ایک لفظ خاتم النبیینؐ سے تین قسم کی خاتمیت آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت کی یعنی خاتمیت ذاتی، زمانی، مکانی۔

الحمد للہ تحذیر الناس کے تینوں فقروں کا صحیح مطلب بیان کر دیا گیا اور ناظرین کو بھی یہ معلوم ہو گیا کہ صفحہ ۳ کے فقرے میں حضرت نانوتوی مرحوم نے جن لوگوں کو عوام بتلایا ہے وہ فاضل بریلوی کے نزدیک بھی عوام ہی میں داخل ہیں۔ اس کے بعد ہم یہ بھی بتلا دینا چاہتے ہیں کہ یہ تحقیق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم زمانی ہونے کے ساتھ خاتم مرتبی اور خاتم ذاتی بھی ہیں یعنی آپ نبی بالذات ہیں اور دوسرے انبیاء علیہم السلام نبی بالعرض۔ آپ کو کمالات نبوت اللہ تعالیٰ نے براہ راست عطا فرمائے اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو آنحضرت ؐ کے واسطے سے، اس میں بھی حضرت نانوتوی مرحوم متفرد نہیں بلکہ بہت سے اگلے علماء محققین بھی اس کی تصریح فرما چکے ہیں۔ لیکن یہاں ہم ان کی عبارات نقل کر کے بات کو طویل کرنے اور کتاب کو ضخیم بنانے کی ضرورت نہیں سمجھتے کیونکہ خود مولوی احمد رضا خاں صاحب نے بھی اس مسئلہ کو اس طرح لکھ دیا ہے کہ اس کے بعد کسی اور کی عبارت نقل کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اس لئے ہم ان ہی کی ایک عبارت اس سلسلہ میں نقل کر کے اس بحث کو ختم کرتے ہیں۔

فاضل موصوف اپنے رسالہ "جزاء اللہ عدوہ" کے صفحہ ۲۳ پر لکھتے ہیں:

اور "نصوص متواترہ اولیاء کرام و ائمہ عظام و علماء اعلام سے مبرہن ہو چکا کہ ہر نعمت قلیل یا کثیر، صغیر یا کبیر، جسمانی یا روحانی، دینی یا دنیوی، ظاہری یا باطنی۔ روز اول سے اب تک اور اب سے قیامت تک، قیامت سے آخرت، آخرت سے ابد تک، مومن یا کافر مطیع یا فاجر، ملک یا انسان، جن یا حیوان، بلکہ تمام ماسوی اللہ میں جسے جو کچھ ملی یا ملتی ہے یا ملے گی، اس کی کلی انہیں کے صبائے کرم سے کھلی، اور کھلتی ہے یا کھلے گی۔ انہیں کے ہاتھوں پر بٹی اور بٹتی ہے اور بٹے گی، یہ سر الوجود اور اصل الوجود، خلیفۃ اللہ الاعظم و ولی نعمت عالم ہیں، صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ خود فرماتے ہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" انا ابو القاسم اللہ یعطی و انا اقسم"

رواہ الحاکم فی المستدرک وصححہ واقرہ الناقدون "

فاضلِ بریلوی کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ عالم میں جو کچھ نعمت روحانی یا جسمانی، دنیوی یا دینی، ظاہری یا باطنی کسی کو ملی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے دستِ کرم کا نتیجہ ہے اور چونکہ نبوت بھی ایک اعلیٰ درجہ کی روحانی نعمت ہے، لہٰذا وہ بھی دوسرے انبیاء علیہم السلام کو حضور ہی کے واسطہ سے ملی ہے اور اسی حقیقت کا نام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کی اصطلاح میں خاتمیتِ ذاتی اور خاتمیتِ مرتبی ہے۔

اس وقت ہم اس بحث کو اسی پر ختم کرتے ہیں اور مولوی احمد رضا خاں صاحب نے حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہیؒ پر تکذیب رب العزت جل جلالہٗ کا جو بہتان لگایا ہے، اب اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔



حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ العزیز

پر

تکذیب رب العزت جل جلالہ کا ناپاک بہتان

اور

اس کا جواب

مولوی احمد رضا خاں صاحب حسام الحرمین کے صفحہ ۲۰ پر حضرت مولانا گنگوہیؒ کے متعلق لکھتے ہیں؛

ثم تمادی به الحال فی الظلم و الضلال حتیٰ صرح فی فتوی له (قد رأیتها بخطه وخاتمه بعینی وقد طبعت مرارًا فی بمبئی وغیرها مع ردّها) انّ من یکذّب الله تعالی بالفعل و یصرّح انه سبحانه وتعالی قد کذب وصدرت منه هذه العظیمة فلا تنسبوه الی فسق فضلًا عن ضلال فضلًا عن

پھر تو ظلم و گمراہی میں اس کا حال یہاں تک بڑھا کہ اپنے ایک فتوے میں (جو اس کا مہری دستخطی میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے بمبئی وغیرہ میں بارہا مع ردّ کے چھپا) صاف لکھ دیا کہ جو اللہ سبحانہ تعالیٰ کو بالفعل جھوٹا مانے اور تصریح کرے کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولا اور یہ بڑا عیب اس سے صادر ہو چکا تو اسے کفر بالائے طاق، گمراہی درکنار، فاسق بھی نہ کہو اس لئے کہ بہت سے امام ایسا کہہ چکے ہیں جیسا

کفر فان کثیرا من الائمة قد قالوا بقیله و انما قصارٰی امرہ انه مخطئ فی تاویله .... اولئك الذین اصمهم الله تعالیٰ و اعمٰی ابصارهم و لاحول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔ (حسام الحرمین ص ۱۳)

اس نے کہا۔ بس نہایت کار یہ ہے کہ اس نے تاویل میں خطا کی .... یہی وہ ہیں جنھیں اللہ تعالےٰ نے بہرا کیا اور ان کی آنکھیں اندھی کر دیں۔
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم!

یہ ناچیز بندہ عرض کرتا ہے کہ حضرت گنگوہی مرحوم کی طرف کسی ایسے فتوے کی نسبت کرنا سراسر افترا اور بہتان ہے۔ پہلی بحث میں تو مولوی احمد رضا خاں صاحب نے تحذیر الناس کی متفرق عبارتیں جوڑ کر کفر کی مسل تیار بھی کر لی تھی۔ یہاں تو یہ بھی ناممکن ہے۔ بحمد اللہ ہم پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مرحوم کے کسی فتوے میں یہ الفاظ موجود نہیں، نہ کسی فتوے کا یہ مضمون ہے۔ بلکہ درحقیقت یہ صرف خانصاحب یا ان کے کسی دوسرے ہم پیشہ بزرگ کا افترا اور بہتان ہے۔ بفضلہ تعالیٰ ہم اور ہمارے اکابر اس شخص کو کافر، مُرتد، ملعون سمجھتے ہیں جو خداوند تعالیٰ کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے اور اس سے بالفعل صدورِ کذب کا قائل ہو بلکہ جو بدنصیب اس کے کفر میں شک کرے، ہم اس کو بھی خارج از اسلام سمجھتے ہیں۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ (جن پر خانصاحب نے یہ ناپاک بہتان باندھا ہے) خود انھیں کے مطبوعہ فتاویٰ کی جلد اوّل صفحہ ۱۱۸ پر ہے:

"ذاتِ پاک حق تعالیٰ جل جلالہ کی پاک و منزہ ہے، اس سے کہ متصف بصفت کذب کیا جائے۔ معاذ اللہ تعالےٰ اس کے کلام میں ہرگز شائبہ کذب کا نہیں، قال اللہ تعالیٰ ومن اصدق من اللہ قیلاً۔
جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے، یا زبان سے کہے کہ وہ کذب بولتا ہے، وہ قطعاً کافر و ملعون ہے اور مخالفِ قرآن و حدیث کا اور اجماع امت

کا ہے، وہ ہرگز مومن نہیں۔ تعالیٰ اللّٰہ عمّا یقول الظّٰلمون علوًّا کبیرًا۔

ناظرین با انصاف فیصلہ فرمائیں کہ اس صریح اور چھپے ہوئے فتوے کے ہوتے حضرت ممدوح پر یہ افترا کرنا کہ معاذ اللّٰہ وہ خدا کو کاذب بالفعل مانتے ہیں، یا ایسا بکنے والے کو مسلمان کہتے ہیں، کس قدر شرمناک کارروائی ہے؟ الحساب یوم الحساب!

رہا مولوی احمد رضا خاں صاحب کا یہ لکھنا کہ "میں نے ان کا وہ فتوٰی مع مُہر و دستخط بچشم خود دیکھا ہے" اس کے جواب میں ہم صرف اس قدر عرض کریں گے کہ جب اس چودھویں صدی کا ایک عالم اور مُفتی ایک چھپی ہوئی کثیر الاشاعت کتاب (تحذیر الناس) کی عبارتوں میں قطع وبرید کر کے اور صفحہ ۳، ۱۴، ۲۸ کی عبارتوں میں تحریف کر کے ایک کفر کا مضمون گھڑ کے تحذیر الناس کی طرف منسوب کر سکتا ہے تو کسی جعلساز کے لئے کسی کے مہر و دستخط بنالینا کیا مشکل ہے؟ کیا دنیا میں جعلی سکے اور جعلی دستاویزیں تیار کرنے والے موجود نہیں؟ مشہور ہے کہ بریلی اور اُس کے اطراف میں تو اس فن کے بڑے بڑے کامل بستے ہیں، جن کا ذریعۂ معاشں یہی جعلسازی ہے۔

بہر حال مولوی احمد رضا خاں صاحب نے حضرت گنگوہی مرحوم کے جس فتوے کا ذکر کیا ہے، اس کی کوئی اصل نہیں، فتاویٰ رشیدیہ جو تین جلدوں میں چھپ کر شائع ہو چکا ہے، وہ بھی اس کے ذکر سے خالی ہے بلکہ اِس میں اُس کے صریح خلاف چند فتوے موجود ہیں، جن میں سے ایک، اُوپر نقل بھی کیا جا چکا ہے اور اگر فی الواقع خانصاحب نے کوئی فتوٰے اس قسم کا دیکھا ہے تو وہ یقیناً ان کے کسی ہم پیشہ بزرگ یا اُن کے کسی پیشرو کی جعلسازی اور دسیسہ کاری کا نتیجہ ہوگا۔

حضرات علماء و مشائخ کی عزّت وعظمت کو مٹانے کے لئے حاسدوں نے اس سے پہلے بھی اس قسم کی کارروائیاں کی ہیں۔ اس سلسلہ کے چند عبرت آموز واقعات ہم یہاں نقل بھی کرسکتے ہیں:-

اُمّت کے جلیل القدر مجتہد اور محدّث حضرت امام احمد بن حنبلؒ اس دنیا سے

کو نوح فرماتے ہیں اور کوئی بدنصیب حاسد عین اسی وقت ان کے تکیہ کے نیچے کچھ لکھے ہوئے کاغذات رکھ جاتا ہے، جن میں خالص ملحدانہ عقائد اور زندیقانہ خیالات بھرے ہوتے ہیں، کیوں؟ صرف اس لیے کہ لوگ ان تحریرات کو امام احمد بن حنبلؒ ہی کی کاوشِ دماغی کا نتیجہ سمجھیں گے اور جب ان کے مضامین اسلامی تعلیمات کے خلاف پائیں گے تو امام سے بدظن ہو جائیں گے اور لوگوں کے دلوں سے ان کی عزت و عظمت نکل جائے گی۔ پھر ہماری دوکان جو امام کے فیضِ عام کے مقابلہ میں پھیکی پڑ گئی ہے، چمک اٹھے گی۔

امامِ لغت علامہ مجد الدین فیروز آبادیؒ صاحب قاموس زندہ تھے۔ مشہور امام اور مرجع خواص و عوام تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ جیسے محدث نے اُن کے خرمنِ علم سے خوشہ چینی کی۔ حاسدین ان کی اس غیر معمولی مقبولیت کو نہ دیکھ سکے اور ان کی عظمت و شہرت کو بٹہ لگانے کے لئے ان کے نام سے پوری ایک کتاب حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مطاعن میں تصنیف کر ڈالی جس میں خوب زور و شور سے حضرت امام اعظمؒ کی تکفیر بھی کی اور یہ جعلی کتاب دُور دراز مقامات تک شائع کر دی گئی، حنفی دُنیا میں علامہ فیروز آبادیؒ کے خلاف نہایت زبردست ہیجان برپا ہو گیا۔ لیکن بیچارے علامہ کو اس کی بالکل بھی خبر نہیں یہاں تک کہ جب وہ کتاب ابو بکر الخیاط البغوی الیمانی کے پاس پہونچی تو انہوں نے علامہ فیروز آبادی کو خط لکھا کہ آپ نے یہ کیا کیا؟ علامہ موصوف نے اس کے جواب میں لکھا:

> "اگر وہ کتاب جو افتراءً میری طرف منسوب کر دی گئی ہے آپ کے پاس ہو تو فوراً اس کو نذرِ آتش کر دیجئے۔ خدا کی پناہ! میں اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کی تکفیر" وانا اعظم المعتقدین فی الامام ابی حنیفة "، (حالانکہ مجھ کو امام کی جناب میں بے انتہا عقیدت ہے) میں نے تو ایک ضخیم کتاب بھی امام کے مناقب عالیہ میں لکھی ہے۔"

امام مصطفیٰ قرمانی حنفی نے نہایت جانکاہی سے "مقدمہ ابو اللیث سمرقندیؒ" کی ایک مبسوط شرح لکھی، جب ختم کر چکے تو مصر آئے کہ وہاں کے علماء کو دکھلانے کے بعد اس کی اشاعت کریں گے۔ تصنیف بحمد اللہ کامیاب تھی۔ بعض حاسدوں کی نظر میں کھٹک گئی

اور انھوں نے سمجھ لیا کہ اسکی اشاعت سے ہماری دکانوں کی رونق پھیکی پڑ جائے گی۔ کچھ اور تو نہ کر سکے البتہ یہ خباثت کی کہ اس کے "باب آداب الخلاء" کے اس مسئلہ میں کہ قضائے حاجت کے وقت آفتاب و ماہتاب کی طرف رُخ نہیں کرنا چاہیئے "، اپنی دسیسہ کاری سے اتنا اضافہ کر دیا کہ "چونکہ ابراہیم علیہ السلام ان دونوں کی عبادت کیا کرتے تھے" (معاذ اللہ منہ) علامہ قرمانی کو اس شرارت کی کیا خبر تھی۔ انھوں نے لاعلمی میں وہ کتاب علماء مصر کے سامنے پیش کر دی۔ جب ان کی نظر اس دلیل پر پڑی سخت برہم ہوئے اور تمام مصر میں علامہ قرمانی کے خلاف ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ قاضیٔ وقت نے واجب القتل قرار دیا۔ بیچارے راتوں رات جان بچا کر مصر سے بھاگے، ورنہ سر دیئے بغیر پیچھا چھوٹنا مشکل تھا۔

عارفِ ربانی امام عبدالوہاب شعرانی اپنی کتاب "الیواقیت والجواہر" میں آپ بیتی لکھتے ہیں کہ:

"بعض حاسدوں نے میری کتاب "البحر المورود فی المواثیق والعہود" میں میری زندگی ہی میں عقائد باطلہ اور خیالاتِ فاسدہ بڑھا دیے اور تین سال تک مصر و مکہ مکرمہ میں خوب اس کی اشاعت کی۔ جب مجھے اس کا علم ہوا تو میں نے مشاہیر علماء سے اصل نسخہ پر تصدیقیں لکھوا کر ان ملکوں میں بھیجا۔ وہ حسد و کینہ کے مریض اس پر بھی باز نہ آئے اور ان کمینوں نے اس کے بعد یہ پروپیگنڈہ کیا کہ جن علماء نے ان پر تصدیقات لکھی تھیں، اب وہ اس سے رجوع کر رہے ہیں اور اکثر کر چکے ہیں (امام شعرانی لکھتے ہیں کہ) جب مجھے اس کی خبر ہوئی تو میں نے پھر ان حضرات علماء کو تکلیف دی اور خود انھیں کے قلم سے حاسدوں کے اس نئے پروپیگنڈے کی تردید لکھوا کر عرب روانہ کیں، جب کہیں اس فتنہ کا خاتمہ ہوا۔"

یہ گنتی کے چند واقعات ہیں۔ تاریخ اور تذکرے کی کتابیں اگر دیکھی جائیں تو بدنصیب حاسدوں کی دسیسہ کاریوں کے ان جیسے سیکڑوں شرمناک واقعات ملیں گے۔

پس اگر در حقیقت فاضل بریلوی پہلے اس بیان میں سچے ہیں کہ انھوں نے مندرجہ بالا مضمون کا کوئی فتوای حضرت گنگوہیؒ مرحوم کے مہر و دستخط کے ساتھ دیکھا تھا تو یقیناً وہ اسی قبیلہ سے ہے۔ لیکن پھر بھی مولوی احمد رضا خاں صاحب کو اس کی بنا پر کفر کا فتوای دینا ہرگز جائز نہ تھا، تاوقتیکہ وہ یہ تحقیق نہ کر لیتے کہ یہ فتوای حضرت مولانا کا ہے بھی یا نہیں؟ فقہ کا مسلّم اور مشہور مسئلہ ہے "الخط یشبہ الخط" یعنی ایک انسان کا خط دوسرے کے خط سے مل جاتا ہے اور خود خاں صاحب بھی اس سے ناواقف نہیں۔ چنانچہ خط یا تار سے عدمِ ثبوت رویتِ ہلال پر استدلال کرتے ہوئے آپ تصریح فرماتے ہیں کہ:

"تمام کتابوں میں تصریح ہے "الخط یشبہ الخط"، الخط لا یعمل بہٖ"

(ملفوظات اعلیٰ حضرت جلد ۲ ص ۵۲)

بہرحال جب کہ رویت ہلال جیسی معمولی باتوں میں خط کا اعتبار نہیں تو پھر تکفیر جیسے اہم معاملہ میں کیونکر اس کا اعتبار ہو سکتا ہے۔

رہے وہ دلائل جو خاں صاحب نے حضرت گنگوہی مرحوم کی طرف اس جعلی فتوے کی نسبت صحیح ہونے پر اپنی کتاب "تمہید ایمان" میں پیش کیے ہیں۔ وہ نہایت لچر پوچ اور تارِ عنکبوت سے زیادہ کمزور ہیں۔

ناظرین ذرا ان کو خود بھی دیکھ لیں اور جانچ لیں۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب موصوف اس جعلی فتوے کے متعلق "تمہید ایمان" ص ۲۸، ۲۹ پر لکھتے ہیں:

"یہ تکذیب خدا کا ناپاک فتوای اٹھارہ برس ہوئے ۱۳۰۸ھ ہجری میں رسالہ "صیانۃ الناس" کے ساتھ مطبع حدیقۃ العلوم میرٹھ میں مع رد کے شائع ہو چکا، پھر ۱۳۱۸ھ میں مطبع گلزارِ حسینی بمبئی میں اس کا مفصل رد چھپا، پھر ۱۳۲۰ھ میں پٹنہ عظیم آباد مطبع تحفہ حنفیہ میں اس کا اور قاہرہ رد چھپا، اور فتوای دینے والا جمادی الآخرہ ۱۳۲۳ھ میں مرا اور مرتے دم تک ساکت رہا، نہ یہ کہا کہ وہ فتوای میرا نہیں حالانکہ خود چھاپی ہوئی کتابوں سے فتوے کا

انکار کر دینا سہل تھا، نہ یہی بتلایا کہ مطلب وہ نہیں جو علمائے اہل سنت بتلا رہے ہیں بلکہ میرا مطلب یہ ہے۔ نہ کفرِ صریح کی نسبت کوئی سہل بات تھی جس پر التفات نہ کیا جاتا"

حشو و زوائد حذف کر دینے کے بعد خاں صاحب کی اس دلیل کا حاصل صرف اتنا ہے کہ

۱۔ یہ فتوٰی مع رد کے مولانا گنگوہی مرحوم کی حیات میں تین مرتبہ چھپا۔

۲۔ انھوں نے تازیست اس فتوے کی نسبت سے انکار نہیں کیا، نہ اس کا اور کوئی مطلب بتایا۔

۳۔ اور چونکہ معاملہ سنگین تھا، اس لئے اس خاموشی کو عدم التفات پر بھی محمول نہیں کیا جا سکتا، لہٰذا ثابت ہو گیا کہ یہ فتوٰی انھیں کا ہے اور اس کا مطلب بھی وہی ہے، جس کی بنا پر ہم نے تکفیر کی ہے۔

اگرچہ خاں صاحب کی اس دلیل کا لچر، لوچ اور مہمل ہونا ہمارے نقد و تبصرہ کا محتاج نہیں، ہر معمولی سی عقل رکھنے والا بھی تھوڑے سے غور و فکر سے اس کی لغویت کو سمجھ سکتا ہے تاہم مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ہر جزء پر تھوڑی سی روشنی ڈال کر ناظرین سے بھی خاں صاحب کے علم و مجددیت کی کچھ داد دلوا دی جائے۔

خاں صاحب کی دلیل کا پہلا بنیادی مقدمہ یہ ہے کہ :-

"یہ فتوٰی مولانا گنگوہی کی حیات میں تین مرتبہ مع رد کے چھپا"

اسی مقدمہ سے اتنا تو معلوم ہو گیا کہ یہ جعلی فتوے صرف مولانا کے مخالفین نے چھاپا ہے۔ مولانا یا آپ کے متوسلین کی طرف سے کبھی اس کی اشاعت نہیں ہوئی (خیر اس راز کو تو اہل بصیرت ہی سمجھیں گے) ہم کو تو اس کے متعلق صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ اگر خاں صاحب کے بیان کو صحیح سمجھ کر بھی تسلیم کر لیا جائے کہ یہ فتوے متعدد بار مع رد کے حضرت گنگوہی مرحوم کی حیات میں چھپ کر شائع ہوا، جب بھی لازم نہیں آتا کہ حضرت کے پاس بھی پہنچا ہو یا ان کو اس کی اطلاع بھی ہوئی ہو، اور اگر ان کے پاس بھیجا گیا تو سوال یہ ہے کہ ذریعہ قطعی تھا یا غیر قطعی؟ پھر کیا خاں صاحب کو اس کی وصولیابی

کی اطلاع ہوئی؟ اگر ہوئی تو وہ قطعی تھا یا ظنی؟ بحث کے ان تینوں پہلوؤں سے چشم پوشی کرکے کفر کا قطعی یقینی فتوٰی دینا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ بہر حال جب تک قطعی طور پر یہ ثابت نہ ہو جائے کہ فی الواقع حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی ایسا فتوٰی لکھا تھا جس کا قطعی اور متعین مطلب وہی تھا جو مولوی احمد رضا خاں صاحب نے لکھا ہے اس وقت تک ان تخمینی بنیادوں پر تکفیر قطعاً ناروا اور معصیت ہے۔ حضرت مولانا گنگوہی مرحوم تو ایک گوشہ نشین عارف باللہ تھے جن کا حال بلا مبالغہ یہ تھا ؎

بسودائے جاناں زجاں مشتغل   بذکر حبیب از جہاں مشتغل

یہ خاکسار جس کے اوقات کا خاصہ حصہ اب تک اہل باطل ہی کی تواضع میں صرف ہوا ہے آج تک اس جعلی فتوے کے ان تینوں ایڈیشنوں کی زیارت سے محروم ہے جن کا ذکر خاں صاحب فرماتے ہیں، پس ہو سکتا ہے بلکہ قرین قیاس ہے کہ حضرت مرحوم کو اس قصہ کی خبر بھی نہ ہوئی ہو۔

خاں صاحب کی دلیل کا دوسرا مقدمہ یہ تھا کہ مولانا گنگوہی مرحوم نے اس فتوٰی سے انکار نہیں کیا، نہ اس کی کوئی تاویل بیان کی۔

اس کے متعلق پہلی گزارش تو یہی ہے کہ جب اطلاع ہی ثابت نہیں تو انکار کس چیز کا اور تاویل کس بات کی؟ اور فرض کر لیجئے ان کو اطلاع ہوئی، لیکن انھوں نے ناخدا ترس مفتریوں کی اس ناپاک حرکت کو ناقابل توجہ اور شائستہ اعتناء ہی نہ سمجھا، یا ان کے معاملہ کو حوالہ بخدا کرکے سکوت اختیار فرمایا۔

رہا یہ کہ کفر کی نسبت کوئی معمولی بات نہ تھی جس کی طرف التفات نہ کیا جاتا، سو اول تو یہ ضروری نہیں کہ دوسرے بھی آپ کے اس نظریہ سے متفق ہوں، ہو سکتا ہے کہ انھوں نے اس لئے انکار کی ضرورت نہ سمجھی ہو کہ ایمان والے خود ہی ایسے ناپاک افترا کی تکذیب کر دیں گے۔ یا انھوں نے یہ خیال کیا ہو کہ یہ گندگی اچھالنے والے علمی اور مذہبی دنیا میں کوئی مقام نہیں رکھتے، لہٰذا ان کی بات کا کوئی اعتبار ہی نہ کرے گا۔ بہر حال سکوت کے لئے یہ وجوہ بھی ہو سکتے ہیں اور پھر قطع نظر ان تمام باتوں سے، یہ کہنا ہی غلط ہے کہ کفر کا

معاملہ سنگین تھا، بے شک خاں صاحب کی "مجددیت" کے دور سے پہلے تکفیر ایسی ہی غیر معمولی اہمیت رکھتی تھی، لیکن خاں صاحب کی روح اور ان کی موجودہ ذریت مجھے معاف فرمائے کہ جس دن سے افتاء کا قلمدان خاں صاحب کے بے باک ہاتھوں میں گیا ہے، اس روز سے تو کفر اتنا سستا ہو گیا کہ اللہ کی پناہ!

ندوۃ العلماء والے کافر، جو انھیں کافر نہ کہے وہ کافر۔ علماء دیو بند کافر، جو انھیں کافر نہ کہے وہ کافر۔ غیر مقلدین اہل حدیث کافر، مولانا عبد الباری صاحب فرنگی محلی کافر، اور تو اور تحریکِ خلافت میں شرکت کے جرم میں اپنے برادران طریقت مولوی عبد الماجد صاحب بدایونی کافر، مولوی عبد القدیر صاحب بدایونی کافر، کفر کی وُہ بے پناہ مشین گن چلی کہ الہٰی توبہ۔ بریلی کے ڈھائی نفر انسانوں کے سوا کوئی بھی مسلمان نہ رہا۔

پس ہو سکتا ہے کہ خاں صاحب اور ان جیسے کفُر باز کسی اللہ والے کو کافر کہیں اور وہ اس شور و غوغا کو نباح الکلاب سمجھتے ہوئے خاموشی اختیار کرے اور اس کا اصول یہ ہو کہ

وَلَقَدْ اَمُرُّ عَلَى اللَّئِيمِ يَسُبُّنِي
فَمَضَيْتُ ثُمَّتَ قُلْتُ لَا يَعْنِينِي

اور ہو سکتا ہے کہ حضرت مولانا مرحوم کی اطلاع ہوئی ہو اور انھوں نے اس جعلی فتوے سے انکار فرمایا ہو لیکن خاں صاحب کو اس انکار کی اطلاع نہ ہوئی ہو پھر عدم اطلاع سے عدم انکار کیونکر سمجھا جا سکتا ہے؟ کیا عدمِ علم، عدمِ الشئی کو مستلزم ہے؟

اہل علم اور اربابِ انصاف غور فرمائیں کہ کیا اتنے احتمالات کے ہوتے ہوئے بھی تکفیر جائز ہو سکتی ہے؟ دعویٰ تو یہ تھا کہ:

> "ایسی عظیم احتیاط والے (یعنی خود بدولت جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب) نے ہرگز ان دُشنامیوں (حضرت گنگوہی وغیرہ) کو کافر نہ کہا جب تک یقینی، قطعی، واضح، روشن، جلی طور سے ان کا صریح کفُر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو گیا، جس میں اصلاً اصلاً ہرگز ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ نکل سکی۔"
>
> (تمہید ص ۴۴)

اور دلیل اس قدر لچر کہ یقین کیا معنے ظن کی بھی مفید نہیں، اور اگر ایسی ہی دلیلوں سے کُفر ثابت ہوتا ہے تو پھر تو اسلام اور مسلمانوں کا اللہ ہی حافظ کوئی جاہل یا دیوانہ کسی با خُدا کو کافر کہے، وہ اس کو ناقابل خطاب سمجھتے ہوئے اعراض کرے اور اس کے سامنے اپنی صفائی پیش نہ کرے، بس خاں صاحب کی دلیل سے کافر ہو گیا۔ چہ خوش!

گر ہمیں مُفتی و ہمیں فتوای

کار ما یہاں تمام خواہد شد

ادھر فقہائے کرام کی وہ تصریحات کہ اگر ۹۹ احتمال کُفر کے ہوں اور صرف ایک احتمال اسلام کا، تب بھی تکفیر جائز نہیں، اور ادھر چودھویں صدی کے ان خود ساختہ مجدد صاحب کی یہ تیز دستی کہ صرف خیالی و وہمی مقدمے جوڑ کر نتیجہ نکالا اور تکفیر یقینی قطعی "ہر کہ شک آرد کافر گردد"۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

یہاں تک تو مناظرانہ بحث تھی لیکن اُس کے بعد ہم یہ بھی بتلا دینا چاہتے ہیں کہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے اخیر زمانۂ حیات میں جب آپ کے بعض متوسلین کو اہل بدعت کی اس افترا پردازی کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے عریضہ لکھ کر حضرت مرحوم سے اس کے متعلق دریافت کیا، حضرت نے جواب میں اپنی براءت اور جعلی فتوے کے لعنتی مضمون سے کامل بیزاری ظاہر فرمائی اور خاں صاحب کو اس کی اطلاع بھی ہوئی، لیکن کُفر فتوی پھر بھی جوں کا توں رہا۔ یہیں سے تکفیر کے ان علمبرداروں اور ان کی ذرّیت کی نیت بے نقاب ہو جاتی ہے۔

چنانچہ ۱۳۲۳ھ میں حضرت مولانا سیّد مرتضیٰ حسن صاحب مدظلہٗ نے جب مولوی احمد رضا خاں صاحب کے خاص الخاص عقیدت کیش میاں جی عبد الرحمن بھر پروی کے ایک رسالہ میں اس جعلی فتوے کا ذکر دیکھا تو اسی وقت حضرت کی خدمت میں گنگوہ عریضہ لکھا کہ حضرت کی طرف اس مضمون کے فتوے کی نسبت کی جارہی ہے، اسکی کیا حقیقت ہے؟ تو جواب آیا کہ:-

"لہذا یہ سراسر افترا اور محض بہتان ہے۔ بھلا میں ایسا کیسے لکھ سکتا ہوں؟"

حضرت مرحوم کے اس جواب کا ذکر حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب مدظلہ کے متعدد رسائل "السحاب المدرار"، "تزکیۃ الخواطر" وغیرہ میں آچکا ہے اور یہ تمام رسالے خاں صاحب کی حیات میں اُنکے پاس پہونچ بھی چکے ہیں۔

نیز جب پہلے پہل اس بہتان کا چرچا بریلی میں ہوا تو یہاں سے بھی حضرت کے بعض متوسلین نے گنگوہ عریضہ لکھ کر حقیقتِ حال دریافت کی۔ اس کے جواب میں بھی حضرت مرحوم نے اپنی بیزاری ظاہر فرمائی اور حضرت مرحوم کی وہ جوابی تحریر بعینہٖ خاں صاحب کو دکھلائی بھی گئی مگر پتھر کے اس دل پر کوئی اثر نہ ہوا اور خدا کا خوف غلطی کے اقرار پر اس کو آمادہ نہ کر سکا۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ [1]

یہی وہ حالات اور واقعات ہیں جن کی وجہ سے ہم یہ سمجھنے اور کہنے پر مجبور ہیں کہ خاں صاحب کے فتوے کفر کی بنیاد پہلے دن سے کسی غلط فہمی یا علمی لغزش پر نہ تھی بلکہ درحقیقت اس کی تہ میں صرف حسد و جاہ پرستی اور نفس پروری کا جذبہ کارفرما تھا۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۔

---

[1] پھر تمھارے دل سخت ہو گئے، پس وہ پتھروں کی طرح ہیں یا ان سے بھی زیادہ سخت اور بے شک پتھروں میں سے تو ایسے بھی ہیں جن سے نہریں پھوٹ رہی ہیں، اور ان میں سے ایسے بھی ہیں جو شق ہو جاتے ہیں پھر ان سے پانی نکلتا ہے اور بعضے ان میں وہ ہیں جو خدا کے خوف سے نیچے آگرتے ہیں۔



حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

پر

تنقیص شان سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ناپاک بہتان

مولوی احمد رضا خاں صاحب حسام الحرمین ص ۱۵ پر لکھتے ہیں:

وھؤلاء اتباع شیطان الآفاق ابلیس اللعین وھم ایضاً اذناب ذلک المکذب الکنکوھی فانہ قد صرح فی کتابہ البراھین القاطعہ وماھی واللہ الا القاطعۃ لما امر اللہ بہ ان یوصل بان شیخھم ابلیس اوسع علما من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھذا نصہ الشنیع بلفظہ الفظیع (ص ۴۷) شیطان وملک الموت کو الخ ای ان ھذہ السعۃ فی العلم ثبتت للشیطن وملک الموت بالنص	اور یہ شیطان آفاق ابلیس لعین کے پیرو ہیں اور یہ بھی اسی تکذیب خدا کرنے والے گنگوہی کے دم چھلے ہیں کہ اس نے اپنی کتاب "براہین قاطعہ" میں تصریح کی (اور خدا کی قسم وہ قطع نہیں کرتی مگران چیزوں کو جن کے جوڑنے کا اللہ عزوجل نے حکم فرمایا ہے) کہ ان کے پیر ابلیس کا علم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے اور یہ اس کا بُرا قول خود اس کے بد الفاظ میں ص ۴۷ پر ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص

وای نص قطعی فی سعة علم رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم حتی ترد به النصوص جمیعا ویثبت شرک وکتب قبله ان هذا الشرک لیس فیه حبة خردل من ایمان ۔

کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے اور اس سے پہلے لکھا کہ شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے ۔

پھر مؤلف براہین کو کچھ " صلواتیں " سنا کر چند سطروں کے بعد لکھتے ہیں :

وقد قال فی نسیم الریاض کما تقدم من قال فلان اعلم منه صلی الله علیه وسلم فقد عابه ونقصه فهو ساب والحکم فیه حکم الساب من غیر فرق لا نستثنی منه صورة وهذا کله اجماع من لدن الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم ثم اقول انظروا الیٰ آثار ختم الله کیف یصیر البصیر اعمیٰ، وکیف یختار علی الهدی العمیٰ، یومن بعلم الارض المحیط لابلیس واذا جاء ذکر محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم قال هذا اشرک وانما الشرک اثبات الشریک

اور بے شک نسیم الریاض میں فرمایا (جیسا کہ اس کا نص اصل کتاب میں گذر چکا ہے) کہ جو کسی کا علم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ بتائے اس نے بے شک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب لگایا اور حضور کی شان گھٹائی تو وہ گالی دینے والا ہے اور اس کا حکم وہی ہے جو گالی دینے والا ہے، اصلاً فرق نہیں، اس میں سے ہم کسی صورت کا استثنا نہیں کرتے، اور ان تمام احکام پر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ سے اب تک برابر اجماع چلا آیا ہے، پھر میں کہتا ہوں کہ اللہ کی مہر کر دینے کا اثر دیکھو، کیونکر انکھیارا اندھا ہو جاتا ہے اور راہِ حق چھوڑ کر چوپٹ ہونا پسند کرتا ہے۔ ابلیس کے لئے تو زمین کے علم محیط پر ایمان لاتا ہے اور جب

لله تعالیٰ فالشئ اذا کان اثباته
لاحد من المخلوقین شرکًا
کان شرکًا قطعًا لکل الخلائق
اذ لا یصح ان یکون احد شریکًا
لله تعالیٰ فانظروا کیف ذا من بان
ابلیس شریک له سبحانه وانما
الشرکة منتفیة عن محمد صلی
الله تعالیٰ علیه وسلم ثم انظروا
الیٰ غشاوة غضب الله تعالیٰ
علی بصره یطالب فی علم محمد
صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بالنص
ولا یرضیٰ به حتی یکون قطعیًا
فاذا جاء علی سلب علمه صلی
الله تعالیٰ علیه وسلم تمسك
فی هذا البیان نفسه علی
صفحه ۴۶ لستة اسطر قبل
هذا الکفر المهین بحدیث
باطل لا اصل له فی الدین
وینسبه کذبا الیٰ من لم یروه
بل رده بالرد المبین حیث
یقول روی الشیخ عبد الحق
قدس سره عن النبی صلی
الله تعالیٰ علیه وسلم انه قال

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آیا تو
کہتا ہے یہ شرک ہے، حالانکہ شرک تو اسی کا
نام ہے کہ اللہ عزوجل کے لئے کوئی شریک
ٹھہرایا جائے تو جس چیز کا مخلوق میں سے کسی
ایک کے لئے ثابت کرنا شرک ہو، وہ تو تمام
جہان میں جس کے لئے ثابت کی جائے یقیناً
شرک ہوگا کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں ہو
سکتا۔ تو دیکھو ابلیس لعین کے اللہ عزوجل
کے ساتھ شریک ہونے کا کیسا ایمان رکھتا
ہے، شرکت تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے منتفی ہے پھر غضب الٰہی کا گھٹا
ٹوپ اس کی آنکھوں پر دیکھو۔ علم محمد صلی
اللہ علیہ وسلم میں تو نص مانگتا ہے اور نص
پر بھی راضی نہیں جب تک قطعی نہ ہو اور
جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی نفی
پر آیا تو خود اسی بحث میں صفحہ ۴۶ پر اس
ذلت دینے والے کفر سے چھ سطر پہلے ایک
باطل روایت کی سند پکڑی ہے جس کی دین
میں بالکل اصل نہیں اور انکی طرف اسکی نسبت
کررہا ہے جنھوں نے اُسے روایت نہ کیا
بلکہ اس کا صاف رد کیا کہ کہتا ہے شیخ عبدالحق روایت
کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم
نہیں حالانکہ شیخ نے "مدارج النبوۃ" میں

لا اعلم ما وراء هذا الجدار اھ
مع ان الشیخ قدس اللہ تعالیٰ
سرّہ انّما قال فی مدارج النبوۃ
ھکذا یشکل ھٰھنا بان جاء فی
بعض الرّوایات انّہٗ قال رسول
اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم انما
انا عبد لا اعلم وراء ھذا الجدار
وجوابہ ان ھذا القول لا اصل لہ
ولم تصح بہ الروایۃ اھ فانظروا
کیف یحتج بلا تقربوا الصّلٰوۃ
ویترک "وَ اَنْتُمْ سُکَارٰی"

یوں فرمایا ہے
کہ یہاں یہ اشکال پیش کیا جاتا ہے کہ
بعض روایات میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے یوں فرمایا ——
—— "میں تو ایک بندہ ہوں،
اس دیوار کے پیچھے کا حال مجھے معلوم نہیں"
اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قول بے اصل ہے
اس کی روایت صحیح نہیں ہوتی۔ دیکھو کیسے
لا تقربوا الصّلٰوۃ سے دلیل لیا اور "انتم
سکارٰی" کو چھوڑ گیا۔

(حسام، ص۱۸)

اِس موقع پر شوقِ تکفیر پورا کرنے کے لئے مولوی احمد رضا خاں صاحب نے دین و دیانت پر جو ظلم کیا ہے اس کی فریاد بس واحدِ قہار سے ہے۔ اس کی باز پرس انشاء اللہ روزِ جزا ہو گی۔ لیکن دُنیا میں اربابِ انصاف بھی فیصلہ فرمائیں کہ اس مُدّعیٔ مجدّدیت کے بیان اور اس کے فتوے میں کتنی صداقت ہے؟

اس عبارت میں خاں صاحب نے مصنّفِ براہینِ قاطعہ پر مندرجہ ذیل چار اعتراض کیے ہیں:

۱۔ (معاذ اللہ) رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کو شیطانِ رجیم کے علم سے گھٹایا۔

۲۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے لئے زمین کے علمِ محیط کے اثبات کو شرک بتلایا اور شیطانِ لعین کے لئے اس کو ثابت مانا حالانکہ کسی ایک مخلوق کے لئے جس چیز کا ثابت کرنا شرک ہے دُوسری مخلوقات کے لئے بھی اس کا ثابت

کرنا یقیناً شرک ہے تو گویا مصنفِ براہین نے (معاذ اللہ) شیطان کو خدا کا شریک مان لیا۔

۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پر نص قطعی کا مطالبہ کیا، اور جب حضور اقدس کے علم کی نفی کی، تو ایک باطل الروایۃ حدیث سے استناد کیا۔

۴۔ پھر اس حدیث کی روایت کو از راہِ دروغ بیانی اس شخص کی طرف منسوب کیا جس نے روایت نہیں کی بلکہ نقل کر کے ردِّ بلیغ کیا۔

یہ ہے خاں صاحب کی اس ساری عبارت کا خلاصہ اور مصنفِ براہینِ قاطعہ کے خلاف ان کی فردِ قرار دادِ جرم ——— ہم تحریرِ جواب سے پہلے چند تمہیدی مقدمات عرض کرتے ہیں۔

پہلا مقدمہ | علم کی دو قسمیں ہیں: ذاتی اور عطائی۔ ذاتی وہ ہے جو از خود ہو، کسی کا دیا ہوا نہ ہو۔ اور عطائی وہ ہے جو کسی کا دیا ہوا ہو اور بتلایا ہوا ہو۔ پہلی قسم (علمِ ذاتی) اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ مخلوقات میں سے جس کو بھی کوئی علم ہے وہ سب اسی کا دیا ہوا اور بتلایا ہوا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی ولی یا نبی یا فرشتے کے لئے بھی علمِ ذاتی ثابت کرے گا تو سب کے نزدیک مشرک ہوگا، چونکہ یہ تمام اُمت کا مشہور اجماعی مسئلہ ہے لہٰذا ہم اس کے ثبوت میں صرف خاں صاحب بریلوی ہی کی تصریحات پیش کر دینا کافی سمجھتے ہیں۔

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

موصوف "خالص الاعتقاد" صفحہ ۲۸ پر رقمطراز ہیں:

"علم یقیناً ان صفات میں ہے کہ غیرِ خدا کو بہ عطائے خدا مل سکتا ہے تو ذاتی وعطائی کی طرف اس کا انقسام یقینی، یوں ہی محیط وغیر محیط کی تقسیم بدیہی، ان میں اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہونے کے قابل صرف ہر تقسیم کی قسمِ اول ہے یعنی علمِ ذاتی وعلمِ محیط حقیقی۔"

نیز اسی "خالص الاعتقاد" کے صفحہ ۳۲ پر فرماتے ہیں:

"بلاشبہ غیرِ خدا کے لئے ایک ذرّہ کا علم ذاتی نہیں، اس قدر خود ضروریاتِ دین سے ہے اور مُنکِر کافر"

اور "الدولۃ المکیۃ" کی نظر اوّل صفحہ ۶ پر ہے:

فالاول (العلم الذاتی) مختص بالمولیٰ سبحانہ وتعالیٰ لا یمکن لغیرہ ومن اثبت شیئاً منہ ولو ادنیٰ من ادنیٰ من ذرۃ لاحدٍ من العالمین فقد کفر واشرک وباد وھلک۔

علمِ ذاتی اللہ عزّ وجل سے خاص ہے اس کے غیر کے لئے محال ہے جو اس میں سے کوئی چیز اگرچہ ایک ذرّہ سے کمتر سے کمتر غیرِ خدا کے لئے ملنے وہ یقیناً کافر و مشرک ہو گیا اور ہلاک و برباد ہوا۔

دُوسرا مُقدّمہ کائنات کے ہر ذرّہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کے علوم غیر متناہی ہیں اور چونکہ کسی مخلوق کا علم معلومات غیر متناہیہ کو محیط نہیں ہو سکتا لہٰذا کہا جا سکتا ہے کہ کسی مخلوق کو ایک ذرّہ کا بھی حقیقی معنی میں علم محیط نہیں ہو سکتا۔

اس کے ثبوت میں بھی ہم خان صاحب بریلوی ہی کی تصریحات پر قناعت کریں گے موصوف "الدولۃ المکیۃ" صفحہ ۹ نو پر لکھتے ہیں:

بل لہ سبحانہ وتعالیٰ فی کل ذرۃ علوم لا تتناھیٰ لان لکل ذرۃ مع کل ذرۃ کانت او تکون او یمکن ان تکون نسبۃ بالقرب والبعد والجھۃ مختلفۃ فی الازمنۃ باختلاف الامکنۃ من اوّل یوم الیٰ مالا اٰخر لہ والکل معلوم لہ سبحانہ وتعالیٰ بالفعل فعلمہ عزجلا لہ غیر

(حاشیہ: [illegible])

بلکہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کے لئے ہر ذرّہ میں علوم غیر متناہیہ ہیں۔ اس لئے کہ ہر ذرّہ کو دوسرے اس ذرّہ کے ساتھ جو موجود ہو چکا یا آئندہ موجود ہو گا یا جس کا وجود ممکن ہے، قرب اور بُعد اور جہت کے اعتبار سے کوئی نسبت ہے جو مختلف ہوتی رہتی ہے۔ زمانوں میں ساتھ مختلف ہونے ان امکنہ کے جو واقع ہوں اور جن کا امکان ہے دنیا کے پہلے دن سے

متناہٍ فی غیر متناہٍ فی غیر متناہٍ .... و معلوم ان علم المخلوق لا یحیط فی آن واحدٍ غیر متناھی کما بالفعل تفصیلا تاما حیث یمتاز فیہ کل فردٍ عن صاحبہ امتیازاً کلیاً

ابد الآباد تک اور سب اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو بالفعل معلوم ہے۔ پس اللہ عزوجل کا علم غیر متناہی در غیر متناہی در غیر متناہی ہے ..... اور معلوم ہے کہ مخلوق کا علم ایک آن میں غیر متناہی بالفعل کا تفصیلی احاطہ نہیں کر سکتا۔ اس طرح کہ اس میں ہر فرد دوسرے سے کامل طور پہ ممتاز ہو۔

نیز اسی "الدولۃ المکیۃ" کے صفحہ ۲۱۲ پر ہے:

انی بینت ان لہ سبحانہ فی کل ذرۃ ذرۃ علوم لاتتناھی فکیف ینکشف شیٔ لخلق کما نکشافہ للخالق عزّ وجلّ"

یہ تحقیق میں بیان کر چکا ہوں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ہر ہر ذرہ میں غیر متناہی علوم ہیں پس کوئی چیز کسی مخلوق کے لئے اس طرح کیسے منکشف ہو سکتی ہے جیسے کہ اس کا انکشاف خداوند تعالیٰ کے لئے ہے"

تیسرا مقدمہ عقیدہ قائم کرنے کے لئے دلیلِ قطعی کی ضرورت ہے اور نفی کے لئے صرف عدمِ دلیلِ ثبوت کافی ہے۔ اسی لئے قرآنِ عزیز میں جابجا مشرکین کے خیالاتِ باطلہ اور عقائدِ فاسدہ کی تردید میں فرمایا گیا ہے کہ یہ ان کے ذاتی خیالات اور شیطانی وساوس ہیں، خدا کی طرف سے اُن پر کوئی دلیل و بُرہان نہیں۔

نیز خود مولوی احمد رضا خاں صاحب نے بھی "انباء المصطفیٰ" میں عقائد کے اثبات کے لئے دلیلِ قطعی کی ضرورت کو تسلیم کیا ہے۔

چوتھا مقدمہ علوم دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جن کو دین سے تعلق ہے (جیسے تمام علوم دینیہ شرعیہ) اور دوسرے وہ جن کو دین سے تعلق نہیں (جیسے زید، عمرو، گنگا پرشاد، جمنا داس، سر ہیگ اور لارڈ ولنگڈن، مسٹر چرچل وغیرہ کے جزئی حالات کا علم، زمین کے کیڑے مکوڑوں اور سمندر کی مچھلیوں کی تعداد اور ان

کے خواص کا علم، ان کی عام نقل و حرکت، اکل و شرب اور بول و براز کا علم، ظاہر ہے کہ ان چیزوں کے علم کو دین سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ان علوم کو کمالِ انسانی میں کوئی دخل، اور نہ ان کے نہ ہونے سے انسان میں کوئی نقصان ۔

اگرچہ یہ مقدمہ بدیہی ہے اور ہر معمولی سی عقل رکھنے والا بھی اس کو تسلیم کرے گا، مگر اب چند روز سے مولوی احمد رضا خاں صاحب کی روحانی ذریت نے اس سے انکار شروع کر دیا ہے اور وہ نہایت بلند آہنگی کے ساتھ کہتے ہیں کہ دنیا میں کوئی علم ایسا نہیں جس کا دین سے تعلق نہ ہو اور جس کو کمالِ انسانی میں دخل نہ ہو۔ لہٰذا یہاں بھی ہم صرف خاں صاحب ہی کی ایک عبارت پیش کر دینا کافی سمجھتے ہیں۔ موصوف کے ملفوظات حصہ دوم صفحہ ۶۲ پر ہے "سیمیا ایک ناپاک علم ہے" خاں صاحب کے اس مختصر مگر پُرمعنی فقرے سے صرف اتنا ضرور معلوم ہو گیا کہ بعض علم ناپاک بھی ہیں اور ظاہر ہے کہ جو علم ناپاک ہو، وہ نہ دینی علم ہو سکتا ہے اور نہ کسی انسان کے لئے باعثِ کمال ۔

پانچواں مقدمہ شریعت میں جس علم کی مدح کی گئی ہے اور انسانوں کو جس کی ترغیب دی گئی ہے اور جو رضائے الٰہی کا باعث ہے، وہ صرف وُہ علم ہے جس کا تعلق دینیات سے ہو اور جس سے کمالِ انسانی وابستہ ہو، مثلاً قرآن عزیز میں ہے :

هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ — کیا علم والے اور بے علم سب برابر ہو سکتے ہیں۔ (ہرگز نہیں)

اور دوسری جگہ ارشاد ہے :

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ — اللہ تعالیٰ تم میں سے اہلِ ایمان اور اہلِ علم کے درجے بلند کرے گا۔

ظاہر ہے کہ ان آیات میں عِلم سے نہ انگلش مُراد ہے نہ سنسکرت یا بھاشا، نہ سائنس نہ جغرافیہ، نہ جادوگری نہ شاعری، بلکہ صرف علمِ دین ہی مُراد ہے، اور وُہی خُدا کو محبوب ہے اور حدیث شریف میں ہے :

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى — طلب علم ہر مسلمان پر فرض ہے ۔

كُلِّ مُسْلِمٍ۔

اور ایک دوسری حدیث میں ہے :

إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَإِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَ مِنْهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ

بہ تحقیق انبیاء علیہم السلام نے دراھم و دنانیر کی میراث نہیں چھوڑی، ان کی میراث صرف علم ہے، جس نے اسکو لے لیا اسی نے بہت بڑا حصہ پایا۔

ان احادیثِ کریمہ میں بھی علم سے علمِ شریعت اور علمِ دین ہی مراد ہے۔ کون بدبخت کہہ سکتا ہے کہ دُنیاوی علوم کو حاصل کرنا بھی مسلمان کا مذہبی فرض ہے، اور کون محروم البصیرت خیال کر سکتا ہے کہ جادُوگری و شعبدہ بازی جیسے لغو علوم بھی میراثِ نبوّت ہیں۔ بہر حال یہ چیز بالکل بدیہی ہے کہ شریعت میں جس علم کی ترغیب دی گئی ہے اور جس کو کمالِ انسانی میں دخل ہے وہ صرف علمِ دین ہے۔ بلکہ بیکار اور غیر متعلق باتوں کی کھود کرید سے تو شریعت نے منع فرمایا ہے۔ رسُولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں:

مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ (حدیثِ نبوی)

انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وُہ بیکار باتوں میں نہ پڑے۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب سے کسی نے تعزیہ داری اور اُمورِ متعلقہ تعزیہ داری کے متعلّق چند سوال کیئے تھے۔ منجملہ ان کے بارھواں سوال (شہداءِ کربلا رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق) یہ تھا کہ :

"بعد شہادت کس قدر سرِ مبارک دمشق کو روانہ ہوئے تھے اور کسقدر واپس آئے ؟"

اس کے جواب میں مولوی صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں :

"حدیث میں فرمایا کہ آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ بے کار باتیں چھوڑ دے"

خاں صاحب کا وُہ پُورا فتوای جس میں یہ سوال و جواب درج ہے، کئی جگہ متعدّد

بار چھپ کر شائع ہو چکا ہے اور اس کی اصل بہ مہر و دستخط بھی میرے پاس محفوظ ہے اور اگر ان کے یہاں نقل فتاویٰ کا پورا اہتمام ہوگا (جیسا کہ میں نے سُنا ہے) تو غالباً وہاں بھی اس کی نقل محفوظ ہوگی۔

فتوے پر تو کوئی تاریخ درج نہیں اور لفافہ پر ڈاک خانہ کی مُہر بھی کچھ زیادہ صاف نہیں تاہم بعد غور بسیار ظن غالب یہ ہے کہ اکتوبر ۱۹۲۰ء میں بریلی کے ڈاک خانہ سے وہ فتوا سے روانہ ہوا ہے۔ واللہ اعلم!

خاں صاحب کے اس فتوے سے بھی صاف معلوم ہو گیا کہ لبعض علوم ایسے بھی ہیں جو بیکار ہیں اور اُن کا حاصل نہ کرنا ہی بہتر ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ جس سوال کے جواب میں خاں صاحب نے یہ تحریر فرمایا ہے وہ سوال زید، عمرو، بکر، حیوانات و بہائم، دریا کی مچھلی، مینڈک یا حشرات الارض کے متعلق نہیں کیا گیا ہے بلکہ اہل بیت کرام و شہدائے عظام کے مقدس سروں کے متعلق سوال ہے اس کا جواب خاں صاحب یہ دیتے ہیں کہ اسلام کی خوبی یہ ہے کہ بیکار باتوں کو چھوڑ دے۔

چھٹا مقدمہ جو علوم انسان کے لئے باعث کمال نہیں اور جن کے حصول کے لئے انسان خدا کی طرف سے مامور نہیں (جیسے روزمرہ کے جزئی حوادث اور مخصوص افراد کے شخصی اور خانگی حالات) ان میں ایک مفضول کا دائرۂ علم افضل سے اور ایک مردود کا مقبول سے وسیع ہو سکتا ہے بلکہ غیر دینی اور غیر ضروری اُمور میں غیر نبی کا علم بھی کبھی نبی سے بڑھ سکتا ہے۔ لیکن علوم شرعیہ و اُمور ضروریہ اور اصول دینیہ میں ہمیشہ نبی ہی کا دائرۂ علم زیادہ وسیع ہوگا کیونکہ ان علوم کے فیضان میں وہ تمام اُمت کے لئے واسطۂ کبریٰ ہوتا ہے اور اسی کے ذریعہ سے یہ علوم افرادِ اُمت تک پہنچتے ہیں۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:

یجوز ان یکون غیر النبی	جائز ہے کہ غیر نبی، نبی سے بڑھ جائے
فوق النبی فی علوم لا تتوقف نبوته	ان علوم میں کہ جن پر نبی کی نبوت

علیہا ۔ (ج ۵، ص ۲۹۵) موقوف نہ ہو ۔

ساتواں مقدمہ

دین سے غیر متعلق اور غیر ضروری امور کے نہ جاننے کی وجہ سے حضرات انبیاء علیہم السلام اور دیگر مقبولینِ بارگاہِ احدیت کی شان میں کوئی کمی بھی نہیں آتی اور نہ ان کے کمالِ علمی کو اس سے کچھ صدمہ پہنچتا ہے۔ بلکہ ایسا سمجھنا انتہائی سفاہت اور منصبِ رسالت سے اعلیٰ درجہ کی جہالت ہے ۔

علامہ قاضی عیاض جن کو حضرتِ رسالت کے ساتھ قابلِ تقلید عشق ہے "شفا شریف" میں اس نکتہ پر تنبیہ فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں :

فاما تعلق منها بامر الدنيا فلا يشترط في حق الانبياء العصمة من عدم معرفة الانبياء ببعضها او اعتقادها على خلاف ما هي عليه ولا وصم عليهم فيه اذ هممهم متعلقة بالآخرة وانبائها وامر الشريعة وقوانينها وامور الدنيا تضادها بخلاف غيرهم من اهل الدنيا الذين يعلمون ظاهرًا من الحيوة الدنيا وهم عن الآخرة هم الغافلون ۔

(شفاء ۔ ص ۲۵۴)

بہر حال وہ علوم جن کا تعلق دُنیاوی باتوں سے ہو، سو ان میں سے بعض کے نہ جاننے سے اور ان کے متعلق خلافِ واقعہ اعتقاد قائم کر لینے سے انبیاء علیہم السلام کا معصوم ہونا ضروری نہیں (یعنی ہو سکتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو بعض دنیاوی باتوں کا علم نہ ہو) اور اس کے نہ جاننے کی وجہ سے ان پر کوئی دھبہ نہیں کیونکہ انکی توجہ آخرت اور اسکی خبروں اور شریعت اور اس کے قوانین کے ساتھ متعلق ہے اور دنیاوی باتیں اُن کے برعکس ہیں بخلاف اوساہل دنیا کے جو اسی دنیاوی زندگانی کو جانتے ہیں اور آخرت سے بالکل غافل ہیں

پھر اس مضمون کو متعدد احادیثِ شریفہ سے ثابت فرما کر صفحہ ۳۰۲ پر لکھتے ہیں :

فمثل هذا واشباهه من امور الدنيا التي لا مدخل فيها لعلم ديانة ولا اعتقادها

پس دنیاوی امور میں سے ایسی باتیں کہ جن کو نہ دین کے علم میں کوئی دخل ہے نہ اسکی تعلیم میں نہ اس کے اعتقاد میں (سو ایسی باتوں کے

ولا تعلیمها یجوز علیه فیها ما ذکرنا اذ لیس فی ھذا کلّه نقیصة ولا محطّة وانما ھی امور اعتیادیّة یعرفها من جرّبها وجعلها همّه وشغل نفسه بها والنبی مشحون القلب بمعرفة الربوبیة ملآن الجوانح بعلوم الشریعة ۔

انتھٰی بقدر الحاجة

شفا قاضی عیاض، ص ۳۰۲

بارے میں) جائز ہے یعنی علیہ السلام پر وہ جو ہم نے ذکر کیا (یعنی ان باتوں کا نہ جاننا) اس لئے کہ ایسی باتوں کے نہ جاننے کی وجہ سے نہ تو کچھ نقصان پیدا ہوتا ہے نہ درجہ اور مرتبہ میں کوئی کمی آتی ہے ، یہ امور تو عادت پر موقوف ہیں اُن کو وہ شخص خوب جانے گا جس نے ان کا تجربہ کیا ہو اور انھیں کو اپنا مقصد بنا لیا ہو اور جس نے اپنے نفس کو انھیں باتوں میں مشغول کر دیا ہو اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک تو معرفتِ الٰہیہ سے اور سینۂ فیض گنجینۂ علوم معرفت سے لبریز ہے

بہرحال جو اُمورِ دین سے غیر متعلق ہوں ، اگر ان میں سے بعض کا علم کسی غیر نبی کو ہو جائے ، اور نبی کو نہ ہو تو اس میں اس نبی (علیہ السلام) کی کوئی تنقیص نہیں کیونکہ ان اُمور سے حضرات انبیاء علیہم السلام کو کوئی خاص تعلق ہی نہیں ۔ اسی لئے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

انتم اعلم بامر دنیا کم ۔
(رواہ مسلم)

اپنی دنیا کی باتوں کے تم زیادہ جاننے والے ہو ،

صحیح مسلم کی یہ روایت ہمارے مدعا کے لئے نہایت واضح اور روشن دلیل ہے نیز آپ ارشاد فرماتے ہیں :

اذا کان شیئ من امر دُنیاکم فانتما علم بہٖ واذا کان شیئ من امر دینکم فالیَّ رواہ احمد ومسلم عن انس وابن ماجة

جب کوئی چیز تمہارے دُنیاوی اُمور سے ہو جب تو تم ہی اس کے زیادہ جاننے والے ہو اور اگر کوئی دینی معاملہ ہو تو میری طرف رجوع کرو ۔ روایت کیا اس کو امام احمد

عن انس و عائشہ معًا، و ابن خزیمۃ عن ابی قتادہ (کنز العمال ۔ ج ۶ ، ص ۱۱۶)

اور امام مسلم نے حضرت انس سے اور ابن ماجہ نے حضرت انس اور حضرت عائشہ دونوں سے ابن خزیمہ نے حضرت ابو قتادہ سے :

آٹھواں مقدمہ اگر بعض جزئی واقعات کا علم کسی ادنیٰ درجے کے شخص کو ہو اور اعلیٰ کو نہ ہو، یا کسی اُمتی کو ہو اور نبی کو نہ ہو تو صرف اس کی وجہ سے اس ادنیٰ کو اعلیٰ سے اور اس اُمتی کو نبی سے اعلم (زیادہ علم والا) نہیں کہا جا سکتا، مثلاً آج کل کی مادی ایجادات اور صنعتی اختراعات کے متعلق جو معلومات یورپ کے ایک مُلحد کو حاصل ہیں یقیناً وہ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کو حاصل نہ تھے۔ گراموفون بنانے کا علم جو اس کے غیر مسلم مُوجد کو تھا، وہ یقیناً حضرت غوث پاکؒ کو نہ تھا، لیکن کون احمق ہے جو اِن مادی اور دنیوی امور کی وجہ سے یورپ کے ان مُلحدین کو حضرت امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ اور شیخ عبد القادر جیلانیؒ سے اُعلم (زیادہ علم والا) کہنے کی جرأت کرے سینما اور تھیٹر کے متعلق جو معلُومات ایک فاسق و فاجر بلکہ ایک کافر و مشرک تماشہ بین کو ہیں وہ یقیناً ایک بڑے سے بڑے متقّی عالم کو نہیں۔ تو کیا کوئی تاریک دماغ ہر تماشہ بین کو اس عالم سے اعلم کہہ سکتا ہے اور اسی پر کیا موقوف، جرائم پیشہ لوگوں کو جو معلومات اپنے جرائم کے متعلق ہوتے ہیں حضرات علمائے دین کو ان کی ہوا بھی نہیں لگتی تو کیا سب چور، ڈاکو، گرہ کٹ، پاکٹ مار، شرابی، کبابی، ہر عالمِ دین کے مقابلہ میں اعلمیت کا دعوٰی کر سکتے ہیں۔

اور کیا یہ واقعہ نہیں کہ نجاست کھانے والے کپڑے کو نجاست و غلاظت کا ذائقہ معلوم ہوتا ہے اور ہر شریف انسان اس سے ناواقف ہے، تو کیا اب نجاست کا ہر کیڑہ بھی تمام انسانوں سے اعلم کہا جا سکتا ہے۔

بہر حال یہ مقدمہ بالکل بدیہی ہے کہ جو علوم دین سے غیر متعلق ہوں اور جن علموں کو کمالِ انسانی میں کوئی دخل نہ ہو، وہ اگر کسی شخص کو زیادہ مقدار میں حاصل ہو جائیں تو صرف اس کی وجہ سے اس کو زیادہ علم وال نہیں کہا جا سکتا۔ اُعلمُ (زیادہ علم والا)

جبھی کہا جائے گا جب کہ علومِ کمالیہ اور علومِ دینیہ میں دوسروں پر فوقیت رکھتا ہو۔

نواں مقدمہ | قرآن وحدیث میں اس کی نظیریں بکثرت ملتی ہیں کہ حضور کی حیاتِ طیبہ میں بہت سے واقعاتِ جزئیہ کی اطلاعات دوسرے لوگوں کو ہوگئی (اوجود اس کے کہ وہ واقعہ انھیں پر گزرا تھا یا ان سے اس کا کوئی خاص تعلق تھا) اور حضورؐ کو اس وقت اس کی اطلاع نہ ہوئی۔ اس کی چند مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں ؛

۱۔ غزوۂ تبوک میں عبداللہ بن اُبَیّ منافق نے کسی موقعہ پر یہ کہا ؛

لَا تُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔	جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہنے والے ہیں ان پر کچھ خرچ مت کرو۔

نیز اسی مجلس میں اُس نے یہ بھی کہا ؛

وَلَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَی الْمَدِیْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ۔	اگر ہم مدینہ پہنچے تو ہم میں سے جو زیادہ عزت والا ہوگا وہ ذلیلوں کو نکال دے گا (یعنی ہم مہاجرین کو مدینہ سے بھگا دیں گے)

اس کی یہ بکواس حضرت زید بن ارقم رضؓ نے سنی اور انھوں نے اپنے چچا سے اس کا ذکر کر دیا۔ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا۔ حضورؐ نے عبداللہ بن اُبَی اور اس کے ساتھیوں کو بلایا اور اس سے دریافت کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے ؟ اُن منافقین نے جھوٹی قسم کھائی کہ ہم نے نہیں کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی تصدیق کر دی اور زید بن ارقم کو جھوٹا قرار دے دیا۔ حضرت زید فرماتے ہیں کہ مجھے اس کا ایسا صدمہ ہوا کہ مدت العمر کبھی ایسا صدمہ نہ ہوا تھا، یہاں تک کہ میں نے باہر نکلنا چھوڑ دیا، تاآنکہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ منافقون کی ابتدائی آیتیں نازل فرمائیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی کہ درحقیقت اُن منافقین نے ناشائستہ کلمات کہے تھے۔ تو حضورؐ نے مجھ کو طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ مطمئن ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے بیان کی تصدیق نازل فرما دی۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر)

۲ - بعض منافقین کے متعلق سورۃ توبہ میں ارشاد ہے :

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُوْنَ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ	اور بعض ان لوگوں میں سے جو تمہارے اردگرد ہیں بدوی منافق ہیں اور بعض اہل مدینہ میں سے منافقت میں بہت مشتاق ہیں، آپ ان کو نہیں جانتے، ہم ان کو (خوب) جانتے ہیں ۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ عہد رسالت میں خود مدینہ طیبہ اور اس کے آس پڑوس کی بستیوں میں کچھ ایسے منافق تھے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محبوب آپ ان کو نہیں جانتے، اور ظاہر ہے کہ خود ان منافقین کو اپنے نفاق کا ضرور علم ہوگا ۔

(۳) وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۔ (سورۃ بقر)	اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جن کی بات اس دُنیاوی زندگی میں آپ کو اچھی معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنے دل کی بات پر خُدا کو شاہد بناتے ہیں اور فی الحقیقت وہ نہایت جھگڑالو ہیں ۔

تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر خازن وغیرہ میں ہے کہ یہ آیت اُخنس بن شریق ثقفی کے بارے میں نازل ہوئی ہے ۔ یہ شخص دیکھنے میں بہت اچھا اور نہایت شیریں زبان تھا ۔ حضورؐ کی خدمت میں آتا اور اپنے کو مسلمان ظاہر کرتا اور بہت زیادہ اظہارِ محبت کرتا تھا اور اس پر خدا کی قسمیں کھاتا تھا ۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم اُس کو اپنے پاس بٹھاتے تھے، اور درحقیقت وہ مُنافق تھا، اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ۔

فنزل فیہٖ و من الناس من یعجبك قولہٗ: ای یروقك وتستحسنہٗ و یعظم فی قلبك ۔ (خازن، جلد اوّل، صـ۱۶۱)	اور لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جن کی بات آپ کو بھلی معلوم ہوتی ہے اور آپ اس کو اچھا سمجھتے ہیں اور آپ کے دل میں اسکی عظمت ہوتی ہے ۔

اس آیت کریمہ اور اس کے شانِ نزول سے معلوم ہوا کہ اخنس بن شریق کے باطن

کا حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخفی تھا، اور ظاہر ہے کہ وہ بدبخت اپنے حال سے ضرور آگاہ تھا۔

۴۔ نیز منافقین ہی کی ایک جماعت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہے:۔

وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ۔ (سورۂ منافقون)	اور جب آپ ان کو دیکھیں تو ان کے قد و قامت آپ کو خوشنما معلوم ہوں، اور اگر وہ کچھ کہیں تو آپ اُنکی سُن لیں گے۔

تفسیر خازن اور تفسیر معالم التنزیل میں " وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ کی تفسیر میں ہے:

ای فتحسب انه صدق	یعنی آپ اسکو سچا سمجھیں (ج ۷، ص ۸۲)

ان تینوں آیتوں سے بطور قدر مشترک اتنا معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں مدینہ طیبہ ہی کے اندر کچھ ایسے سیاہ باطن منافق بھی تھے جن کے نفاق (یا مدارجِ نفاق) کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ تھا۔ ظاہر حال دیکھ کر آپ ان کو اچھا جانتے تھے۔ ان کی جھوٹی باتوں کو سچ سمجھتے تھے، اور وہ بدکردار اپنے حال سے خود یقیناً خبردار تھے (اگرچہ بعد میں بذریعہ وحی حضورؐ کو بھی مطلع فرما دیا گیا ہو)

اس کے بعد ہم اس سلسلہ میں صرف ایک آیت اور پیش کرتے ہیں۔ ارشادِ خداوندی ہے:

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ۔ (سورۂ یٰسین)	اور ہم نے اپنے رسول کو شعر نہیں سکھایا اور نہ وہ ان کے لئے مناسب ہے۔

اس آیت کریمہ سے نہایت صاف طور پر معلوم ہوا کہ آپ کو علمِ شعر نہیں عطا فرمایا گیا حالانکہ یہ علم کافروں تک کو حاصل ہوتا ہے۔

بہر حال قرآن اس حقیقت پر شاہد ہے کہ بعض غیر ضروری اور امورِ رسالت سے غیر متعلق علوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں عطا فرمائے گئے، اور دوسروں کو حتّٰی کہ

مشرکوں اور کافروں کو وہ حاصل تھے۔ لیکن اس کی وجہ سے ان دوسروں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ وسیع العلم کہہ دینا انتہائی بلادت اور اعلیٰ درجہ کی حماقت اور ضلالت ہے۔

اگر اس قسم کے واقعات احادیث میں تلاش کئے جائیں تو سیلکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں نکل آویں گے۔ یہاں نمونہ کے طور پر محض چند حدیثیں اجمالاً ذکر کی جاتی ہیں:

(۱) صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک سیاہ فام عورت مسجد میں جھاڑو لگایا کرتی تھی۔ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہ پایا تو حال دریافت فرمایا۔ عرض کیا گیا کہ اس کا انتقال ہو گیا حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

اَفَلَا كُنْتُمْ آذَنْتُمُوْنِي — پھر تم نے مجھ کو اطلاع کیوں نہیں کی۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا:

دُلُّوْنِي عَلٰى قَبْرِهَا فَدَلُّوْهُ فَصَلّٰى عَلَيْهِ۔ — یعنی مجھے اسکی قبر بتلاؤ، چنانچہ قبر بتلا دی گئی۔ پس آپ نے اس پر نماز پڑھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضورؐ کو اس عورت کے انتقال کی اطلاع نہ ہوئی اور صحابہؓ کو اطلاع تھی۔ نیز اس کی قبر کی اطلاع بھی صحابہؓ نے ہی حضورؐ کو دی۔

(۲) سنن نسائی میں حضرت یزید بن ثابت سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلے تو حضورؐ کی نظر ایک نئی قبر پر پڑی۔ فرمایا۔

مَا هٰذَا؟ — یہ کیا ہے؟ (یعنی یہ کس کی قبر ہے)

عرض کیا گیا کہ یہ فلاں شخص کی فلانی کنیز کی قبر ہے۔ دوپہر میں اس کا انتقال ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ قیلولہ فرما رہے تھے اور حضورؐ روزے سے بھی تھے اس لئے ہم نے جگانا بہتر نہ سمجھا۔ پس حضورؐ کھڑے ہوئے اور لوگوں نے پیچھے صف باندھی اور حضرتؐ نے نماز پڑھی، پھر ارشاد فرمایا:

لا یموت فیکم میت ما دمت بین ظهرانیکم الا آذنتمونی به فان صلوٰتی له رحمة (ج ۱ ص ۲۹۴)	جب تم میں سے کسی کا انتقال ہو جب تک میں تمہارے درمیان موجود ہوں، تو مجھ کو ضرور اسکی خبر دیا کرو کیونکہ میری نماز اس کے واسطے رحمت ہے۔

اس روایت سے بھی ہمارے مدعا پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے اور اس سے صرف ایک وقتی واقعہ ہی نہیں بلکہ آپ کی زندگی کی ایک عام مستمر حالت معلوم ہوتی ہے

(۳) صحیح بخاری اور سنن اربعہ میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ احد میں شہدائے احد میں سے دو دو کو ایک ایک قبر میں دفن فرماتے تھے اور قبر میں اتارتے وقت لوگوں سے دریافت فرماتے تھے۔

ایهما اکثر اخذا للقرآن فاذا اشیر الی احدهما قدمه فی اللحد۔	ان دونوں میں سے کون زیادہ قرآن حاصل کرنیوالا ہے پس جب ان میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کر دیا جاتا تو آپ اُس کو لحد میں پہلے اتارتے۔

(۴) صحیح مسلم اور سنن نسائی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبر سے کچھ آواز سنی، فرمایا:

متی مات هذا؟	یہ شخص کب مرا ہے؟
قالوا مات فی الجاهلیة	لوگوں نے عرض کیا، دور جاہلیت میں۔
فسرّ بذٰلك	تو آپ کو اس سے مسرت ہوئی۔

(۵) مسند احمد اور مسند بزار میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک غزوہ میں حضورؐ کی خدمت میں پنیر حاضر کیا گیا تو آپ نے دریافت فرمایا کہ:

این صُنعت هذه؟	یہ کہاں کا تیار شدہ ہے؟
فقالوا بفارس! الخ	لوگوں نے عرض کیا کہ پارس کا بنا ہوا ہے۔

(۶) ابو داؤد و جامع ترمذی میں ابیض بن جمال سے مروی ہے کہ وہ رسول خدا صلی اللہ

علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ مقام مارب میں جو شورابہ ہے وہ مجھ کو عنایت فرمادیا جائے۔ چنانچہ حضورؐ نے درخواست منظور فرمائی۔ اور وہ ان کو دے دیا گیا۔ جب وہ واپس چلدیئے تو حاضرینِ مجلس میں سے ایک صحابی نے حضورؐ سے عرض کیا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے اُن کو کیا دے دیا؟

اتدری ما قطعت له یارسول الله انما قطعت له الماء العد فانتزعه منه۔ الخ ترمذی ج ۱ ص ۱۶۶

آپ نے تو ان کو بنا بنایا پانی (جو بلا کد و کاوش کے نمک بن سکتا ہے) دے دیا۔ تو حضورؐ نے ان سے وہ واپس لے لیا۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضورؐ کو پہلے اس سرزمین کی مخصوص حیثیت معلوم نہیں تھی اور اسی لاعلمی کی وجہ سے وہ ابیض بن حمّال کو عطا فرمادی گئی تھی۔ لیکن جب بعد میں اُن صحابی کے عرض کرنے سے اس کی حیثیت معلوم ہوئی (کہ اس سے عام پبلک کے منافع وابستہ ہیں) تو حضورؐ نے اس کو واپس لے لیا۔

(۷) صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم (ایک دفعہ قضائے حاجت کے لئے) بیت الخلا تشریف لے گئے تو میں نے حضورؐ کے لئے پانی بھر کر رکھدیا۔ جب آپ باہر تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ

ما وضع هذا فأخبر فقال اللهم فقهه في الدين وعلمه التاويل۔

یہ کس نے رکھا ہے؟ تو حضورؐ کو اطلاع دی گئی کہ میں نے رکھا ہے تو حضورؐ نے میرے تفقہ فی الدین اور علمِ تاویل قرآن کی دعا فرمائی۔

اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ اس موقع پر حضورؐ کو پانی رکھنے والے کی اطلاع دوسروں نے دی۔

(۸) سُنن ابی داؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں بخار میں مُبتلا تھا اور مسجد میں پڑا ہوا تھا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے پس آپ نے فرمایا؛

من احسّ الفتی الدوسی ثلث مرات فقال رجل یارسول اللہ ھوذایوعك فی جانب المسجد فاقبل یمشی حتی وصل الیّ فوضع یدہ علیّ الخ	کسی نے دوسی جوان (ابو ہریرہ) کو دیکھا ہے؟ یہ آپ نے تین دفعہ فرمایا، تو ایک شخص نے عرض کیا۔ حضرت وہ یہ ہیں! بخار میں مبتلا ہیں، مسجد کے کونہ میں ہیں۔ پس آپ میری طرف کو چلے اور میرے پاس پہونچ کر اپنا دستِ مبارک مجھ پر رکھ دیا۔

اس روایت سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ کے مسجد میں ہونے کی اطلاع حضورؐ کو نہ تھی۔ دوسرے شخص کے مطلع کرنے سے حضورؐ کو خبر ہوئی۔

(۹) مصنف ابن ابی شیبہ میں عبدالرحمٰن ابن الازہر سے مروی ہے کہ:

رایت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم عام الفتح وانا غلام شاب لیسئل عن منزل خالد بن ولید۔	میں نے فتح مکّہ کے سال (جبکہ میں جوان لڑکا تھا) رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ خالد ابن ولید کے گھر کا پتہ پوچھتے تھے۔

(۱۰) صحیح بخاری صحیح مسلم سُنن نسائی اور سُنن ابی داؤد میں حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے خالد بن ولید نے بیان کیا کہ میں ایک بار اپنی خالہ حضرت میمونہؓ[۵] کے پاس حاضر ہوا، تو میں نے ان کے پاس بُھنی ہوئی "گوہ" دیکھی جس کو ان کی بہن "حفیدہ" نجد سے لائی تھیں۔ وہ گوہ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دی گئی اور حضورؐ کی عادتِ شریفہ تھی کہ جب تک کھانے کی کیفیت نہ بیان کر دی جاتی اور اس کا نام نہ بتلایا جاتا۔ آپ اسکی طرف بہت کم ہاتھ بڑھاتے تھے۔

وکان قلما یقدم یدیہ لطعام حتی یحدث عنہ ولیسمّی لہ فاھوی بیدہ الی الضّب فقالت امرأۃ	پس آپ نے اپنا دستِ مبارک گوہ کی طرف بڑھایا تو ایک عورت نے کہا کہ حضورؐ کو بتلا دو کہ حضورؐ کے سامنے کیا رکھا گیا ہے۔

---

[۵] حضرت میمونہ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ اور خالد بن ولید اور عبداللہ بن عباسؓ کی حقیقی خالہ ہیں۔ ۱۲ منہ۔

اخبرن رسول اللہ صلی اللہ	(چنانچہ ازواج مطہرات میں سے جو حاضر تھیں
علیہ وسلم بما قدمتن لہ قلن	انھوں نے عرض کیا کہ حضورؐ یہ گوہ ہے، تو آں
ھو الضب یا رسول اللہ فرفع یدہ الخ	حضرتؐ نے اپنا ہاتھ اُٹھا لیا۔ الخ

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جب وہ گوہ حضورؐ کے سامنے رکھی گئی تو آپ کو معلوم نہ تھا کہ یہ گوہ ہے حتیٰ کہ آپ نے کھانے کے لئے ہاتھ بھی بڑھایا اور بعد میں جب ، دوسروں کے بتلانے سے اس کا علم ہوا تو آپ نے ہاتھ کھینچ لیا۔

(۱۱) طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت بلالؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ میرے پاس معمولی درجہ کی کھجوریں تھیں۔ میں نے ان کھجوروں کو دے کر ان کے بدلے میں ان سے آدھی عمدہ کھجوریں لے لیں اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر کیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا، ان سے اچھی کھجوریں آج تک ہم نے نہیں دیکھیں۔ تم یہ کہاں سے لائے ہو (حضرت بلالؓ کہتے ہیں)

من این ھٰذا لک یا بلال ؟	میں نے وہ تبادلے کا واقعہ بیان کردیا تو
فحدثتہ بما صنعت فقال	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی جاؤ اور ان
انطلق فردّ علی صاحبہ الخ	کو واپس کرکے آؤ (کیونکہ یہ ربٰو ہوگیا)

(۱۲) مصنف عبدالرزاق میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض ازواج کے پاس تشریف لے گئے تو آپ نے وہاں بہت عمدہ کھجوریں دیکھیں، دریافت فرمایا یہ کھجوریں تمہارے پاس کہاں سے آئیں انھوں نے عرض کیا:

من این لکم ھٰذا ؟ قلن ابدلنا	ہم نے دو صاع اپنی معمولی کھجوریں دے کر
صاعین بصاع فقال (صلی اللہ	یہ ایک صاع اچھی کھجوریں لے لی ہیں حضورؐ نے
علیہ وسلم) لا صاعین بصاع	فرمایا، ایک صاع کے بدلے میں دو صاع، اور ایک
ولا درھمین بدرھم الخ	درہم کے بدلے میں دو درہم جائز نہیں ۔

ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوا کہ حضورؐ کو اس ناجائز تبادلہ کی اطلاع دوسرں

کے عرض کرنے سے ہوئی۔

(۱۳) روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنّف میں اور امام احمد نے مُسند میں اور ابونعیم نے کتاب المعرفت میں حضرت عبداللہ بن سلام سے، اور عبدالرزاق نے ابوامامہ سے اور ابن جریر نے ابن ساعدہ سے کہ :

جب اہلِ قبا کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی"

ما هٰذا الطهور الذی قد خصصتم به فی هٰذه الاٰیة وفی بعض الروایات فما طهورکم وفی بعضها ان الله قد اثنیٰ علیکم فی الطهور خیر الخ

تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ قبا کو بلا کر دریافت فرمایا کہ تمھاری وہ کیا خاص طہارت ہے جسکی تعریف خداوند تعالیٰ اپنی مقدّس کتاب میں فرماتا ہے ؟ انھوں نے عرض کیا کہ ہم استنجا میں ڈھیلے کے ساتھ پانی کا بھی استعمال کرتے ہیں۔

(۱۴) صحیح مُسلم، جامع ترمذی، سُنن ابی داؤد اور سُنن نسائی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے کہ ایک غلام آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے ہجرت پر حضورؐ سے بیعت کی اور حضرت کو یہ علم نہ تھا۔

ولم یشعر انه عبدٌ فجاء سیدہ یریدہ فقال له صلّی الله علیه وسلم بعنیه فاشتراہ بعبدین اسودین ثم لم یبایع احدًا بعدہ حتی لیسئل اعبدٌ هو؟

کہ وہ غلام ہے۔ بعد میں اس کے لینے کے ارادہ سے اس کا آقا آیا تو حضورؐ نے اس سے فرمایا کہ تم اس غلام کو ہمارے ہاتھ بیچ ڈالو۔ چنانچہ آپ نے دو حبشی غلام دے کر اس کو خرید لیا اور اسکے بعد آپ کسی کو بیعت نہیں کرتے تھے جب تک کہ یہ دریافت نہ فرمالیں کہ وہ غلام تو نہیں ہے

(۱۵) صحیح بخاری اور جامع ترمذی اور سُنن ابی داؤد میں حضرت زید بن ثابتؓ سے مروی ہے کہ مدینہ میں سریانی زبان کے جاننے والے صرف یہودی تھے۔ اگر کہیں سے سُریانی میں کوئی خط آتا تو وہی پڑھتے اور کسی کو سُریانی میں کچھ لکھوانا ہوتا تو وہ انھیں سے لکھواتا۔ جب حضورؐ کو اس کی ضرورت محسوس ہوئی تو آپ نے مجھکو سُریانی

سیکھنے کا حکم دیا اور فرمایا، خدا کی قسم، میں اپنی خط و کتابت میں یہودیوں کی طرف سے مطمئن نہیں (واللہ ما آمن یہود علی کتابی) پس نصف مہینہ پورا نہیں ہوا تھا کہ میں نے سریانی سیکھ لی اور مجھے اس میں خاصی مہارت ہو گئی۔ پھر میں ہی آں حضرتؐ کی طرف سے یہودیوں کو خط لکھتا تھا، اور میں ہی اُن کے خطوط پڑھتا تھا۔"

اس روایت میں یہودیوں کی طرف سے جس خطرے کا ذکر ہے وہ جبھی ہی ممکن ہے کہ حضورؐ کو اس سریانی زبان کا علم نہ ہو جس کا علم اس زمانہ کے یہودیوں کو تھا۔ اگرچہ اس مدعا کے لئے حضورؐ کا اُمّی ہونا بھی کافی ہے جس کی شہادت قرآن مجید میں دی گئی ہے مگر میں نے یہ روایت اس لئے نقل کر دی کہ یہ اُس اُمّیت کی ایک عملی تفسیر ہے جس کے بعد کسی تاویل کی گنجائش نہیں رہتی، کیونکہ تاویل صرف اقوال و الفاظ میں چل سکتی ہے نہ کہ واقعات و حالات میں۔

یہاں تک پانچ آیتوں اور پندرہ حدیثوں سے صرف یہ ثابت کیا گیا ہے کہ عہدِ رسالت میں بہت سے جزئی واقعات پیش آتے تھے اور حضورؐ کو ان کی اطلاع نہیں ہوتی تھی اور دوسرے لوگوں کو ہو جاتی تھی۔ لیکن صرف ان جزئی معلومات کی وجہ سے (جن کو امورِ دین و دیانت اور فرائضِ نبوّت و رسالت سے کوئی خاص تعلق بھی نہیں) نہ ان دوسرے لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ علم داں کہا جا سکتا ہے اور نہ ان علوم کے عدمِ حصول سے حضورؐ کے کمالِ علمی میں کوئی کمی آتی ہے۔

علامہ سیّد محمود آلوسی مفتیٔ بغداد علیہ الرحمۃ اپنی بے نظیر تفسیر "روح المعانی" میں ارقام فرماتے ہیں:

ولا اعتقد فوات کمال بعدم العلم بحوادث دنیویۃ جزئیۃ کعدم العلم بما یصنع زیدٌ مثلاً فی	اور میں دُنیوی اور جزئی حوادث کے علم نہ ہونے کی وجہ سے کمال کے فوت ہو جانے کا قائل نہیں جیسے کہ زید کے روزمرّہ کے

بیتہ و ما یجری علیہ فی یومہ وغدہ۔ (روح المعانی ج ۸، ص ۲۵) خانگی حالات کا علم دوسرے ایسے علموں کے نہ ہونے سے کمال نہیں جاتا)۔

دسواں مقدمہ اگر زید کو ایک ہزار باتوں کا علم ہو اور عمرو کو لاکھوں کروڑوں باتوں کا لیکن زید کے ان ایک ہزار معلومات میں سے دس بیس ایسے ہوں جو عمرو کو حاصل نہ ہوں تو ان دس بیس علوم کی وجہ سے (جو زید کو حاصل ہیں اور عمرو کو حاصل نہیں) زید کو علی الاطلاق "اعلم من عمرو" (عمرو سے زیادہ علم داں) نہیں کہا جا سکتا (دراں حالانکہ عمرو کو لاکھوں اور کروڑوں وہ علوم عالیہ حاصل ہیں جن کی زید کو ہوا بھی نہیں لگی) البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ زید کو فلاں فلاں معلومات ہیں اور عمرو کو نہیں، مثلاً حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو شریعت کے لاکھوں اور کروڑوں علم حاصل تھے اور ابن رُشد کو بھی علوم شرعیہ میں خاصی دستگاہ تھی، لیکن حضرت امام ابو حنیفہ رحؒ کے عشر عشیر بھی نہیں تھی مگر فلسفۂ یونان کے متعلق جو معلومات ابن رشد کو حاصل تھے، وہ یقیناً حضرت امام ابو حنیفہؒ کو حاصل نہ تھے کیونکہ ان کے زمانے میں فلسفۂ یونان عربی میں منتقل ہی نہیں ہوا تھا لیکن اس کی وجہ سے ابن رُشد کو حضرت امام ابو حنیفہؒ سے اعلم نہیں کہا جا سکتا۔

علیٰ ہٰذا حضرت امام شافعیؒ اور امام احمدؒ، امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کو کتاب و سنت کے لاکھوں علوم حاصل تھے مگر تاریخ و سیر میں جو معلومات ابن خلدون اور ابن خلکان کے تھے وہ تمام بحیثیت مجموعی ان حضرات کو یقیناً حاصل نہ تھے کیونکہ ابن خلکان اور ابن خلدون کے علم میں تو بہت سے وہ تاریخی واقعات بھی تھے جو ان حضرات ائمہ کی وفات کے بعد وقوع میں آئے۔ لیکن اس کی وجہ سے ابن خلکان اور ابن خلدون کو یا آج کل کے کسی مورخ کو ان ائمہ دین سے اعلم نہیں کہا جا سکتا۔ علیٰ ہٰذا ایک موٹر ڈرائیور کو ڈرائیوری کے متعلق اور ایک موچی کو جفت دوزی کے متعلق جو معلومات حاصل ہوتے ہیں وہ یقیناً خود مولوی احمد رضا خانصاحب کو حاصل نہ تھے، لیکن میرے نزدیک کوئی اعلیٰ درجہ کا احمق بھی اس کی وجہ سے ہر موٹر ڈرائیور اور موچی کو خاں صاحب موصوف

سے زیادہ وسیع العلم کہنے کی جرأت نہ کرے گا۔

بہرحال جب کسی ایک شخص کو دوسرے کے اعتبار سے علی الاطلاق اعلم (زیادہ علم والا) کہا جائے گا۔ تو مجموعہ علوم کے اعتبار سے اور بالخصوص علومِ دینیہ شرعیہ ہی کے اعتبار سے کہا جائے گا ـــــــ اور اگر کوئی شخص زید کے لئے کسی خاص علم کی وسعت تسلیم کرے اور عمرو کے لئے تسلیم نہ کرے تو اس سے ہرگز لازم نہیں آتا کہ اس نے زید کو عمرو سے اعلم مان لیا۔ بالخصوص جب کہ وہ علم علوم عالیہ کمالیہ میں سے بھی نہ ہو۔ اور پھر خصوصًا جب کہ شخص مذکور عمرو کے لئے اعلیٰ درجہ کے لاکھوں اور کروڑوں علوم ایسے مان رہا ہو جن کی زید کو بلکہ دنیا کے کسی انسان کو ہوا بھی نہ لگی ہو ـــــــ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

یہاں تک دس مقدمے ہوئے۔ ہم اس سلسلہ کو یہیں ختم کرتے ہیں اور اصل مبحث کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ افسوس ہے کہ اس بحث میں بھی جواب دینے سے پہلے ہم کو مولوی احمد رضا خاں صاحب کی دیانت کا مرثیہ پڑھنا پڑتا ہے اگر جناب موصوف عباراتِ "براہینِ قاطعہ" کے نقل کرنے اور ان کا مطلب بیان کرنے میں خیانت سے کام نہ لیتے تو آج اس کے جواب میں ہم کو اس قدر طوالت اختیار کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔

"براہینِ قاطعہ" میں نہ تو مطلق علم کی وسعت میں کلام تھا، نہ علومِ عالیہ کمالیہ کی بحث تھی، بلکہ صرف علمِ روئے زمین کی وسعت میں گفتگو تھی۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے ہم مشرب مولوی عبدالسمیع صاحب نے "انوارِ ساطعہ" میں شیطان و ملک الموت کے لئے اسی وسعتِ علمی کو دلائل سے ثابت کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر قیاس کیا اور اسی قیاس کی بناء پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علمِ زمین کی وسعت ثابت کی تھی، اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مصنف "براہینِ قاطعہ" نے اسی قیاس کو رد کیا ـــــــ ("براہینِ قاطعہ"، "انوارِ ساطعہ" ہی کا جواب ہے)۔

بہرحال "براہینِ قاطعہ" کی ساری بحث صرف علمِ زمین کی وسعت میں تھی، جس کو دین و دیانت اور فرائضِ نبوت و رسالت سے کوئی خاص تعلق نہیں (اور ایسے

علوم کے متعلق بذیل مقدمہ ۶ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح ہم تفسیر کبیر سے نقل کر چکے ہیں۔ کہ ان میں غیر نبی سے بڑھ سکتا ہے"۔[۱]

لیکن مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اپنی مجددانہ تلبیس سے لکھ مارا کہ:

انہ قد صرح فی کتابہ البراھین القاطعۃ ..... بان شیخھم ابلیس اوسع علما من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	اُس نے اپنی کتاب "براہین قاطعہ" میں تصریح کی کہ ان کے پیر ابلیس کا علم نبی صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔

غور فرمایا جائے، کہاں صرف علم زمین کی وسعت اور کجا مطلق علم کی وسعت۔

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا

ہم ناظرین کی سہولت کے لئے ایک مثال بھی پیش کرتے ہیں اور اسی سے انشاء اللہ عبارتِ براہین کی پوری توضیح بھی ہو جائے گی۔

فرض کیجئے کہ مصنف انوارِ ساطعہ کی ذہنیت رکھنے والا مولوی احمد رضا خاں صاحب کا کوئی دوسرا بھائی مثلاً زید کہتا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو "شعر" کا علم حاصل تھا اور دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ بہت سے فاسقوں اور کافروں کو یہ فن آتا ہے۔ امرأ القیس بدترین کافر تھا اور ساتھ ہی اعلیٰ درجہ کا شاعر بھی۔ فردوسی فاسد العقیدہ شیعی تھا اور فارسی کا بہترین شاعر بھی۔ پس جب کہ فاسقوں اور کافروں تک کو یہ فن حاصل ہے تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جو افضل المرسلین سید الاولین والآخرین ہیں ضرور حاصل ہوگا۔ اس کے جواب میں مولانا خلیل احمد صاحب کا کوئی اہم مسلک مسلمان لکھے کہ:

"امرأ القیس اور فردوسی کا حال تاریخ کی متواتر شہادتوں سے معلوم ہوا۔ اب اس پر کسی افضل کو قیاس کر کے اس میں بھی مثل یا زائد اس مفضول سے

---

[۱] نیز مقدمہ ۸ کے ذیل میں نہایت واضح دلائل سے ہم یہ بھی ثابت کر چکے ہیں کہ اگر ایسے علوم میں کسی کا دائرۂ علم زیادہ وسیع ہو تو اس کو دوسروں کے اعتبار سے علی الاطلاق اعلم نہیں کہا جا سکتا۔ جب کسی کو دوسرے کے اعتبار سے "اعلم" کہا جائے گا تو علوم کمالیہ اور مجموعۂ علوم ہی کے اعتبار سے کہا جائے گا جیسا کہ آخری مقدمہ میں ثابت کیا جا چکا ہے۔

ثابت کرنا کسی عاقل ذی علم کا کام نہیں۔ اوّل تو عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہوجائیں، بلکہ قطعی ہیں قطعیاتِ نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبرِ واحد بھی یہاں مفید نہیں لہٰذا اس کا اثبات جب قابلِ التفات ہو کہ قطعیات سے اس کو ثابت کرے اور خلاف تمام امت کے ایک قیاس فاسد سے عقیدہ خلق کا اگر فاسد کیا چاہے تو کب قابلِ التفات ہوگا۔

قرآن پاک میں ہے:

وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ (سورہ یٰس)

یعنی ہم نے ان کو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو) شعر کا علم نہیں دیا، اور وہ ان کے لئے مناسب بھی نہیں۔

اور کتبِ حدیث میں مروی ہے کہ حضور نے مدت العمر کبھی ایک شعر بھی نہیں کہا، اور فقہ حنفی کی مشہور کتاب "فتاویٰ قاضی خاں" میں ہے:

قال بعض العلماء من قال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال شعرًا فقد کفر۔

جو شخص کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شعر بھی کہا ہے، وہ کافر ہے۔

تیسرے اگر افضلیت ہی اسکی موجب ہے تو تمام نیک مسلمان امراءِ القیس اور فردوسی سے اچھے شاعر ہونے چاہئیں۔۔۔ علیٰ ہٰذا القیاس غور کرنا چاہیے کہ امراءِ القیس اور فردوسی کا حال دیکھ کر علم شعر کا فخرِ عالم کو خلافِ نصوصِ قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسد سے ثابت کرنا بدینی نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔

امراءُ القیس اور فردوسی کو علم شعر کی وسعت تاریخ کی متواتر شہادتوں سے ثابت ہوئی، فخرِ عالم کی وسعتِ علمِ شعر کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک خلافِ شریعت عقیدہ ثابت کرتا ہے۔"[۱۵]

اس پر مولوی احمد رضا خاں صاحب کا کوئی روحانی فرزند فتویٰ دے کہ:۔
"اس شخص نے اپنی عبارت میں تصریح کی ہے کہ امراء القیس اور فردوسی کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے . . . . . اور بیشک نسیم الریاض میں فرمایا کہ جو کسی کا علم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ بتائے اس نے بیشک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عیب لگایا اور حضورؐ کی شان گھٹائی تو وہ (حضورؐ کو) گالی دینے والا ہے[1] (لہٰذا کافر و مرتد ہے)

ناظرین با انصاف غور فرمائیں کہ اس مفتی نے خیانت نہیں کی؟ کیا مذکورہ بالا عبارت میں مطلق علم، یا علوم عالیہ کمالیہ کی بحث تھی؟ اور کیا شخص مذکورہ نے امراء القیس اور فردوسی کے لئے مطلق علم کی یا علوم عالیہ کمالیہ کی وسعت تسلیم کی ہے؟ اور کیا اس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مطلق وسعت علمی سے انکار کیا ہے؟ یا علوم متعلقہ نبوت ورسالت وعلوم عالیہ وکمالیہ سے اس کو انکار ہے؟ ظاہر ہے کہ ان میں سے کچھ بھی نہیں بلکہ یہاں صرف علم شعر کی بحث ہے۔ اُسی کی وسعت کو امراء القیس جیسے کافر اور فردوسی وغیرہ کے لئے تسلیم کیا گیا ہے اور حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی نفی کی گئی ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ شخص مذکورہ نے امراء القیس جیسے کافر اور فردوسی جیسے فاسد العقیدہ کو حضور سے زیادہ وسیع العلم مان لیا ــــــــ یا تو ایسے عیار و مکار کا کام ہے جو اپنا اُلّو سیدھا کرنے کے لئے مسلمانوں میں تفریق ڈالنا چاہتا ہے یا ایسے جاہل اور احمق کا کام ہے جو "اعلم" اور "اوسع علماً" کے معنیٰ سے بھی ناآشنا ہے۔ ہم دسویں مقدمہ میں ثابت کر چکے ہیں کہ ایک کو دوسرے کے اعتبار سے اعلم (زیادہ وسیع العلم) علوم عالیہ کمالیہ اور مجموعۂ علوم ہی کے اعتبار سے کہا جاتا ہے ورنہ لازم آئے گا کہ ایک موچی اور ایک موٹر ڈرائیور بلکہ بلکہ نجاست

---

[1] منقولہ بالا عبارت بعینہٖ مولوی احمد رضا خاں صاحب کی ہے، ہم نے صرف تطبیقِ مثال کے لئے، ابلیس کے بجائے امراء القیس اور فردوسی کا نام لکھ دیا ہے۔ ۱۲ منہ

کے ایک ناپاک کپڑے کو بھی مولوی احمد رضا خاں صاحب کے مقابلہ میں اعلم کہنا صحیح ہو، اس کی تفصیل آٹھویں اور دسویں مقدمے کے ذیل میں گذر چکی ہے۔

اگرچہ ارباب فہم کے لئے اسی قدر کافی ہے مگر بدقسمتی سے سابقہ ایسی جماعت سے پڑا ہے جس میں جہل کی کثرت ہے اور پھر اللہ کی عنایت سے جو علماء ہیں وہ بھی جہلاء سے کمتر نہیں بلکہ بدتر ہیں۔ لہٰذا مزید تفصیل کے لئے ہم ایک مثال اور عرض کرتے ہیں۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے ایک اُلّو کی عجیب و غریب کہانی بیان فرمائی ہے:

خاں صاحب بریلوی کا کراماتی اُلّو

خاں صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

"تین صاحب جا رہے تھے۔ دُور سے ایک جنگل میں دیکھا کہ بہت سے آدمیوں کا مجمع ہے۔ ایک راجہ گدّی پر بیٹھا ہے۔ جواریؒ حاضر ہیں ایک فاحشہ ناچ رہی ہے۔ شمع روشن ہے۔ یہ صاحب تیراندازی کے بڑے مشتاق تھے۔ آپس میں کہنے لگے کہ اس مجلسِ فسق و فجور کو درہم برہم کرنا چاہیئے۔ کیا تدبیر کی جائے؟

ایک نے کہا کہ راجہ کو قتل کردو کہ سب کچھ اسی نے کیا ہے۔ دوسرے نے کہا، اس ناچنے والی عورت کو قتل کرو۔ تیسرے نے کہا کہ اسے بھی نہ قتل کرو کہ وہ خود نہیں آئی، راجہ کے حکم سے آئی ہے۔ اپنی غرض تو مجلس کا درہم برہم کرنا ہے۔ اس شمع کو گل کردو، یہ رائے پسند ہوئی۔ انھوں نے تاک کر شمع کی لَو پر تیر مارا۔ شمع گل ہوئی، اب نہ وہ راجہ رہا، نہ فاحشہ نہ مجمع۔ نہایت تعجب ہوا۔ بقیہ رات وہیں گزاری۔ جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ ایک اُلّو مرا پڑا ہے اور اسکی چونچ میں وہی تیر لگا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ سب

ؒ یعنی پیشہ ور لونڈیاں، ۱۲۔

کام اُسی اُلّو کی رُوح کر رہی تھی"۔ ؎۱

اب فرض کیجیے کہ خاں صاحب کا ایک مرید (علیم الدین) جو خاں صاحب کو محدث[۱]، مفسر[۲]، فقیہ[۳]، صوفی[۴]، حافظ[۵]، قاری[۶] سبھی کچھ سمجھتا ہے مگر کہتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کو مسمریزم نہیں آتا تھا، اور ایک دوسرا مرید (حفیظ الدین) کہتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کو مسمریزم آتا تھا اور دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے مذکورہ بالا ملفوظ شریف سے معلوم ہوا کہ ایک اُلّو مسمریزم کا اتنا ماہر تھا کہ اپنی ایک نگاہ میں اچھا خاصہ بھان متی کا تماشا دکھاتا تھا تو ہمارے اعلیٰ حضرت مجدد ملت جو خدا کے بڑے مقبول بندے تھے اور اس اُلّو سے یقیناً ہزاروں بلکہ لاکھوں درجہ افضل تھے تو بھلا ان کو کیوں نہیں آتا ہوگا۔ اس پر علیم الدین کہتا ہے کہ اُلّو کی مسمریزم دانی تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہٗ کے ملفوظ شریف سے معلوم ہوئی مگر اعلیٰ حضرت کی مسمریزم دانی کا کیا ثبوت ہے؟ اور اعلیٰ حضرت کو اُلّو پر قیاس کرنا ——— قیاس فاسد (بلکہ نہایت بیہودہ حرکت) ہے۔

تو کیا خاں صاحب کے کسی مُرید یا وارث کو حق پہونچتا ہے کہ اس غریب علیم الدین پر اعلیٰ حضرت کے علم کی تنقیص کا دعویٰ دائر کر دے اور یہ کہے کہ اس نے ایک اُلّو کو حضور پُر نور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد الملت صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ علیہ وسلم ——— سے زیادہ وسیع العلم مان لیا ——— میں تو سمجھتا ہوں کہ ایسا سمجھنے والا اور کہنے والا اُلّو ہے، اور اگر بیچارے علیم الدین کو رضاخانی برادری سے خارج کرنے کے لئے دانستہ طور پر ازراہ عیاری اس کے خلاف یہ پروپیگنڈہ کرتا ہے تو اعلیٰ درجہ کا فریبی اور پہلے سرے کا خائن ہے۔

بہرحال خاں صاحب کی پہلی خیانت تو یہ ہے کہ براہین قاطعہ میں ایک خاص علم کی وسعت یعنی علم روئے زمین کی وسعت میں کلام تھا۔ اُسی کو مولوی احمد رضا خاں صاحب

؎۱ جناب خاں صاحب نے یہ قصۂ مسمریزم کی حقیقت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے ملاحظہ ہو ملفوظات، حصہ چہارم مطبوعہ حسنی پریس بریلی ۱۲۰ منہ

؎۲ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے مریدین و متبعین یوں ہی کہتے ہیں۔

کے مشرب بھائی مولوی عبد السمیع صاحب نے شیطان اور ملک الموت کے لئے دلائل سے ثابت کر کے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بنا بر افضلیت قیاس سے ثابت کیا تھا اور مصنف براہین نے اسی قیاس کو رد کیا تھا، نیز عبارت میں ایسے الفاظ بھی موجود تھے جنہوں نے بحث کو صرف علم زمین کے ساتھ مخصوص کر دیا تھا۔ چنانچہ براہین قاطعہ کے صفحہ ۴۷ سے خاں صاحب نے جو فقرہ نقل کیا ہے، اس کے شروع میں یہ الفاظ موجود ہیں :۔

● "الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیطِ زمین کا فخرِ عالم کو خلاف نصوصِ قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسد سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔"

اس فقرے میں "علم محیط زمین" کا لفظ موجود ہے جس کے بعد کوئی شبہ ہی نہیں رہتا مگر خاں صاحب کی دیانت ملاحظہ ہو کہ آپ نے "حسام" میں اس فقرے کا آخری خط کشیدہ جُز یعنی صرف "خبر" تو نقل کر دی، لیکن پہلا جُز یعنی مُبتدا جس میں علم محیط زمین کی تصریح تھی صاف ہضم کر گئے، اور اس پر آپ کا لقب ہے مجددِ مائۃ حاضرہ، مویدِ ملتِ طاہرہ وغیرہ وغیرہ۔

پھر اسی جگہ اسی قسم کی ایک اور خیانت ملاحظہ ہو، خاں صاحب کی نقل کردہ عبارت براہین سے ٹھیک دو سطر کے بعد اُسی صفحہ پر یہ عبارت شروع ہوتی ہے :۔

"پس اعلیٰ علیین میں رُوحِ مبارک علیہ السلام کے تشریف رکھنے اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔"

اس عبارت میں بھی "اُن امور" کا لفظ صاف بتلا رہا ہے کہ بحث صرف علم روئے زمین کی ہے نہ مطلق علم کی۔ نہ علوم عالیہ کمالیہ کی جن پر فضلِ انسانی کا مدار ہے، لیکن خاں صاحب نے اس عبارت کو بھی صاف اُڑا دیا۔

بہرحال براہین قاطعہ میں یہ تمام تصریحات ہوتے ہوئے بھی (جن سے صاف

معلوم ہو جاتا ہے کہ یہاں بحث صرف علم روئے زمین کی ہے نہ مطلق علم کی، خاں صاحب نے بے دریغ لکھ مارا کہ:

"اس نے اپنی کتاب براہینِ قاطعہ میں تصریح کی کہ ان کے پیر ابلیس کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے۔"

یہاں تک خاں صاحب کی پہلی خیانت کا ذکر تھا اور اس کے ضمن میں موصوف کے پہلے اعتراض کا شافی جواب بھی ہو گیا جس کے بعد کسی مصنف بلکہ متعنت اور متعصب کو بھی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ فللّٰہ الحمد!

حاصل اس جواب کا یہ ہے کہ براہینِ قاطعہ میں ملک الموت اور شیطان کے لئے (ان دلائل کی بنا پر جو مولوی عبدالسمیع صاحب مصنف انوارِ ساطعہ نے پیش کئے ہیں) صرف علم زمین کی وسعت تسلیم کی گئی ہے اور اسی مخصوص وسعت کو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غیر ثابت بالنص کہا گیا ہے اس کو مطلق وسعتِ علمی کے انکار پر محمول کرنا اور یہ نتیجہ نکالنا کہ (معاذ اللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کو شیطان کے علم سے کم بتلا دیا صرف اسی جاہل اور احمق کا کام ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ عالی کو اسی عالمِ سفلی میں محدود سمجھتا ہو لیکن جس کے نزدیک آپ کے علم کی پرواز عرش و کرسی سے بھی بالاتر ہو وہ ایسی حماقت کا ارتکاب کیونکر کر سکتا ہے؟

اگر آج کوئی شخص کہے کہ تعمیرات کے فن میں فلاں یورپین انجنیئر کے معلومات حضرت امام ابو حنیفہؒ سے زیادہ وسیع ہیں تو کوئی احمق سے احمق بھی یہ نہیں کہے گا کہ اس شخص نے حضرت امام ابو حنیفہؒ کے علم کو اس کافر انجنیئر کے علم سے گھٹا دیا۔

اسی طرح اگر کوئی شخص کہے کہ فلاں شرابی کو شراب کے متعلق بہت کچھ معلومات ہیں اور فلاں غوث و قطب کو وہ معلومات حاصل نہیں تو اس سے ہرگز یہ نہیں سمجھا جا سکتا کہ اس شخص نے اس شرابی کو غوث و قطب سے زیادہ وسیع العلم مان لیا۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ گمراہ کرنے کے لئے شیطان کو جن وسائل کی ضرورت

تھی (بندوں کی آزمائش کے لئے)، حق تعالےٰ نے وہ سب اس کو عنایت فرمائے۔ قیامت تک کی عمر دی۔ وہ عجیب و غریب قدرت دی کہ انسان کی رگ و پے میں خون کی طرح دوڑ سکے بندگانِ خدا کو گمراہ کرنے کے لئے جس علم کی ضرورت تھی، وہ بھرپور دیا تاکہ وہ اپنی ابلیسانہ کوششیں ختم کرلے اور دنیا دیکھ لے کہ "عباد الرحمٰن" کے مقابلے میں اس کے سارے ہتھیار کس طرح بے کار ہوتے ہیں۔

اُس کو ضرورت ہے کہ بنی آدم کو گمراہ کرنے کے لئے ان کے امیال وعواطف وجذبات وخواہشات سے واقف ہو، اس کو معلوم ہونا چاہیئے کہ فلاں جگہ تنہائی میں ایک نوجوان عورت ہے اور فلاں آوارہ نوجوان کو اس تدبیر سے وہاں تک پہنچایا جاسکتا ہے۔ فلاں جگہ مجلسِ رقص ہے اور شوقین مزاج نوجوانوں کا فلاں جگہ مجمع ہے اور اس حیلہ سے ان کو اس مجلسِ فواحش میں بھیجا جاسکتا ہے۔ بہرکیف اس کو ان شیطانی امور کی تکمیل کے لئے اس عالمِ سفلی کے وسیع معلومات کی ضرورت ہے لیکن مقربانِ بارگاہِ خداوندی کو ان لغویات سے کیا غرض؟ ان کا کام تو ارشاد وہدایت ہے اور اس کے لئے جن پاکیزہ علوم کی ضرورت ہے وہ حق تعالےٰ نے ان کو بے نہایت عطا فرمائے۔

پس اگر اس عالمِ سفلی کے کچھ علوم شیطان کو حاصل ہوں اور حضرات انبیاء علیہم السلام کو حاصل نہ ہوں تو کون احمق اور شیطان کا کونسا اُمتی ہوگا۔ جو صرف علومِ سفلیہ کی وجہ سے شیطان کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی دوسرے نبی علیہ السلام سے زیادہ وسیع العلم کہہ دے درانحالیکہ علومِ الٰہیہ اور معارفِ ربانیہ سے ان کو وہ وافر حصہ ملا ہے جو کسی مقرب سے مقرب فرشتہ کو بھی نصیب نہیں۔

ہم مقدمات کے ذیل میں اس موضوع پر کافی سے زیادہ روشنی ڈال چکے ہیں اب یہاں صرف ایک چیز اور عرض کرتے ہیں اور اسی پر ان شاء اللہ اس بحث کا خاتمہ ہے۔ دشمنانِ صداقت سے تو ہمیں کوئی توقع نہیں، ہاں حق پسندوں کو اللہ تعالےٰ توفیق دے ان سے ضرور قبولِ حق کی اُمید ہے ملاحظہ ہو:

حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ کی صفائی میں

مولوی عبد السمیع و مولوی احمد رضا خاں صاحبان کی زبردست شہادت

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہِ کنعاں کا

ہمارے بیانِ سابق سے یہ تو معلوم ہو چکا ہے کہ مصنفِ براہینِ قاطعہ کا جرم صرف اس قدر ہے کہ اس نے ایک خاص علم یعنی علمِ زمین کی وسعت (بنا بران دلائل کہ جو آپ کے مولوی عبد السمیع صاحبؒ نے انوارِ ساطعہ میں پیش کئے ہیں) ملک الموت اور شیطان کے لئے تسلیم کی ہے اور اسی وسعتِ علمی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غیر ثابت بالنص کہا ہے لیکن ———— این گناہیست کہ در شہرِ شما نیز کنند۔

ذرا اسی بحث میں انوارِ ساطعہ کے یہ الفاظ ملاحظہ ہوں:

"اور تماشا یہ کہ اصحابِ محفلِ میلاد تو زمین کی تمام پاک ناپاک مجالس مذہبی و غیر مذہبی میں حاضر ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں دعویٰ کرتے۔ ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا اس سے بھی زیادہ تر مقامات پاک، ناپاک، کفر، و غیر کفر میں پایا جاتا ہے۔"

کہیے! اتنی صفائی کے ساتھ تو مولانا خلیل احمد صاحب نے بھی نہیں لکھا، انہوں نے تو صرف علمِ زمین کی اس مخصوص وسعت کو غیر منصوص تبلایا تھا۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے یہ مشربی بھائی مولوی عبد السمیع صاحب تو صاف فرماتے ہیں کہ ملک الموت اور شیطان کا حاضر ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہی نہیں بلکہ زیادہ تر مقامات میں پایا جاتا ہے۔ منقولہ بالا عبارت انوارِ ساطعہ کے اس پہلے ایڈیشن میں بھی ہے جو براہینِ قاطعہ سے پہلے شائع ہوا ہے، اور اس میں بھی

جو بعد میں مولوی عبدالسمیع صاحب کی نظرِ ثانی اور ترمیم کے بعد شائع ہوا ہے اور جس پر مولوی احمد رضا خاں صاحب کی تقریباً چار صفحہ تقریظ بھی ہے جس میں مولوی عبدالسمیع صاحب ایدہ انکی انوارِ ساطعہ کی تعریف میں خوب زمین آسمان کے قلابے ملائے گئے ہیں لہٰذا مولوی احمد رضا خاں صاحب کے اخلاف و متبعین

(۱) مولوی عبدالسمیع صاحب اس عبارت کی وجہ سے کافر ہوئے یا نہیں؟
(۲) اور خود خاں صاحب اس پر تقریظ لکھنے کی وجہ سے کہاں پہنچے؟

اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو دیدۂ بصیرت دے۔ آپ حضرات نے مصنف براہینِ قاطعہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت دیکھی؟ ان خاں صاحب نے جو الزام ان پر رکھا تھا، وہ خود ہی اس میں گرفتار ہو گئے۔

اس وقت ہم اس بحث کو یہیں ختم کرتے ہیں اور مناسب سمجھتے ہیں کہ خاتمۂ بحث میں رسالہ "التصدیقات لدفع التلبیسات" سے مصنفِ براہینِ قاطعہ (علیہ الرحمۃ) کا وہ کلام بھی نقل کردیں جو آں مرحوم نے خاں صاحب کے اسی شیطان والے بہتان کے جواب میں تحریر فرمایا ہے۔

جب مولوی احمد رضا خاں صاحب اپنی محنت اور کمائی کا نتیجہ (فتوائے کفر) لے کر حرمین شریفین پہنچے اور وہاں سے ان علمائے کرام سے جو حقیقتِ حال سے ناواقف تھے دھوکا دے کر تصدیق کرالی اور حرمین شریفین میں بھی علمائے دیوبند کے متعلق یہ چرچے ہوئے تو وہاں کے بعض اہلِ علم نے حضرات علمائے دیوبند و سہارنپور سے ان کے عقائد کے متعلق چھبیس ۲۶ سوالات کئے۔ ان سوالوں کا جواب حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مصنف براہینِ قاطعہ نے تحریر فرمایا۔ پھر یہ مجموعہ بغرضِ تصدیق و توثیق حرمین شریفین، شام، دمشق، حلب، مصر وغیرہ بلادِ اسلامیہ کے علمائے کرام کی خدمت میں بھیجا گیا اور ان علمائے کرام و مفتیانِ عظام نے اس کی تصدیق و تصویب فرمائی اور پھر وہ جواب مع ان تصدیقات کے چھپوا دیا گیا اور اسی زمانہ میں "التصدیقات لدفع التلبیسات" کے نام سے اس کا پہلا اڈیشن مع ترجمہ کے شائع ہو گیا۔ پھر اس کے بعد سے اس وقت تک اس کے بہت سے

اڈیشن نکل چکے ہیں۔

اس میں انیسواں سوال مولوی احمد رضا خاں صاحب کے اسی شیطان والے بہتان کے متعلق ہے۔ ذیل میں ہم وہ سوال وجواب بجنسہٖ نقل کرتے ہیں۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں گے کہ ہم نے جو کچھ اس بحث میں لکھا ہے وہ درحقیقت اسی اجمالی جواب کی تفصیل ہے جو خود مصنفِ براہین نے اپنی زندگی میں دیا ہے۔

السؤال التاسع عشر

اترون ان ابلیس اللعین اعلم من سیّد الکائنات علیه السلام واوسع علما منه مطلقا وهل کتبتم ذٰلك فی تصنیف ما وبم تحکمون علی من اعتقد ذٰلك۔

انیسواں ۱۹ سوال

کیا تمھاری یہ رائے ہے کہ ملعون شیطان کا علم سیدالکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے زیادہ اور مطلقاً وسیع تر ہے اور کیا یہ مضمون تم نے اپنی کسی تصنیف میں لکھا ہے جس کا یہ عقیدہ ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب

قد سبق منا تحریر هذه المسئلة ان النبی علیه السلام اعلم الخلق علی الاطلاق بالعلوم والحکم والاسرار وغیرها من ملکوت الآفاق ونتیقن ان من قال ان فلانا اعلم من النبی علیه السلام فقد کفر وقد افتٰی مشائخنا بتکفیر من قال ان ابلیس اللعین اعلم من النبی علیه السلام فکیف یمکن

جواب

اس مسئلہ کو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کا علم حِکَم و اسرار وغیرہ کے متعلق مطلقاً تمامی مخلوقات سے زیادہ ہے اور ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی کریم علیہ السلام سے اعلم ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کا فتوٰی دے چکے ہیں جو یوں کہے شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے پھر بھلا ہماری کسی تصنیف میں یہ مسئلہ کہاں پایا جا سکتا ہے۔ ہاں کسی جزئی حادثہ حقیرہ کا

ان توجد هذه المسألة فى تاليف
ما من كتبنا غير انّه غيبوبة لبعض
الحوادث الجزئية الحقيرة عن
النبي عليه السلام لعدم التفاته
اليه لا يورث نقصًا ما فى اعلميته
عليه السلام بعد ما ثبت انّه اعلم
الخلق بالعلوم الشريفة اللائقة
بمنصبه الاعلىٰ كما لا يورث
الاطلاع على اكثر تلك الحوادث
الحقيرة لشدة التفات ابليس
اليها شرفًا وكمالًا علميًا فيه
فانّه ليس عليها مدار الفضل
والكمال ومن ههنا لا يصح
ان يقال ان ابليس اعلم من
سيّدنا رسول الله صلّى الله عليه
وسلّم كما لا يصح ان يقال لصبى
علم بعض الجزئيات انه اعلم من
اعلم متبحر محقّق فى العلوم و
الفنون الذى غابت عنه تلك
الجزئيات ولقد تلونا عليك
قصّة الهدهد مع سليمان على
نبينا وعليه السلام وقوله انى
احطت بما لم تحط به ودواوين

حضرت کو اس سے معلوم نہ ہونا کہ آپ نے
اسکی جانب توجہ نہیں فرمائی، آپ کے اعلم ہونے
میں کسی قسم کا نقصان پیدا نہیں کر سکتا جب
کہ ثابت ہو چکا کہ آپ اُن شریف علوم میں جو
آپ کے منصب اعلیٰ کے مناسب ہیں ساری
مخلوق سے بڑھے ہوئے ہیں جیسا کہ شیطان
کو بہتیرے حقیر حادثوں کی شدتِ التفات
کے سبب اطلاع مل جانے سے اس مردود
میں کوئی شرافت اور علمی کمال حاصل نہیں ہو
سکتا کیونکہ ان پر فضل و کمال کا مدار نہیں ہے
اس سے معلوم ہوا کہ یوں کہنا کہ شیطان کا علم
سیّدنا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے علم
سے زیادہ ہے ہرگز صحیح نہیں جیسا کہ کسی ایسے
بچّہ کو جسے کسی جزئی کی اطلاع ہو گئی ہے یوں
کہنا صحیح نہیں کہ فلاں بچّہ کا علم اس متبحر و محقق
سے زیادہ ہے جس کو جملہ علوم و فنون معلوم
ہیں مگر یہ جزئی معلوم نہیں اور ہم ہُدہُد کا
سیّدنا سلیمان علیہ السلام کے ساتھ پیش
آنے والا قصّہ بتا چکے ہیں[عہ]، اور یہ آیت پڑھ
چکے ہیں کہ "مجھے وہ اطلاع ہے جو آپ کو
نہیں" اور کتب حدیث و تفسیر اس قسم کی
مثالوں سے لبریز ہیں، نیز حکماء کا اس پر
اتفاق ہے کہ افلاطون و جالینوس وغیرہ بڑے

عہ یعنی اس کا حاشیہ صفحہ ۔۔ پر ملاحظہ ہو

الحديث و دفاتر التفسير مشحونة بنظائرها المتكاثرة المشتهرة بين الاٰنام و قد اتفق الحكماء على ان افلاطون و جالينوس و امثالهما من اعلم الاطباء بكيفيات الادوية و احوالها مع علمهم ان دید ان النجاسة اعرف باحوال النجاسة و ذوقها و كيفياتها فلم تضر عدم معرفة افلاطون و جالينوس هذه الاحوال الردية فی اعلميتها و لم یرض احد من العقلاء و الحمقیٰ بان یقول ان الدید ان اعلم من افلاطون عہ باحوال النجاسة و مبتدعة دیارنا یثبتون للذات الشريفة النبوية عليه الف الف تحية و سلام جميع علوم الاسافل و الاراذل و الافاضل و الاكابر قائلين

طبیب ہیں جن کو دواؤں کی کیفیت و حالات کا بہت زیادہ علم ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ نجاست کے کیڑے نجاست کی حالتوں اور مزے اور کیفیت سے زیادہ واقف ہیں تو افلاطون و جالینوس کا ان ردّی حالات سے ناواقف ہونا ان کے اعلم ہونے کو مضر نہیں اور کوئی عقلمند بلکہ احمق بھی یہ کہنے پر راضی نہ ہوگا کہ کیڑوں کا علم افلاطون سے زیادہ ہے حالانکہ اُن کا نجاست کے احوال سے افلاطون کی بہ نسبت زیادہ واقف ہونا یقینی امر ہے اور ہمارے ملک کے مبتدعین سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تمام شریف و ادنیٰ و اعلیٰ و اسفل علوم ثابت کرتے اور یوں کہتے ہیں کہ جب آنحضرت ساری مخلوق سے افضل ہیں تو ضرور سب ہی کے علوم جزئی ہوں یا کلی آپ کو معلوم ہوں گے اور ہم نے بغیر کسی معتبر نص کے محض اس فاسد قیاس کی بنا پر اس علم کلی و جزئی کے ثبوت کا انکار کیا۔ ذرا غور تو فرمائیے ہر

عہ الہدہد اوسع علماً من افلاطون
گزشتہ صفحہ کا حاشیہ ملاحظہ کریں ←

عہ یہ واقعہ سورۂ نمل میں مذکور ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک بار حضرت سلیمانؑ نے ہُدہُد کو تلاش کیا تو نہیں پایا۔ تو بہت زیادہ ناراضگی کا اظہار فرمایا جب وہ دیر کے بعد حاضر ہوا تو اس سے بازپرس کی تو اُس نے کہا کہ میں ملک "سبا" سے ایک نہایت عظیم الشان خبر معلوم کر کے لایا ہوں جس کا آپ کو علم نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہُدہُد جیسے پرند کو ایک ایسی بات معلوم ہو سکتی ہے جو نبی وقت کے علم میں نہ ہو۔ ۱۲۰

عہ ہم نویں مقدمہ میں اس مضمون کی پانچ آیتیں مع اقوال مفسرین اور پندرہ حدیثیں پیش کر چکے ہیں۔ ۱۲۰

انه علیه السلام لما کان افضل
الخلق کافة فلا بد ان یحتوی علی
علومهم جمیعها کل جزئی جزئی و
انکرنا اثبات هذا الامر بهذا
القیاس الفاسد بغیر نص من
النصوص المعتدة بها الا تری ان
کل مومن افضل واشرف من
ابلیس فیلزم علی هذا القیاس
ان یکون کل شخص من احاد
الامة حاویا علی علوم ابلیس
و یلزم علی ذلک ان یکون سلیمان
علی نبینا وعلیه السلام عالما
بما علمه الهدهد وان یکون
افلاطون وجالینوس عارفین بجمیع
معارف الدیدان واللوازم باطلة
باسرها کما هو المشاهد وهذا
خلاصة ما قلناه فی البراهین
القاطعة لعروق الاغبیاء المارقین
القاصمة لاعناق الدجاجلة
المفترین فلم یکن بحثنا فیه
الا عن بعض الجزئیات المستحدثة
ومن اجل ذلک اتینا فیه بلفظ
الاشارة حتی تدل ان المقصود

مسلمان کو شیطان پر فضل و شرف حاصل ہے
پس اس قیاس کی بنا پر لازم آئے گا کہ ہر
امتی سبھی شیطان کے ہتھکنڈوں سے آگاہ
ہو اور لازم آئے گا کہ سلیمان علیہ السلام
کو خبر ہو اس واقعہ کی جسے ہُدہُد نے جانا اور
افلاطون و جالینوس واقف ہوں کیڑوں کی
تمام واقفیتوں سے اور سارے لازم باطل
ہیں چنانچہ مشاہدہ ہو رہا ہے۔ یہ ہمارے قول
کا خلاصہ ہے جو براہین قاطعہ میں بیان کیا ہے
جس نے کند ذہن بددینوں کی رگیں کاٹ
دیں اور دجال و مفتری گروہ کی گردنیں توڑ
دیں سو اس میں ہماری بحث صرف بعض
حوادث جزئی میں تھی اور اسی لئے اشارہ
کا لفظ ہم نے لکھا تھا تا کہ دلالت کرے
کہ نفی و اثبات سے مقصود صرف یہی جزئیات
ہیں لیکن مفسدین کلام میں تحریف کیا کرتے
ہیں اور شاہنشاہی محاسبہ سے نہیں
ڈرتے ہیں اور ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو
شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں کا علم نبی علیہ السلام
سے زیادہ ہے وہ کافر ہے چنانچہ
اس کی تصریح ایک نہیں ہمارے
بہتیرے علماء کر چکے ہیں اور جو شخص
ہمارے بیان کے خلاف ہم پر بہتان

بالنفی والاثبات هنالك تلك الجزئيات لا غير لكن المفسدين يحرفون الكلام ولا يخافون محاسبة الملك العلام وانا جازمون ان من قال ان فلانا اعلم من النبی علیه السلام فهو كافر كما صرح به غير واحد من علمائنا الكرام ومن افترى علينا بغير ما ذكرناه فعليه بالبرهان خائفا عن مناقشة الملك الديان والله على مانقول وكيل۔

باندھے اس کو لازم ہے کہ شاہنشاہِ روزِ جزا سے خائف بن کر دلیل بیان کرے اور اللہ ہمارے قول پر وکیل ہے۔

للہ انصاف! کیا خود مصنفِ براہین کے اس جواب کے بعد بھی اس بہتان کی کوئی گنجائش باقی رہتی ہے۔ لا واللہ الحساب یوم الحساب۔

براہینِ قاطعہ پر مولوی احمد رضا خاں صاحب کے دوسرے اعتراض کا جواب

مؤلف براہینِ قاطعہ حضرت مولینا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر خاں صاحب بریلوی کا دوسرا سنگین اعتراض یہ تھا کہ انھوں نے شیطان کے لئے علم محیط تسلیم کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اسی علم کے اثبات کو شرک کہا حالانکہ جس چیز کا کسی ایک مخلوق کے لئے ثابت کرنا شرک ہے، دوسری تمام مخلوقات کے لئے بھی اس کا اثبات شرک ہی ہوگا تو گویا مصنف "براہینِ قاطعہ" نے شیطان کو خدا کا شریک مان لیا (سبحان اللہ وبحمدہ) لیکن اگر ناظرین کرام غور فرمائیں گے تو معلوم ہوگا کہ خاں صاحب کا یہ اعتراض پہلے سے بھی زیادہ غلط اور بے بنیاد ہے اور اس کو حقیقت سے اتنا ہی بُعد ہے جتنا کہ خاں صاحب اور اُن کے فتوے کو دیانت وصداقت سے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ "براہینِ قاطعہ" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم

ذاتی کے اثبات کو شرک بتلایا گیا ہے اور (اُن دلائل کے بموجب جو خاں صاحب کے مشربی بھائی مولوی عبد السمیع صاحب نے "انوارِ ساطعہ" میں پیش کئے ہیں) شیطان کے لئے صرف علم عطائی تسلیم کیا گیا ہے، اور شرک علم ذاتی ثابت کرنے سے لازم آتا ہے جیسے کہ پہلے مقدمہ کے ذیل میں ہم خود خاں صاحب کی تصریحات سے ان کو ثابت کر چکے ہیں۔

براہینِ قاطعہ میں جابجا ایسی تصریحات موجود ہیں جن سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ شیطان کے لئے صرف علم عطائی تسلیم کیا گیا ہے اور شرک علم ذاتی کے اثبات کو کہا گیا ہے۔ (جس سے خاں صاحب کو بھی اختلاف نہیں ہے) مگر افسوس ہے ان کی اس مجددانہ دیانت پر کہ براہینِ قاطعہ کی ان تمام تصریحات سے چشم پوشی کرتے ہوئے صاحب براہین کے متعلق صاف لکھ ڈالا کہ :

"ابلیس کے لئے تو زمین کے علم محیط پر ایمان لایا ہے اور جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آیا تو کہتا ہے یہ شرک ہے۔ حالانکہ شرک تو اسی کا نام ہے کہ اللہ عز وجل کے لئے کوئی شریک ٹھہرایا جائے تو جس چیز کا مخلوق میں سے کسی ایک کے لئے ثابت کرنا شرک ہو وہ تو تمام جہان میں جس کے لئے ثابت کی جائے یقیناً شرک ہوگا"

ہم کو خاں صاحب کے اس کلیہ سے اتفاقِ کلی ہے کہ مخلوق میں سے کسی ایک کے لئے جس کا اثبات شرک ہے وہ تمام جہان میں سے جس کے لئے بھی ثابت کی جائے یقیناً شرک ہوگا (یہ نہیں ہو سکتا کہ مشرکین عرب اگر اپنے بتوں کے لئے تصرف ثابت کریں تو شرک ہو اور مشرکین ہند قبروں یا قبر والوں کے لئے وہی تصرف ثابت کریں تو شرک نہ ہو اور اسی طرح یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ جو امور عادتاً طاقتِ بشریہ سے خارج ہیں، مثلاً اولاد دینا، کاروبار میں نفع دینا، مارنا جلانا، وغیرہ وغیرہ، ان امور میں بتوں سے مدد مانگنا تو شرک ہو اور زندہ یا مردہ بزرگوں سے مدد مانگنا اور ان کو فاعل با اختیار سمجھنا شرک نہ ہو جیسا کہ قبر پرستوں کا خیال ہے۔)

بہرحال مولوی احمد رضا خاں صاحب کے اس کلیہ سے ہم کو بالکل اتفاق ہے

لیکن صاحب براہین پر اس کو چسپاں کرنا، خاں صاحب کی وہی مخصوص کارروائی ہے جس کو خیانت یا تحریف کہتے ہیں۔

علاوہ اس ذاتی اور عطائی ذق کے اس موقع پر خاں صاحب نے ایک کھلا افترا یہ کیا کہ صاحب براہین نے شیطان کے لئے "علم محیط" مان لیا، حالانکہ یہ وہ جھوٹ ہے جس میں سچائی کا شائبہ تک نہیں۔

مگر افسوس ہے کہ رضا خانی جماعت میں کوئی ایسا دیانتدار اور راستباز بھی نظر نہیں آتا جو اپنے مقتدا کی اس قابل نفرت حرکت کو اگر خیانت نہیں تو نادانستہ غلطی ہی تسلیم کرے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے برادر مشربی مولوی عبدالسمیع صاحب نے انوار ساطعہ میں شیطان کے علم کی وسعت ثابت کرتے ہوئے لکھا تھا کہ:

"در مختار کے مسائل نماز میں لکھا ہے کہ شیطان اولادِ آدم کے ساتھ دن کو رہتا ہے اور اس کا بیٹا آدمیوں کے ساتھ رات کو رہتا ہے۔ علامہ شامیؒ نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ شیطان تمام بنی آدم کے ساتھ رہتا ہے مگر جس کو اللہ نے بچالیا۔ بعد اس کے لکھا ہے۔ واقدرہ علی ذلک کما اقدر ملک الموت علی نظیر ذلک، یعنی اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس بات کی قدرت دے دی ہے جس طرح ملک الموت کو سب جگہ موجود ہونے پر قادر کر دیا ہے۔" (انتھی کلامہ انوار ساطعہ)

پس مولوی عبدالسمیع صاحب کی اس دلیل سے شیطان کے لئے جتنا علم ثابت ہوتا ہے اس کو بیشک مولانا خلیل احمد صاحب نے تسلیم کیا ہے، اگر اسی کو مولوی احمد رضا خاں صاحب روئے زمین کا علم محیط سمجھتے ہیں، تو یہ ان کی علمی قابلیت ہے جس کی داد اہل علم ہی دیں گے ورنہ کجا شیطان کا آدمیوں کے ساتھ رہنا اور کجا روئے زمین کا علم محیط جس کے لئے ذرّے ذرّے قطرے قطرے اور پتے پتے کا علم ضروری ہے۔

اور اگر خاں صاحب کی خاطر اسی کو علم محیط مان لیا جائے تو بھی شیطان کے علم محیط

پر پہلے ایمان لانے والے بلکہ دوسروں کو ایمان لانے کی دعوت دینے والے خاں صاحب کے برادر بزرگوار مولوی عبد السمیع صاحب مشہر میں کے اور اس کفر و شرک کے فتوے کے اولین مصداق وہی ہوں گے کیونکہ انھوں نے ہی شیطان کے لئے یہ وسعت علم دلائل سے ثابت کی ہے ، حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ تو صرف " سلّمنا " کہنے والے ہیں ۔ بہر حال خاں صاحب نے اس موقع پر ایک افتراء تو یہ کیا کہ بالکل خلافِ واقعہ مصنّفِ براہین کے متعلق لکھ دیا کہ " ابلیس کے لئے زمین کے علم محیط پر ایمان لایا " اور دوسری خیانت یہ کی کہ براہینِ قاطعہ میں شیطان کے لئے مولوی عبد السمیع صاحب کے پیش کردہ دلائل کے بموجب صرف عِلمِ عطائی تسلیم کیا گیا تھا ، اور حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے علم ذاتی ثابت کرنے کو شرک قرار دیا تھا جناب خاں صاحب نے یہ ذاتی اور عطائی کا زبردست فرق بالکل ہی نظر انداز کر دیا ۔ اب ہم ان دونوں باتوں کا ثبوت عرض کرتے ہیں کہ تسلیم علمِ عطائی کیا گیا ہے اور شرک علمِ ذاتی کو کہا گیا ہے ۔

امرِ اوّل کا ثبوت براہینِ قاطعہ کی اسی بحث بلکہ اسی قول میں صفحہ ۵۰ کی چودھویں سطر میں ہے :

" شیطان کو جس قدر وسعت علم دی " الخ

پھر اُسی کے چار سطر بعد ہے :

" اور شیطان و ملک الموت کو جو یہ وسعت علم دی " الخ

ان دونوں فقروں میں تصریح ہے کہ شیطان کے لئے علم کی جو وسعت تسلیم کی گئی ہے وہ خدا کی دی ہوئی ہے ۔

امرِ دوم کا ثبوت پہلے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ مصنّفِ براہینِ قاطعہ اس بحث میں اس قیاس کو رد فرما رہے ہیں کہ جب شیطان اور ملک الموت کو علم کی یہ وسعت حاصل ہے (جو انوارِ ساطعہ کے حوالہ سے مذکور ہو چکی) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی افضلیت کی وجہ سے اس سے زیادہ یعنی روئے زمین کا علم خود ہی پیدا کر لیں گے اور اسی خیال کو صاحب براہین نے شرک قرار دیا ہے ۔ اس مختصر تمہید کے بعد ملاحظہ ہو ۔

براہینِ قاطعہ میں جس جگہ یہ بحث ہے اس کی پہلی سطر یہ ہے :

"تمام اُمت کا یہ اعتقاد ہے کہ جناب فخرِ عالم علیہ السلام کو اور سب مخلوقات کو جس قدر علم حق تعالےٰ نے عنایت کر دیا اور بتلا دیا اس سے ایک ذرّہ زیادہ کا بھی علم ثابت کرنا شرک ہے۔ سب کُتب شرعیہ سے یہی مستفاد ہے۔"

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صاحب براہین کے نزدیک صرف اس علم کا ثابت کرنا شرک ہے جو علاوہ عطاء خداوندی کے کسی مخلوق کے لئے ثابت کیا جائے اور اسی کا نام علمِ ذاتی ہے۔ پھر اسی بحث میں کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں :

"عقیدہ اہلسنّت کا یہ ہے کہ کوئی صفت حق تعالےٰ کی بندے میں نہیں ہوتی اور جو کچھ اپنی صفات کا ظل کسی کو عطا فرماتے ہیں، اس سے زیادہ ہرگز کسی میں ہونا ممکن نہیں ...... پھر جس کو جس قدر علم عطا فرما دیا ہے اس سے زیادہ وہ ہرگز ذرّہ بھر بھی نہیں بڑھ سکتا۔ شیطان اور ملک الموت کو جس قدر وسعت دی (جس کو مولوی عبدالسمیع صاحب نے دلائل سے ثابت کیا ہے) اس سے زیادہ کی ان کی کچھ قدرت نہیں۔"

پھر فرماتے ہیں :

"علمِ مکاشفہ جس قدرت حضرت خضرؑ کو ملا، اس سے زیادہ پر وہ قادر نہ تھے اور حضرت موسیٰؑ کو باوجود افضلیت کے نہ ملا، تو وہ حضرتِ خضرؑ مفضول کی برابر بھی اس علمِ مکاشفہ کو پیدا نہ کر سکے۔"

یعنی یہ خیال غلط ہے کہ کوئی افضل اپنی افضلیت کی وجہ سے بغیر عطائے خداوندی کوئی صفتِ کمال مفضول سے زیادہ اپنے اندر پیدا کر سکے بلکہ جس کو جو کچھ علم وغیرہ ملے گا وہ اللہ تعالےٰ ہی سے ملے گا۔ اس مضمون کو مدلل کرنے کے بعد صاحب براہین بتحریر فرماتے ہیں :

"الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر (یعنی یہ دیکھ کر کہ اُن کو بعض مواقع زمین کا علم حاصل ہے جیساکہ مولوی عبدالسمیع صاحب کے دلائل سے معلوم ہوا) علمِ محیطِ زمین کا (علمِ ذاتی) فخرِ عالم کو خلافِ نصوصِ قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسد سے ثابت کرنا (یعنی اس اٹکل سے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شیطان و ملک الموت سے افضل ہیں تو آپ بوجہ اپنی اس افضلیت کے اپنے اندر خود ہی ساری زمین کا علم پیدا کرلیں گے) شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت (یعنی اللہ کے حکم سے بہت سے مواقع زمین کا علم ہونا) نص سے ثابت ہوئی (یعنی اُس نص سے جو مولوی عبدالسمیع صاحب نے پیش کی) فخرِ عالم کی وُسعتِ علم کی (یعنی علمِ ذاتی کی کیونکہ قیاس فاسد اور محض اٹکل سے تو وہی ثابت کیا جارہا ہے اور حضرت مولانا اُسی کی بحث فرما رہے ہیں جیساکہ اوپر کے مضمون سے معلوم ہوچکا اور آئندہ خود حضرت مرحوم کی تصریح سے معلوم ہوجائے گا) کون سی نصِ قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔"

اس آخری جملہ سے بھی صاف معلوم ہوگیا کہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مرحوم یہاں اسی وسعتِ علم کی بحث فرمارہے ہیں جس کا ثابت کرنا شرک ہے اور یہ سب سے پہلی سطر نے بتلا دیا تھا کہ شرک صرف اسی علم کا ثابت کرنا ہے جو عطاءِ خداوندی کے علاوہ ذاتی طور پر ثابت کیا جائے۔

الغرض زیر بحث عبارت سے پہلی عبارت اور اس سے متصل ہی اُس کے بعد کی عبارت صاف طور سے بتلارہی ہے کہ صاحب براہینِ اس موقع پر صرف وسعتِ علمِ ذاتی میں کلام فرمارہے ہیں اور اسی کو انھوں نے شرک قرار دیا ہے۔

یہاں تک تو سیاق و سباق کے قرائن سے ہم نے اپنا مدعا ثابت کیا ہے

اور اگرچہ یہ قرائن بھی تصریحات سے کچھ کم نہیں لیکن اس کے بعد ہم مصنف براہین کی صاف وصریح عبارت پیش کرتے ہیں جس میں انھوں نے نہایت صفائی کے ساتھ اس کو واضح کر دیا ہے کہ میری یہ بحث صرف علمِ ذاتی میں ہے نہ کہ عطائی میں، ملاحظہ ہو اسی بحث اور اسی قول میں خاں صاحب کی نقل کردہ عبارت سے چند ہی جملوں کے بعد یہ عبارت ہے:

"اور یہ بحث اس میں ہے کہ علمِ ذاتی آپ کو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسا جہلا کا یہ عقیدہ ہے۔ اگر یہ یہ جانے کہ حق تعالیٰ اطلاع دے کر حاضر کر دیتا ہے تو شرک تو نہیں ہے مگر بدوں ثبوتِ شرعی کے اس پر عقیدہ درست بھی نہیں۔"

غور فرمایا جائے، مصنفِ براہین نے کتنی وضاحت کے ساتھ اس کو بیان کر دیا کہ شرک کا حکم صرف اس صورت میں ہے جب کوئی شخص حضور کے لئے علمِ ذاتی ثابت کرے[1]۔ اور ہم پہلے مقدمہ کے ذیل میں "الدولۃ المکیۃ" اور "خالص الاعتقاد" کے حوالہ سے خود خاں صاحب کی تصریح نقل کر چکے ہیں کہ اگر کوئی شخص اللہ کے سوا کسی کے لئے بھی ایک ذرہ سے کمتر سے کمتر کا علمِ ذاتی ثابت کرے تو وہ مشرک ہے۔

---

[1] مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اپنے رسالہ "الموت الاحمر" میں براہین قاطعہ کی اس عبارت پر بڑا و پیچ و تاب کھایا ہے اور بہت زیادہ زور اس پر دیا ہے کہ مولوی عبدالسمیع صاحب نے انوارِ ساطعہ میں کہیں علمِ ذاتی ثابت نہیں کیا۔ پس ان کے جواب میں علمِ ذاتی کا ابطال کسی طرح امرِ معقول نہیں۔ نیز دوسرے رضاخانی صاحبان بھی اس بحث میں ان ہی کی پیروی میں یہی کہا کرتے ہیں۔ سردست اس کے متعلق ہم صرف اتنا عرض کریں گے کہ یہ بات تو صاحبِ براہین کی تصریحات سے ثابت ہے کہ شرک کا حکم صرف علمِ ذاتی کے اثبات پر ہے۔ اب یہ کہنا کہ جانبِ مخالف جب اس کا مثبت نہیں تو اس کا ابطال اور شرک کا حکم لگانا کیسا؟ ایک الگ علمی بحث ہے جس کا مبحثِ تکفیر سے کوئی تعلق نہیں۔ ہاں اگر تکفیر کی غلطی تسلیم کر لینے کے بعد ہم سے یہ سوال کیا جائے تو ان شاء اللہ اس کا بھی ایسا تشفی بخش جواب دیا جائے گا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کی روح بھی حیرت کرے کہ اتنی کھلی ہوئی چیز مجھ سے کیوں مخفی رہی۔ ۱۲ (مؤلف)

پس مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی جرم ایسا نہیں جس میں خاں صاحب برابر کے شریک نہ ہوں اور اگر بفرض براہین میں یہ تصریح بھی نہ ہوتی اور سیاق و سباق کے وہ قرائن بھی نہ ہوتے جو علم ذاتی کے مُراد لینے پر مجبور کر رہے ہیں تب بھی اس جگہ وسعتِ علم سے علم عطائی کی وسعت مراد لینا بالخصوص مولوی احمد رضا خاں صاحب کے لئے کسی طرح جائز نہ تھا، وہ "خالص الاعتقاد" صفحہ ۲۸ پر بطورِ قاعدہ کلیہ کے لکھ چکے ہیں کہ :-

"آیات و احادیث و اقوالِ علماء جن میں دوسرے کے لئے اثباتِ علمِ غیب سے انکار ہے اُن میں قطعاً یہی دو قسمیں (ذاتی یا محیطِ کل) مراد ہیں"

پس براہین قاطعہ میں جس علم کے اثبات کو شرک کہا گیا ہے وہ بدرجۂ اولیٰ ذاتی یا محیطِ کل پر محمول ہونا چاہیئے لیکن افسوس ہے کہ شوقِ تکفیر نے اپنا لکھا ہوا اُصول بھی بھلا دیا۔ سچ ہے، حُبُّكَ الشَّئَ يُعْمِي وَيُصِمُّ۔

یہاں تک براہینِ قاطعہ کے متعلق خاں صاحب کے دوسرے اعتراض کا جواب ہوا جس کا حاصل صرف اس قدر ہے کہ اعتراض جب وارد ہو سکتا تھا کہ شیطان کے لئے جو علم تسلیم کیا گیا تھا اسی کے اثبات کو شرک کہا گیا ہوتا۔ حالانکہ واقعہ اس کے خلاف ہے شیطان کے لئے علمِ عطائی تسلیم کیا گیا ہے اور شرک علمِ ذاتی کے اثبات کو کہا گیا ہے۔ وشتان ما بینہما۔

براہینِ قاطعہ پر خاں صاحب کے تیسرے اعتراض کا جواب

مؤلفِ براہینِ قاطعہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر خاں صاحب کا تیسرا اعتراض یہ تھا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف پر تو نصِ قطعی کا مطالبہ کرتا ہے اور نفی کے موقع پر خود ایک باطل روایت سے استدلال کیا۔"

روایت کی حیثیت کے متعلق تو ان شاء اللہ ابھی چوتھے اعتراض کے جواب میں عرض کیا جائے گا۔ یہاں تو ہم صرف خاں صاحب کے اس علمی مغالطہ کا جواب دینا چاہتے ہیں کہ "ثبوت کے لئے نصِ قطعی کا مطالبہ کیا اور نفی کے موقع پر خود ایک

پیش کی۔"

کاش خاں صاحب اعتراض کرنے سے پہلے یہ غور فرما لیتے کہ مصنف براہین نے اس موقع پر جو حدیثیں پیش کی ہیں اور مدعی اور مستدل ہونے کی حیثیت سے پیش کی ہیں، یا مانع اور معارض ہونے کی حیثیت سے ۔ اور کاش اصولِ مناظرہ کی کسی کتاب میں ان دونوں حیثیتوں کا فرق ملاحظہ فرما لیتے ۔

واقعہ یہ ہے کہ صاحب براہینؒ نے عقیدہ کے اثبات کے لئے نصِ قطعی کا مطالبہ کیا ہے اور مولوی عبدالسمیع صاحب مصنف "انوارِ ساطعہ" کے قیاس کے معارضہ میں خود احادیث پیش کی ہیں اور یہ دونوں چیزیں صحیح ہیں، عقیدہ کے ثبوت کے لئے بیشک نصِ قطعی ہی کی ضرورت ہے ۔ خود مولوی احمد رضا خاں صاحب کو بھی اصولاً یہ تسلیم ہے (ملاحظہ ہو انباء المصطفیٰ) اور بیشک قیاس کے معارضہ میں احادیث کیا معنی قیاس بھی پیش کیا جا سکتا ہے (ملاحظہ ہو مناظرۂ رشیدیہ اور اسکے حواشی)

براہینِ قاطعہ پر چوتھا اعتراض اور اس کا جواب ،

چوتھا اعتراض یہ تھا کہ "صاحب براہین نے نقل میں خیانت کی، اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جس روایت کو نقل کر کے رد کیا، اس کو انکی طرف منسوب کر کے نقل کر دیا اور رد کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا تو گویا " لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ " تو لے لیا " اَنْتُمْ سُکَارٰی " کو چھوڑ دیا۔

خاں صاحب کی ذرّیت ہمیں معاف فرمائے یہاں ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ چونکہ وہ خود اس قسم کی کارروائیوں کے عادی تھے، اس لئے انھوں نے دوسروں کو بھی ایسا ہی سمجھا لیکن ان کو معلوم ہو جانا چاہیئے کہ ان باتوں کی ضرورت صرف اہل باطل کو پیش آتی ہے ۔ حق پرستوں کو اس کی حاجت نہیں، مگر چونکہ خانصاحب کا یہ اعتراض بھی موضوعِ تکفیر سے غیر متعلق ہے، اس لئے اس کے جواب میں بھی یہاں ہم اختصار ہی سے کام لیں گے ۔

دیکھنا یہ ہے کہ اس موقع پر "صاحب براہینؒ" کے الفاظ کیا ہیں ؟ ملاحظہ ہو

صفحہ ۵۱ کی ساتویں سطر میں فرماتے ہیں:

"اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں"۔

یہاں صاحب براہین نے شیخ کی کسی خاص کتاب کا نام نہیں لیا ہے۔ پس اگر شیخ کی کسی ایک کتاب میں بھی یہ روایت بغیر جرح و تردید مذکور ہو تو صاحب براہین کا حوالہ بالکل صحیح ہے اور یہ سمجھا جائے گا کہ انھوں نے وہیں سے نقل کیا ہے۔ اس کے بعد ملاحظہ ہو مشکوٰۃ المصابیح باب صفۃ الصلوٰۃ کی فصل ثالث کے اخیر میں ذیل کی حدیث درج ہے:

عن ابی هريرة قال صلّى بنا رسول الله صلّى الله عليه وسلم الظهر و في مؤخر الصفوف رجل فاساء الصلوٰة فناداه رسول الله صلّى الله عليه وسلم يا فلان الا تتقى الله الا ترى كيف تصلى انكم ترون انه يخفى على شيئ مما تصنعون والله انى لارى من خلفى كما ارى من بين يدىّ (رواه احمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک دفعہ ظہر کی نماز پڑھائی اور پچھلی صفوں میں ایک شخص تھا جس نے نماز اچھی طرح نہیں پڑھی۔ پس جب سلام پھیر دیا تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پکارا کہ اے فلانے کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ تم کیسی نماز پڑھتے ہو؟ تم سمجھتے ہو کہ جو کچھ تم کرتے ہو، اس میں سے کوئی بات مجھ پر پوشیدہ رہتی ہے۔ خدا کی قسم! میں اپنے پیچھے کے لوگوں کو اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح اپنے سامنے والوں کو۔ (روایت کیا اس کو امام احمد نے)

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے حضرت شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ "اشعۃ اللمعات" صفحہ ۹۲ پر ارقام فرماتے ہیں:

بداں کہ ایں دیدنِ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم از پس و پیش بطریق

جان کہ دیکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آگے اور پیچھے سے بطورِ خرقِ عادت

خرقِ عادت بود بوحی یا بالہام وگاہ گاہے بود نہ دائم ومؤید آں است آنچہ در خبر آمدہ است کہ چوں ناقہ آنحضرت گم شد و در نیافت کہ کجا رفت منافقاں گفتند کہ محمد ﷺ می گوید کہ خبر آسماں می رسانم ونمی داند کہ ناقہ او کجا است. پس فرمود آنحضرت واللہ من نمی دانم مگر آنچہ بداناند مرا پروردگار من اکنوں بنمود مرا پروردگار من کہ وے در جائے چنیں وچناں است ومہارِ وے در شاخ درختے بند شدہ است و نیز فرمودہ است کہ من بشرم نمی دانم کہ در پس ایں دیوار چیست یعنی بے دانائیدن حق سبحانہ۔

(اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۲۹۲)

تھا وحی یا الہام سے اور کبھی کبھی تھا، نہ ہمیشہ۔ اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ مبارکہ گم ہوگئی اور یہ نہ معلوم ہوا کہ کہاں گئی، تو منافقوں نے کہا کہ محمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کہتے ہیں کہ میں آسمان کی خبر دیتا ہوں اور ان کو کچھ خبر نہیں کہ انکی ناقہ کہاں ہے۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اللہ کی میں نہیں جانتا مگر وہ کہ میرے پروردگار نے مجھ کو دکھایا ہے۔ اب میرے پروردگار نے مجھ کو بتلادیا ہے کہ فلاں جگہ ہے اور اسکی مہار ایک درخت کی شاخ میں بندھی ہوئی ہے اور یہ بھی حضورؐ نے فرمایا ہے کہ میں بشر ہوں میں نہیں جانتا کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے، یعنی بے بتلائے حق سبحانہٗ کے۔

یہاں شیخ نے اس روایت کو نقل فرمایا اور کوئی جرح نہیں فرمائی لہٰذا حضرت مولانا خلیل احمد صاحب علیہ الرحمۃ کا حوالہ بالکل صحیح ہوا۔ بلکہ غور کیا جائے تو شیخ کی اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ روایت ان کے نزدیک قابل اعتبار ہے۔ کیونکہ یہاں اس کو شیخ نے اپنے دعوے کی تائید میں پیش کیا ہے اور شیخ کی ثقاہت سے یہ بعید ہے کہ وہ کسی روایت کو باطل محض سمجھتے ہوئے اپنے دعوے کی تائید میں پیش کریں۔ پس مقامِ تائید میں شیخ کا اس روایت کو نقل فرمانا صریح دلیل اس کی ہے کہ یہ ان کے نزدیک معتبر ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ شیخ نے "مدارج النبوۃ"

میں ایک جگہ اسی روایت کے متعلق یہ بھی فرمایا ہے کہ "اس کی کوئی اصل نہیں"، سو اگرچہ
اس سوال کا جواب ہمارے ذمہ نہیں، مگر تاہم ناظرین کے دفعِ خلجان کے لئے اس کے متعلق
بھی کچھ مختصراً عرض کرتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ مشہور محتاط اور متشدّد محدّث حافظ ابن جوزی (حدیث کے بارے
میں جن کی غیر معمولی احتیاط اور حدِّ اعتدال سے بڑھا ہوا تشدّد اہلِ علم کو معلوم ہے)
نے اس روایت کو اپنی بعض کتابوں میں بلا اسناد کے نقل فرمایا ہے اور ان جیسے
محتاط ناقد بصیر محدّث کا کسی روایت کو بغیر جرح کے نقل کرنا اسکے معتبر ہونے کی کافی
دلیل ہے، اور اسی وجہ سے شیخ علیہ الرحمۃ نے روایت کو معتبر سمجھا اور "اشعۃ اللمعات"
کی مذکورہ بالا عبارت میں اپنے دعوے کی تائید میں پیش کر دیا مگر چونکہ اس روایت
کی اسناد منقول نہیں، اس لئے "مدارج النبوّۃ" میں ایک جگہ یہ بھی فرمایا کہ "اسکی کوئی
اصل نہیں" یعنی اسناد نہیں۔ اس طرح شیخ کے کلام کا تعارض بھی دفع ہو جاتا ہے اور
کوئی اشکال بھی باقی نہیں رہتا۔ اور یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ حافظ ابنِ حجر عسقلانی رح
کا کلام بھی اس روایت کے متعلق بظاہر اسی طرح متعارض ہے چنانچہ قسطلانی "مواہب
لدنیہ" میں حافظ سخاوی رح کی "مقاصدِ حسنہ" سے ناقل ہیں کہ:

حدیث ما اعلم ما خلف جداری
هذا قال شیخنا شیخ الاسلام
ابن حجر لا اصل له قلت ولکنه
قال فی تلخیص تخریج احادیث الرافعی
عند قوله فی الخصائص ویری
من وراء ظهره کما یری من قدامه
هو فی الصحیحین وغیرهما من
حدیث انس وغیره والاحادیث
الواردة بذلک مقیدة بحالة

یہ حدیث کہ "میں نہیں جانتا جو میری اس
دیوار کے پیچھے ہے"۔ ہمارے شیخ، شیخ
الاسلام حافظ ابنِ حجر اس کے متعلق فرماتے
ہیں کہ "اس حدیث کی اصل نہیں"، میں کہتا
ہوں کہ مگر تخریج احادیث رافعی کی تلخیص
میں خصائص کے بیان میں اسکے اس قول
کے پاس کہ "اور آپ دیکھتے تھے اپنے
پس پشت جس طرح دیکھتے تھے اپنے آگے"
خود انہی (حافظ ابن حجر) نے فرمایا ہے کہ

الصلوٰة و بذالك يجمع بينه
وبين قوله عليه السلام لا اعلم
ما وراء جداري هذا انتهى و
هذا مشعر بوروده

یہ حضرت انس وغیرہ سے صحیحین اور
انکے علاوہ دوسری کتب حدیث میں مروی
ہے اور جن احادیث میں یہ مضمون (یعنی
حضرت اقدس کا پس پشت کی چیزوں کو
دیکھنا) وارد ہوا ہے وہ نماز کی حالت کے ساتھ مقید ہیں اور اس توجیہ سے تطبیق ہو جاتی
ہے اور اس قول کا اور حضور علیہ السلام کے فرمان میں کہ:

"میں نہیں جانتا اس کو جو میری اس دیوار کے پیچھے ہے"

ختم ہوا (کلام حافظ ابن حجر کا، اس کے بعد حافظ سخاویؒ فرماتے ہیں کہ) اور (ہمارے
شیخ کے) اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث وارد ہوئی ہے"۔

علامہ زرقانی شرح مواہب میں حافظ سخاویؒ کے اس قول کے بعد فرماتے ہیں کہ:

فينافي قوله لا اصل له فهو
تناقض منه ويمكن ان مراده لا
اصل له معتبر لكونه ذكر
بلا اسناد لا ان مراده بطلانه

پس ان کا (یعنی حافظ ابن حجرؒ کا) یہ قول
ان کے اس قول کے منافی ہے (جس میں
انھوں نے اس حدیث کے متعلق کہا ہے کہ
"اس کی اصل نہیں" پس یہ انکی جانب سے
(کھلا ہوا) تناقض ہے اور ممکن ہے کہ اس قول سے انکی مراد یہ ہو کہ "اس حدیث کی اصل معتمد
نہیں" کیونکہ وہ بلا اسناد منقول ہوئی ہے یہ مطلب نہیں کہ سرے سے باطل ہے۔

پس ہم نے شیخ علیہ الرحمۃ کے مدارج والے قول کی جو توجیہ کی ہے وہ بعینہٖ
وہی ہے جو علامہ زرقانی نے حافظ ابن حجرؒ کے کلام کی کی ہے۔

یہاں تک جو کچھ عرض کیا گیا، وہ شیخ کے قول "اصلے ندارد" کی توجیہ سے
متعلق تھا اور اپنے فریضہ سے زائد، ورنہ ہمارے ذمہ صرف اسی قدر تھا کہ شیخ کی
کسی تصنیف سے بس اتنا ثابت کر دیتے کہ انھوں نے اس کو بلا جرح نقل فرمایا ہے
یہ ہمارا تبرع تھا کہ ہم نے شیخ کے طرزِ عمل سے روایت کا معتبر ہونا بھی ثابت کر
کر دیا اور ان کے دونوں قولوں کے ظاہری تعارض کو بھی اٹھا دیا۔ فللّٰہ الحمد والمنۃ

اور قطع نظر ان تمام چیزوں سے اس میں تو کوئی شک ہی نہیں کہ یہ روایت معناً صحیح ہے اور بہت سی صحیح حدیثیں اس کے مضمون کی تائید کرتی ہیں۔ چنانچہ صحیحین اور سُنن نسائی میں حضرت زینب زوجۂ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں زکوٰۃ کے متعلق ایک مسئلہ پوچھنے کی غرض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر حاضر ہوئی جب میں پہنچی تو اسی ضرورت سے ایک انصاری بی بی بھی وہاں کھڑی ہوئی تھیں ..... پس حضرت بلالؓ ہمارے پاس آئے تو ہم نے ان سے کہا:

إئت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	آپ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ
فاخبرہ ان امرأتین بالباب تسألانك	اقدس میں جائیے اور ان کو اطلاع دیجئے
اتجزی الصدقۃ عنہما علی ازواجہما	کہ دو عورتیں دروازہ پر کھڑی ہیں اور یہ مسئلہ
وعلی ایتام فی حجورھما ولا تخبرہ	دریافت کرنا چاہتی ہیں کہ "اگر وہ اپنے شوہروں
من نحن فسألہ بلال فقال لہ رسول	اور ان یتیم بچوں پر جو ان کی پرورش میں ہیں
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ھما	صدقہ کر دیں تو کیا ادا ہو جائے گا؟" اور دیکھ
فقال امرأۃ من الانصار وزینب	بلال دیکھو، حضرت کو یہ مت خبر دینا کہ ہم
فقال لہ ای الزیانب قال امرأۃ	کون ہیں۔ پس حضرت بلال نے حضورؐ سے
عبداللہ فقال لھما اجران اجر	وہ مسئلہ اسی طرح دریافت کیا۔ حضورؐ نے دریافت
القرابۃ واجر الصدقۃ	فرمایا کہ وہ پوچھنے والیاں کون ہیں؟ حضرت

بلالؓ نے عرض کیا کہ ایک کوئی انصاری بی بی ہیں اور ایک زینب، حضورؐ نے فرمایا کہ کون زینب؟ حضرت بلالؓ نے عرض کیا کہ عبداللہ ابن مسعود کی بیوی۔ تو حضورؐ نے فرمایا کہ اس صورت میں ان کو دو اجر ملیں گے، ایک صدقہ کا، ایک قرابت کا۔

سو اگر حضورؐ کو دیوار کے پیچھے کی سب باتیں معلوم ہو جایا کرتی تھیں تو حضرت بلالؓ سے نام دریافت کرنے کی کیا ضرورت ہوتی؟ پس آپ کا نام دریافت فرمانا اور زینب نام معلوم ہونے پر یہ فرمانا کہ کونسی زینب؟ صریح دلیل اس کی ہے کہ آپ کو دیوار کے پیچھے کی باتیں معلوم نہیں ہوتی تھیں۔

نیز حیاتِ طیبہ کے اخیر دنوں میں حالتِ مرض میں حضورؐ کو اپنی جماعت کو دیکھنے کے لئے حجرۂ مبارکہ کے دروازہ پر تشریف لانا اور پردہ ہٹا کر مسجد نبوی میں نماز پڑھنے والی جماعت کو دیکھنا جس کا ذکر کتبِ صحاح میں ہے، اور بالخصوص آخری دن بار بار یہ دریافت فرمانا کہ اَصَلَّی النَّاس؟ "کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ حالانکہ مسجد مبارک اور حجرۂ شریفہ میں صرف دیوار ہی حائل تھی، صریح دلیل اس کی ہے کہ دیوار کے پیچھے کی کچھ باتیں حضورؐ کو معلوم نہیں ہوئی تھیں۔ پس اگر کسی حدیث میں یہ وارد ہوا ہو کر" واللہ لا ادری ما وراء جداری هذا او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام (یعنی اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا اس کو جو اس دیوار کے پیچھے ہے) تو اس میں کیا استبعاد ہے۔ بہر حال اس روایت کی معنوی صحت سے تو کسی کو بھی انکار کی جرأت نہیں ہو سکتی۔

اور پھر اگر ان باتوں سے بھی قطع نظر کر لیا جائے تو یہ ہر منصف مزاج کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ صاحب براہین نے اس روایت کو علمِ ذاتی کی نفی کے موقع پر پیش کیا ہے کیونکہ ہم خود صاحب براہین کی تصریحات سے ثابت کر چکے ہیں کہ ان کی وہ تمام بحث علمِ ذاتی کے متعلق ہے تو گویا اس روایت کو انھوں نے علمِ ذاتی کی نفی پر محمول کیا ہے اور ہم خود مولوی احمد رضا خاں صاحب کی تصریحات سے ثابت کر چکے ہیں کہ وہ بھی علمِ ذاتی کے قائل نہیں بلکہ جو شخص ایک ذرّہ یا اس سے بھی کمتر کا علمِ ذاتی غیر اللہ کے لئے مانے وہ ان کے نزدیک بھی کافر و مشرک ہے۔ پس اس اعتبار سے تو یہ روایت خاں صاحب کے نزدیک بھی معناً صحیح ہے اور وہ تو خود فرما چکے ہیں کہ "آیات و احادیث و اقوالِ علماء جن میں دوسروں کے لئے اثباتِ علمِ غیب سے انکار ہے، ان میں قطعاً یہی دو قسمیں (یعنی ذاتی یا محیطِ کل) مراد ہیں۔" خالص الاعتقاد، صفحہ ۲۸۔

پس جب کہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کو علمِ ذاتی کی نفی پر محمول فرما رہے ہیں تو پھر خاں صاحب یا اُن کی ذریت کے لئے کیا محلِ اعتراض ہے۔

ہم شروع ہی میں عرض کر چکے ہیں کہ یہ بحث موضوعِ تکفیر سے غیر متعلق ہے اس لئے ہم اسی قدر پر اکتفا کرتے ہیں۔

یہاں تک عبارت براہین قاطعہ کی بحث ختم[1] ہوگئی اور خاں صاحب کے چاروں اعتراضوں کے جوابات سے ہم بعون اللہ تعالیٰ فارغ ہو گئے۔ اب حسام الحرمین کی آخری بحث متعلق عبارت حفظ الایمان شروع ہوتی ہے۔

---

[1] واضح رہے کہ خاں صاحب کے دوسرے اعتراض کے جواب میں جو ذاتی اور عطائی کا فرق ہم نے دکھلایا ہے وہ پہلے اعتراض کے جواب میں بھی جاری ہو سکتا ہے۔ فافہم وتامل۔ ۱۲ منہ

(۴)

حکیم الامّت حضرت تھانوی رحمہ اللہ

پر

توہینِ شانِ سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا بہتان

اور

اُس کا جواب

مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق حسام الحرمین صفحہ ۲۰ ، ۲۱ پر فرماتے ہیں :

ومن کبراء هٰؤلاء الوهابية الشیطانیة رجل اٰخر من اذناب الگنگوهی یقال له اشرف علی التانوی صنف رسیلة لا تبلغ اربعة اوراق وصرح فیها بان العلم الذی لرسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلّم بالمغیبات فان مثله حاصل لکل صبی وکل مجنون بل لکل حیوان ولکل بهیمة وهٰذا لفظه

اور اس فرقۂ وہابیہ شیطانیہ کے بڑوں میں ایک اور شخص اسی گنگوہی کے دم چھلوں میں ہے جسے اشرف علی تھانوی کہتے ہیں، اس نے ایک چھوٹی سی رسلیا تصنیف کی چار ورق کی بھی نہیں اور اس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے، اور اور اسکی ملعون عبارت یہ ہے :

الملعون: ان صح الحکم علی ذات النبی المقدسة بعلم المغیبات کما یقول به زید فالمسئول عنه انه ما اراد بهٰذا البعض الغیوب ام کلها فان اراد البعض فای خصوصیة فیه لحضرة الرسالة فان مثل هٰذا العلم بالغیب حاصل لزید وعمرو بل لکل صبی ومجنون بل لجمیع الحیوانات والبهائم وان اراد الکل بحیث لا یشذ منه فرد فبطلانه ثابت نقلا وعقلا اھ اقول فانظر الی اثار ختم اللّٰه تعالیٰ کیف یسوی بین رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم وبین کذا وکذا۔

آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل۔ اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور[1] کی کیا تخصیص ہے، ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ الی قولہ۔ اور اگر تمام علومِ غیب مراد ہیں، اس طرح کہ اسکی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے۔ میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی مہر کا اثر دیکھو، یہ شخص کیسی برابری کر رہا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چنیں و چناں میں۔

اس جگہ خاں صاحب نے حضرت حکیم الامتؒ کے متعلق جو سخت اور متعفن کلمات استعمال کئے ان کا جواب تو ہم کچھ بھی نہیں دے سکتے۔ اس کا ترکی بترکی کلّہ بکلّہ جواب وہی بازاری دے سکتا ہے جو گالیوں کے فن میں بھی مجددانہ شان رکھتا ہے۔ ہم تو اس فن سے بالکل عاری اور عاجز ہیں۔ اُدھر قرآن حکیم کا ارشاد ہے:

قل لعبادی یقولوا التی ھی احسن ان الشیطٰن ینزغ بینهم ان الشیطان کان للانسان عدوا مبینا۔

اے رسول! آپ میرے (ایمان والے) بندوں سے کہیے کہ وہ بات کہیں جو اچھی ہو بہ تحقیق شیطان پھوٹ ڈلواتا ہے ان کے درمیان، بیشک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے

[1] یہاں ''حفظ الایمان'' میں صلی اللہ علیہ وسلم چھپا ہوا ہے۔ خانصاحب نے اس کو اڑا دیا۔

دوسری جگہ خود حضورؐ کو ارشاد ہے :

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَةَ   آپ بدی کا جواب نیکی سے دیجئے۔

پس حسب فرمودۂ قرآن ہم خاں صاحب کی ان گالیوں کے جواب میں صرف حق تعالیٰ سے یہ عرض کریں گے کہ خداوندا خاں صاحب تو اس دنیا سے جا چکے، اب ان کے اخلاف کو ایسی بُری عادتوں سے بچا جو دنیا میں ذِلّت و رسوائی اور آخرت میں حرمان و خسران کا باعث ہوں۔

اس کے بعد ہم اصل بحث کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔" واللہ الهادی الیٰ سبیل الرشاد " معلوم ہوتا ہے کہ حسام الحرمین لکھتے وقت خاں صاحب نے قسم کھائی تھی کہ کسی معاملہ میں بھی سچائی اور دیانت داری سے کام نہ لوں گا۔ غور تو کیجئے کہاں " حفظ الایمان " کی اصل عبارت اور اس کا حقیقی اور واقعی مطلب، اور کہاں خاں صاحب کا تصنیف کردہ یہ لعنتی مضمون ـــــ کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے، ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے (معاذ اللہ منہ) کاش خاں صاحب اپنا فیصلۂ کفر سنانے سے پہلے " حفظ الایمان " کی پوری عبارت بغیر قطع و برید کے نقل کر دیتے تو ناظرین کو خود ہی حقیقت معلوم ہو جاتی اور ہم کو جوابدہی کے لئے قلم اٹھانے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

" حفظ الایمان " حضرت حکیم الامت (دامت برکاتہم) کا ایک مختصر سا رسالہ ہے جس میں تین بحثیں ہیں اور تیسری بحث یہ ہے کہ " حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا درست ہے یا نہیں "۔ واضح رہے کہ مولانا کی بحث اس میں نہیں ہے کہ " حضورِ اقدس کو علمِ غیب تھا یا نہیں؟ " اور تھا تو کتنا تھا؟ بلکہ وہاں مولانا مدظلہ صرف اتنا ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضورؐ کو " عالم الغیب " کہہ نہیں سکتے۔ اور ان دونوں باتوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ کسی صفت کا واقع میں کسی ذات کے لئے ثابت ہونا اس کو مستلزم نہیں کہ اس کا اطلاق بھی اس پر جائز ہو۔ قرآن کریم میں حق تعالیٰ کو ہر چیز کا خالق بتلایا گیا ہے[1]

---

[1] اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا (الیٰ غیر ذلک من الآیات)

اور تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ عالم کی ہر چیز صغیر ہو یا کبیر، عظیم ہو یا حقیر سب اسی کی مخلوق ہے۔ لیکن بایں ہمہ فقہاء کرام تصریح فرماتے ہیں کہ اس کو "خالق القردۃ والخنازیر" کہنا ناجائز ہے، علیٰ ہذا قرآن مجید میں حق تعالیٰ نے زرع (کھیتی) کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے۔ لیکن اس کی ذات پاک پر زارع کا اطلاق درست نہیں، اسی طرح بادشاہ کی طرف سے لشکر کو جو عطایا اور وظائف دیئے جاتے ہیں۔ اہل عرب ان پر رزق کا اطلاق کرتے ہیں۔ چنانچہ لغت کی عام کتابوں میں یہ محاورہ لکھا ہوا ہے کہ "رزق الامیر الجند" لیکن بایں ہمہ بادشاہ کو رازق یا رزاق کہنا درست نہیں اور حضورؐ کے خصائل مبارکہ کے باب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ "آپ خود ہی اپنی نعل مبارک کو ٹانک لیا کرتے تھے اور خود ہی اپنی بکری دودھ لیا کرتے تھے" الخ لیکن اس کے باوجود حضور اقدس کو "خاصف النعل" (جفت دوز) اور "حالب الشاۃ" (بکری دوہنے والا) نہیں کہا جا سکتا۔ بہر حال یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ بعض اوقات ایک صفت کسی ذات میں پائی جاتی ہے اور اس کا اطلاق درست نہیں ہوتا۔

ہم امید کرتے ہیں کہ اس تمہید سے ہمارے ناظرین سمجھ گئے ہوں گے کہ "حضورؐ کو علم غیب ہونا نہ ہونا ایک الگ بحث ہے اور آپ کی ذات مقدسہ پر عالم الغیب کے اطلاق کا جواز، عدم جواز یہ ایک الگ مسئلہ ہے اور ان دونوں میں باہم تلازم بھی نہیں" جب یہ بات ذہن نشین ہو گئی تو اب سمجھئے کہ حفظ الایمان میں اس موقعہ پر حضرت مولاناؒ کا مقصد صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ حضور کی ذات مقدسہ پر عالم غیب کا اطلاق ناجائز ہے اور حضورؐ کو جس طرح خاتم النبیین سید المرسلین، رحمۃ للعالمین وغیرہ وغیرہ القابات سے یاد کر سکتے ہیں۔ اس طرح لفظ "عالم الغیب" سے حضورؐ کو یاد نہیں کیا جا سکتا، اور اس مدعا کی دو دلیلیں مولینا نے پیش کی ہیں۔ پہلی دلیل کا خلاصہ صرف اس قدر ہے کہ چونکہ علم طور پر شریعت کے محاورات میں عالم الغیب اسی کو کہا جاتا ہے جس کو غیب کی باتیں بلا واسطہ اور بغیر کسی کے بتلائے ہوئے معلوم ہوں (اور یہ شان صرف حق تعالیٰ کی ہے)

ہ بندروں اور سؤروں کا خالق۔ ۱۲ ۔ ؎ امیر نے لشکر کو رزق دیا۔ ۱۲

لہٰذا اگر کسی دوسرے کو عالم الغیب کہا جائے گا تو اس عرف عام کی وجہ سے لوگوں کا ذہن اسی طرف جائے گا کہ ان کو بھی بلاواسطہ غیب کا علم ہے، اور یہ عقیدہ صریح شرک ہے، پس حق جل مجدہٗ کے سوا کسی اور کو "عالم الغیب" کہنا بغیر کسی ایسے قرینہ کے جس سے معلوم ہو سکے کہ قائل کی مراد علم غیب بلاواسطہ نہیں ہے اسلئے نادرست ہوگا کہ اس سے ایک مشرکانہ خیال کا شبہ ہوتا ہے۔ قرآن و حدیث میں ایسے کلمات سے منع فرمایا گیا ہے جن سے اس قسم کی غلط فہمیوں کا اندیشہ ہو۔ چنانچہ قرآن کریم میں حضورؐ کو لفظ "راعنا" سے خطاب کرنے کی ممانعت اور حدیث شریف میں اپنے غلاموں اور باندیوں کو عبدی و امتی کہنے سے نہی اسی لئے وارد ہوئی ہے کہ یہ کلمات ایک باطل معنیٰ کی طرف موہم ہوجاتے ہیں، اگرچہ خود متکلم کا قصد ایسا نہ ہو ——— یہ ہے حضرت مولانا تھانویؒ کی پہلی دلیل کا خلاصہ ——— مگر چونکہ خاں صاحب کو مولانا کی اس دلیل پر کوئی اعتراض نہیں ہے بلکہ تقریباً یہی مضمون خود خاں صاحب نے بھی اپنی کتاب "الدولۃ المکیۃ" میں ایک جگہ پوری تفصیل سے لکھا ہے۔ اس لئے اس کی تصویب و تائید میں ہم کچھ عرض کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے اور اب مولیناؒ کی دوسری دلیل کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اسی میں وہ عبارت واقع ہے جس کے متعلق خاں صاحب کا دعویٰ ہے کہ

"اس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل اور ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے"۔!

لیکن ہم "حفظ الایمان" کی اصل عبارت نقل کرنے سے پہلے ناظرین کی سہولت فہم کے لئے یہ بتلا دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ اس دوسری دلیل میں مولانا نے مسئلہ کی دو شقیں کر کے ان میں سے ہر ایک کو غلط اور باطل ثابت کیا ہے اور حاصل مولانا کی اس دوسری دلیل کا صرف یہ ہے کہ جو شخص حضورؐ کی ذات مقدسہ پر عالم الغیب کا اطلاق کرتا ہے اور آپ کو "عالم الغیب" کہتا ہے (مثلاً زید) وہ یا تو اس وجہ سے کہتا ہے کہ اس کے نزدیک حضورؐ کو بعض غیب کا علم ہے یا اس وجہ سے کہ آپ کو کل غیب کا

علم ہے۔ یہ دوسری شق تو اس لئے باطل ہے کہ آنحضرتؐ کو کل غیب کا علم نہ ہونا، دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہے (اور خود مولوی احمد رضا خاں صاحب بھی یہی کہتے ہیں) اور پہلی شق (یعنی بعض غیب کی وجہ سے حضورؐ کو عالم الغیب کہنا) اس لئے باطل ہے کہ اس صورت میں لازم آئے گا کہ ہر انسان بلکہ حیوانات تک کو "عالم الغیب" کہا جائے کیونکہ غیب کی بعض باتوں کا علم تو سب کو ہے، کیونکہ ہر جاندار کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ضرور ہے جو دوسرے سے مخفی ہے پس اس شق کی بنا پر چونکہ سب کو عالم الغیب کہنا لازم آتا ہے اور یہ عقلاً نقلاً عرفاً غرض ہر حیثیت سے باطل ہے لہٰذا ملزوم (یعنی زید کا حضورؐ کو بعض علوم غیبیہ کی وجہ سے عالم الغیب کہنا) بھی باطل ہوگا۔ یہ ہے مولانا کی ساری تقریر کا خلاصہ۔ اس کے بعد ہم حفظ الایمان کی اصل عبارت مع توضیح کے درج کرتے ہیں۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ پہلی دلیل کی تقریر سے فارغ ہونے کے بعد ارقام فرماتے ہیں:

حفظ الایمان کی عبارت اور اس کی توضیح "آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا اور آپ کی ذات قدسی پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق کرنا) اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب (اسی زید سے) یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد (یعنی اس غیب سے جو لفظ "عالم الغیب" میں واقع ہے اور جس کی وجہ سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو "عالم الغیب" کہتا ہے) بعض غیب ہے یا کل غیب (یہاں حضرت مولانا اس شخص سے جو حضرت کو عالم الغیب کہتا ہے اور اس کو جائز سمجھتا ہے، جس کا فرضی نام زید ہے۔ یہ دریافت فرماتے ہیں کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہتے ہو تو کس اعتبار سے؟ آیا اس وجہ سے حضورؐ کو بعض غیب کا علم ہے؟ یا اس وجہ سے کہ آپ کو کل غیب کا علم ہے؟) اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں (یعنی تم حضورؐ کو بعض علوم غیب کی وجہ سے "عالم الغیب" کہتے ہو، اور تمہارا یہی اصول ہے کہ جس کو غیب کی بعض باتیں بھی معلوم ہوں گی اس کو تم،

عالم الغیب کہو گے، تو اس میں (یعنی مطلق بعض غیب کے علم میں اور اسکی وجہ سے عالم الغیب کہنے میں) حضور کی کیا تخصیص ہے؟ ایسا (بعض) علم غیب (کہ کسی کے عالم الغیب کہنے کے لئے جس کی تم ضرورت سمجھتے ہو یعنی مطلق بعض مغیبات کا علم) تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیے کہ (تمہارے اس اصول کی بنا پر کہ مطلق بعض غیب کے علم کی وجہ سے بھی عالم الغیب کہا جا سکتا ہے) سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔

حفظ الایمان کی عبارت میں خانصاحب بریلوی کی تحریفات کی تفصیل

یہ تھی حضرت مولانا کی اصل عبارت اور یہ تھا اس کا صاف اور صریح مطلب جو ہم نے عرض کیا لیکن خاں صاحب نے اپنی حاشیہ آرائی سے اس میں وہ معنے ڈالے کہ شیطان بھی جس کوشش کر پناہ مانگے۔ اس سلسلہ میں خاں صاحب نے جو تحریفات کیں ان کی مختصر تفصیل یہ ہے:

(۱) حفظ الایمان کی عبارت میں "ایسا" کا لفظ آیا تھا اور اس سے مطلق بعض غیوب کا علم مراد تھا نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اقدس، مگر خاں صاحب نے اس سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف مراد لے لیا اور لکھ مارا کہ

"اس میں تصریح کی ہے کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے، ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے۔ (حسام ص ۲)

(۲) حفظ الایمان کی اصل عبارت اس طرح تھی کہ:

"ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون، بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے۔"

خاں صاحب نے اس کا آخری خط کشیدہ حصہ درمیان میں سے بالکل اُڑا دیا کیونکہ اس سے صراحۃً معلوم ہو جاتا ہے کہ زید عمرو غیرہ کے متعلق جو علم تسلیم کیا گیا ہے وہ مطلق بعض غیب کا علم ہے، نہ کہ معاذ اللہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف۔

(۳) حفظ الایمان میں مذکورہ بالا عبارت کے بعد الزامی نتیجہ کے طور پر یہ فقرہ تھا۔

تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔

خاں صاحب نے اس کو بھی صاف اڑا دیا، کیونکہ اس فقرے سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مصنفِ حفظ الایمان حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی مقدار میں کلام نہیں فرما رہے، بلکہ ان کی بحث صرف عالم الغیب کے اطلاق میں ہے اور اتنا معلوم ہو جانے کے بعد خاں صاحب کی ساری کارروائی کی حقیقت کھل جاتی ہے، بہرحال خاں صاحب نے صاحب حفظ الایمان کو کافر بنانے کے لئے یہ خیانتیں کیں اور جن فقروں سے عبارت حفظ الایمان کا صحیح مطلب بآسانی معلوم ہو سکتا تھا وہ درمیان سے بالکل حذف کر دیئے اور عبارت کا صرف ابتدائی اور آخری حصہ نقل فرما دیا، اور ایک بڑی چالاکی یہ کی کہ عبارت حفظ الایمان کا جو عربی ترجمہ آپ نے علماءِ حرمین کے سامنے پیش کیا، اس میں اس قسم کا کوئی اشارہ بھی نہیں کیا جس سے وہ حضرات سمجھ سکتے کہ اس عبارت کے درمیان میں سے کچھ فقرے حذف کر دیئے گئے ہیں، چنانچہ ہمارے ناظرین حسام الحرمین کی اس عربی عبارت میں خاں صاحب کی یہ دستکاری ملاحظہ فرما سکتے ہیں جو ہم نے شروع بحث میں حسام الحرمین سے بلفظہٖ نقل کی ہے:

عبارت حفظ الایمان کی مزید توضیح اگرچہ خاں صاحب کی دیانت اور ان کے فتوے کا حال تو ہمارے ناظرین کو اسی قدر بیان سے معلوم ہو گیا ہوگا مگر ہم مبحث کی مزید توضیح اور تفہیم کے لئے اس کے خاص خاص گوشوں پر کچھ اور روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔

حضرت حکیم الامت مدظلہ کی دوسری دلیل کا حاصل صرف اسقدر تھا کہ:

حضورؐ کو عالم الغیب کہنے کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں، ایک یہ کہ کل غیب کی وجہ سے آپ کو عالم الغیب کہا جائے۔ دوسری یہ کہ بعض غیب کی وجہ سے۔ پہلی شق تو اس لئے باطل ہے کہ آپ کو کل غیب کا علم نہ ہونا دلائل نقلیہ وعقلیہ سے ثابت ہے اور دوسری اس لئے باطل ہے ——— کہ بعض غیب کا علم دنیا کی دوسری حقیر چیزوں کو بھی ہے تو اس اصول پر سب کو عالم الغیب کہنا پڑے گا جو ہر طرح سے باطل ہے۔ اگر اس دلیل کے اجزاء کی تحلیل کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بنیادی مقدمات صرف یہ ہیں:

(۱) جب تک مبدأ کسی چیز کے ساتھ قائم نہ ہو، اس پر مشتق کا اطلاق نہیں کیا جاسکتا، مثلاً کسی کو عالم جب ہی کہا جاسکتا ہے جب کہ اسکی ذات میں علم کی صفت پائی جاتی ہو اور زاہد اُسی کو کہا جائے گا، جس کے ساتھ زہد کی صفت قائم ہو اور کاتب وہی کہلائے گا جو وصف کتابت کے ساتھ موصوف ہو (الی غیر ذلک من الامثلۃ)

(۲) علت کے ساتھ معلول کا پایا جانا بھی ضروری ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ علت موجود ہو اور معلول نہ ہو۔

(۳) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کل غیوب کا علم حاصل نہ تھا۔

(۴) مطلق بعض مغیبات کی خبر غیر انبیاء علیہم السلام بلکہ غیر انسانوں کو بھی ہو جاتی ہے۔

(۵) ہر زید وعمر و کو عالم الغیب نہیں کہہ سکتے۔

(۶) لازم کا بطلان ملزوم کے بطلان کو مستلزم ہے یعنی جس بات کے ماننے سے کوئی امر باطل لازم آجائے وہ خود باطل ہے۔

ان مقدمات میں سے پہلے دو اول اور آخری دونوں تو عقلی مسلمات میں سے ہیں اگویا بدیہی ہیں جس سے دنیا کا کوئی عاقل بھی انکار نہیں کرسکتا۔ اس لئے سردست

ہم صرف تیسرے اور چوتھے مقدمہ کو خاں صاحب ہی کی تصریحات سے ثابت کرتے ہیں:

مُدّعی لاکھ یہ بھاری ہے گواہی تیری

حفظ الایمان کے اہم مقدمات کا ثبوت خود خاں صاحب بریلوی کی تصریحات سے

حضرت مولینا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل کا تیسرا مقدمہ یہ تھا کہ:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کُل غیوب کا علم حاصل نہ تھا۔"

اس کا ثبوت فاضلِ بریلوی کی تصریحات سے ملاحظہ ہو:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کل غیوب کا علم حاصل نہ تھا

فاضلِ موصوف "الدولۃ المکیۃ" صفحہ ۲۵ پر رقمطراز ہیں:

فانا لا ندعی انہ صلی اللہ علیہ وسلم قد احاط بجمیع معلومات اللہ سبحانہ وتعالیٰ فانہ محال للمخلوق۔

ہمارا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علمِ شریف تمام معلوماتِ الٰہیہ کو محیط ہے کیونکہ یہ تو مخلوق کے لئے محال ہے۔

اور اسی "الدولۃ المکیۃ" میں ہے:

ولا نثبت بعطاء اللہ تعالیٰ ایضاً الا البعض۔

اور ہم عطائے الٰہی سے بھی بعض علم ہی ملنا مانتے ہیں نہ کہ جمیع۔

(الدولۃ المکیۃ، ص ۲۸) (خالص الاعتقاد، ص ۲۳)

اور یہی خاں صاحب تمہیدِ ایمان صفحہ ۴۳ پر فرماتے ہیں:

"حضورؐ کا علم بھی جمیعِ معلوماتِ الٰہی کو محیط نہیں۔"

نیز اسی تمہید کے صفحہ ۴۲ پر ہے:

"اور جمیع معلوماتِ الٰہیہ کو علمِ مخلوق کا محیط ہونا بھی باطل اور اکثر علماء کے خلاف ہے۔"

خاں صاحب کی ان تمام عبارات کا مفاد بلکہ مقصد یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع غیوب کا حاصل نہ تھا بلکہ تمام غیوب کے علم تفصیلی کا حصول آپکے لئے بلکہ ہر مخلوق کے لئے محال ہے اور اس کا عقیدہ رکھنا باطل اور اکثر علماء کے خلاف ہے۔" اور یہی بعینہٖ حضرت مولانا تھانویؒ کی دلیل کا تیسرا مقدمہ تھا جو بحمد اللہ خاں صاحب ہی کی تصریحات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا۔ فللّٰہ الحمد۔

حضرت مولیناؒ کی دلیل کا چوتھا قابل غور مقدمہ یہ تھا:

"مطلق بعض مغیبات کی خبر غیر انبیاء علیہم السلام بلکہ غیر انسانوں کو بھی ہو جاتی ہے۔"

اس کا ثبوت بھی خاں صاحب بریلوی کی تصریحات سے ملاحظہ ہو:

ہر مومن کو کچھ غیوب کا علم تفصیلی ضرور ہوتا ہے

فاضل موصوف "الدولۃ المکیۃ" صفحہ ۱۲ پر ارقام فرماتے ہیں:

انا امنا بالقیٰمۃ و بالجنّۃ و بالنّار و باللہ تعالیٰ و بالامّھات السبع من صفاتہ عزوجل و کل ذالک غیب وقد علمنا کلاً بحیالہ ممتازاً عن غیرہ فوجب حصول مطلق العلم التفصیلی بالغیوب لکل مومنٍ۔

بیشک ہم ایمان لائے ہیں قیامت پر اور جنت اور دوزخ پر اللہ تعالیٰ اور اس کے ساتوں صفات اصلیہ پر اور یہ سب کچھ غیب ہے اور ہم کو اس کا علم تفصیلی حاصل ہے اس طور پر کہ ہمارے علم میں ان میں سے ہر ایک دوسرے سے ممتاز ہے۔ پس غیب کے مطلق علم تفصیلی کا حصول ہر مومن کے لئے واجب ہے ہوا۔

نیز یہی خاں صاحب "خالص الاعتقاد" صفحہ ۴۲ پر فرماتے ہیں:

"(اللہ تعالیٰ) ..... مسلمانوں کو فرماتا ہے، "یؤمنون بالغیب" غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ ایمان تصدیق ہے اور تصدیق علم ہے جس شئے کا اصلاً علم ہی نہ ہو اس پر ایمان لانا کیونکر ممکن؟ لاجرم تفسیر کبیر میں ہے۔ "لا یمتنع ان نقول نعلم من الغیب مالنا علیہ دلیل" یہ کہنا

کچھ منع نہیں کہ ہم کو اس غیب کا علم ہے جس پر ہمارے لئے دلیل ہے۔"

خاں صاحب کی ان دونوں عبارتوں سے معلوم ہوا کہ ہر مومن کو غیب کا کچھ علم ضرور ہے۔

خاں صاحب کے والد بزرگوار کو بھی غیب کا علم تھا!!

موصوف اپنے والد ماجد کی ایک پیشین گوئی کا ذکر فرما کر ارشاد فرماتے ہیں ؛

"یہ چودہ برس کی پیشین گوئی حضرت نے فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامانِ غلام کے کفش بردار ہیں، علوم غیب دیتا ہے۔" (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت)

خاں صاحب کے نزدیک گدھے کو بعض غیوب کا علم

خاں صاحب نے (اس کے ثبوت میں کہ کشف فی نفسہ کوئی کمال کی چیز نہیں بلکہ وہ غیر مسلموں حتیٰ کہ غیر انسانوں کو بھی حاصل ہو جاتا ہے، اپنے کسی بزرگ سے (جس کے ولی اللہ ہونے کی تصریح بھی آپ نے فرمائی ہے) ایک صاحب کشف گدھے کی عجیب و غریب حکایت نقل کی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ ان بزرگ صاحب نے فرمایا:

"ہم مصر گئے تھے وہاں ایک جلسہ بڑا بھاری تھا۔ دیکھا کہ ایک شخص ہے۔ اس کے پاس ایک گدھا ہے۔ اس کی آنکھوں پر ایک پٹی بندھی ہوئی ہے۔ ایک چیز ایک شخص کی دوسرے کے پاس رکھ دی جاتی ہے بس گدھے سے پوچھا جاتا ہے۔ گدھا ساری مجلس میں دورہ کرتا ہے جس کے پاس ہوتی ہے، سامنے جاکر سر ٹیک دیتا ہے۔" (ملفوظات حصہ چہارم ص۱۱)

اس کے بعد خاں صاحب فرماتے ہیں ؛

"بس یہ سمجھئے کہ وہ صفت جو غیر انسان کے لئے ہو سکتی ہے (یعنی کشف) انسان کے لئے کمال نہیں الخ۔" (حصہ چہارم ص۱۱)

خاں صاحب کے اس ملفوظ سے معلوم ہوا کہ موصوف کے نزدیک اس گدھے کو بھی بعض مخفی باتوں کا کشف ہوتا تھا۔ وہذا ہو المقصود۔

دنیا کی ہر چیز کو بعض غیوب کا علم حاصل ہے

ہم ابھی ابھی "الدولۃ المکیۃ" سے خاں صاحب کی ایک عبارت نقل کر چکے ہیں جس میں تصریح ہے کہ "حق تعالیٰ اور اس کے صفات اور جنت دوزخ ملائکہ وغیرہ وغیرہ یہ سب امور غیب میں سے ہیں" (اور یہ بالکل صحیح ہے)

علیٰ ہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ بذاتِ خود غیب نہیں لیکن آپ کی رسالت بے شک امرِ غیب ہے کیونکہ وہ کوئی محسوس و مُبصَر چیز نہیں بلکہ اللہ اور رسول کے درمیان ایک مخفی تعلق ہے جو ہمارے ظاہری احساس کی دسترس سے بالاتر ہے اور صرف پیغمبر کی صداقت کے اعتماد پر اُس پر ایمان لایا جاتا ہے پس جس کو اللہ تعالےٰ کے وجود اس کی وحدت یا اس کے رسول کی رسالت کا علم حاصل ہو تو اس کو بعض غیوب کا علم حاصل ہوا اور خاں صاحب کو تسلیم ہے کہ کائنات کی ہر چیز حتیٰ کہ درختوں کے پتے اور ریگستانوں کے ذرّے بھی توحید و رسالت پر ایمان لانے کے مکلّف ہیں، وُہ خدا کی تسبیح کرتے ہیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت و رسالت کی شہادت دیتے ہیں۔

چنانچہ خاں صاحب کے ملفوظات حصّہ چہارم صفحہ ۷ پر ہے:

"ہر شئے مُکلّف ہے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور خدا کی تسبیح کے ساتھ۔"

نیز اسی کے صفحہ ۸ پر ہے:

"ایک ایک روحانیت تو ہر ہر نبات ہر ہر جماد سے متعلق ہے اُسے خواہ اس کی روح کہا جائے یا کچھ اور، اور وہی مُکلّف ہے، ایمان و تسبیح کے ساتھ، حدیث میں ہے:

مامن شیئ الا ولیعلم انی رسول اللہ الا مردۃ الجن والانس	کوئی شے ایسی نہیں ہے جو مجھ کو خدا کا رسول نہ جانتی ہو، سوا سرکش جن اور انسانوں کے۔"

خاں صاحب کے ان ارشادات سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے:

(۱) ہر مومن کو غیب کی کچھ باتیں ضرور معلوم ہوتی ہیں۔
(۲) غیر مسلموں کو بھی کشف ہوتا ہے۔
(۳) گدھے جیسے احمق جانور کو بھی بعض مخفی باتوں کا علم ہو جاتا ہے۔
(۴) کائنات کی ہر چیز حتیٰ کہ نباتات و جمادات کو بھی غیب کی کچھ باتیں معلوم ہیں

اور یہی حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل کا چوتھا بنیادی مقدمہ تھا۔

الحاصل مولانا کی دلیل جن چھ مقدمات پر مبنی تھی، اُن میں سے چار تو مسلمات عقلیہ اور بالکل بدیہی تھے اور دو محتاج ثبوت تھے سو ان کو ہم نے بحمداللہ خاں صاحب ہی کی تصریحات سے ثابت کر دیا اور ہمارے ناظرین کو معلوم ہو گیا کہ حضرت مولانا کی وہ دلیل جس پر خاں صاحب نے کفر کا حکم لگایا تھا بجمیع اجزائہ خاں صاحب کو مسلّم ہے اور اگر وہی موجب کُفر ہو سکتی ہے تو پھر خاں صاحب بھی اس کفر میں برابر کے حصہ دار ہیں۔

چہ خواہی گفت قربانت شوم تا من ہماں گویم

اگرچہ اس کے بعد حفظ الایمان کی عبارت کے متعلق کچھ اور عرض کرنے کی حاجت نہیں رہتی لیکن مزید توضیح کے لئے آخر میں ہم عبارت حفظ الایمان کا ایک مثالی فوٹو پیش کرتے ہیں۔

عبارت حفظ الایمان کا ایک مثالی فوٹو

فرض کیجئے کہ خاں صاحب مولوی احمد رضا صاحب کے کوئی مرید یا جانشین حضورؐ کو عالم الغیب کہتے ہیں اور اس کو جائز سمجھتے ہیں، اُس پر میں اُن سے عرض کرتا ہوں کہ آپ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہتے ہیں تو آیا کُل غیب کی وجہ سے یا بعض غیب کی وجہ سے، اگر کُل غیب کی وجہ سے کہتے ہیں تو وہ تو بقول مولوی احمد رضا خاں صاحب کے عقلاً و نقلاً باطل بلکہ محال ہے اور اگر آپ بعض غیب کی وجہ سے حضورؐ کو عالم الغیب کہتے ہیں اور آپ کا یہی اصول ہے کہ جس کو بھی غیب کی بعض باتیں معلوم ہوں گی تو آپ اس کو عالم الغیب کہیں گے تو پھر حضورؐ کی اس میں کوئی تخصیص نہیں رہی

کیونکہ غیب کی بعض باتوں کا علم تو تمام مومنین بلکہ تمام انسانوں اور بلکہ تمام کائنات حتیٰ کہ نباتات اور جمادات کو بھی ہے تو آپ کے اس اصول پر لازم آئے گا کہ آپ دنیا کی ہر چیز کو عالم الغیب کہیں۔ اگر آپ فرمائیں کہ ہاں ہم سب کو عالم الغیب کہیں گے تو پھر بتلایا جائے کہ اس صورت میں عالم الغیب کہنے سے حضورؐ کی کیا تعریف نکلی جب کہ آپ کے نزدیک سب کو عالم الغیب کہا جا سکتا ہے۔

ناظرینِ کرام غور فرمائیں کہ کیا دنیا کا کوئی باہوش انسان میرے اس کلام سے یہ مطلب سمجھ سکتا ہے کہ معاذ اللہ میں نے دنیا کی ہر چیز کو علم میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کر دیا۔

اسی کی ایک دوسری اس سے بھی زیادہ عام فہم مثال ملاحظہ ہو۔ فرض کیجئے کہ کسی ملک کا بادشاہ بہت بڑا مخیر ہے۔ اس کے یہاں لنگر خانہ جاری ہے اور صبح و شام ہزاروں محتاجوں اور مسکینوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔ اب کوئی احمق مثلاً زید کہتا ہے کہ میں تو اس بادشاہ کو رازق کہوں گا۔ اس پر ایک دوسرا شخص مثلاً عمرو کہے کہ بھائی تم جو اس بادشاہ کو رازق کہتے ہو تو کس وجہ سے؟ آیا اس وجہ سے کہ وہ ساری مخلوق کو رزق دیتا ہے؟ یا اس وجہ سے کہ بعض انسانوں کو کھانا کھلاتا ہے؟ پہلی شق تو بداہتہً باطل ہے، اب رہی دوسری صورت یعنی یہ کہ اس بادشاہ کو صرف اس وجہ سے رازق کہا جائے کہ وہ بعض انسانوں کو کھانا کھلاتا ہے تو اس میں اس کی کوئی تخصیص نہیں کیونکہ ایک غریب انسان اور ایک معمولی مزدور بھی کم از کم اپنے بچوں کا پیٹ بھرتا ہے اور انسان تو انسان چھوٹی چھوٹی چڑیاں اپنے بچوں کو دانہ دیتی ہیں، تو پھر تمہارے اس اصول پر چاہیے کہ سب کو رازق کہا جائے الخ۔ غور فرمایا جائے کہ کیا عمرو کے اس کلام کا مطلب یہی ہے کہ اس نے اُس مخیر اور فیاض بادشاہ اور ہر غریب انسان اور ہر معمولی مزدور کو بالکل برابر کر دیا، یا اُس نے ہر غریب انسان اور معمولی مزدور کو اس بادشاہ کے برابر فیاض مان لیا۔ ظاہر ہے کہ ایسا سمجھنا سمجھنے والے کی حماقت ہے۔ پس حفظ الایمان میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ

اس سے زیادہ کچھ اور نہیں۔

اس کے بعد ہم اہل سُنت کے مسلّم امام علامہ سید شریف رحمہ اللہ کی شرح مواقف سے ایک عبارت پیش کرتے ہیں جو بالکل عبارتِ حفظ الایمان کے مثل ہے کہ اس کے مطالعہ کے بعد کوئی سُنّی مسلمان حفظ الایمان کے متعلق لب کشائی کی جُراُت نہ کرے گا، کیونکہ حفظ الایمان میں جو کچھ ہے وہ قریب قریب شرح مواقف کی اسی عبارت کا ترجمہ ہے۔

ملاحظہ ہو حضرت علامہ فرماتے ہیں:

واما الفلاسفة فقالوا النبي هو من اجتمع فيه خواص ثلث يمتاز بها من غيره احدها اى احد الامور المختصة به ان يكون له اطلاع على المغيبات الكائنة والماضية والآتية۔

بہر حال فلاسفہ پس وہ یہ کہتے ہیں کہ نبی وہ ہے کہ جس میں تین باتیں خاص طور پر پائی جائیں جن کی وجہ سے وہ نبی غیر نبی سے ممتاز ہو سکے ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ نبی کو اطلاع ہونی چاہیے ان مغیبات پر جو ہوتے ہیں یا ہو چکے ہوں یا ہونے کو ہیں۔

اس کے بعد چند سطر میں فلاسفہ کی طرف سے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ بات انبیاء علیہم السلام کے لئے چنداں مستبعد نہیں۔ اس کے بعد اُنھیں فلاسفہ کی طرف سے فرماتے ہیں کہ:

وكيف يستنكر ذلك الاطلاع فى حق النبى، وقد يوجد ذالك فيمن قلت شواغله لرياضة بانواع المجاهدات اومرض صارف للنفس عن الاشتغال بالبدن واستعمال الآلة او نوم ينقطع به احساساته

اور انبیاء علیہم السلام کا ان مغیبات پر مطلع ہونا کیونکر مستبعد ہو سکتا ہے حالانکہ یہ اطلاع علی الغیبات ان لوگوں میں بھی پائی جاتی ہے جن کے شواغل نفسانی مجاہدوں کی ریاضت یا کسی ایسے مرض کی وجہ سے کم ہوں جو نفس کو اشتغال بالبدن اور آلات کے استعمال سے روکنے والا ہو یا یہ شواغل ایسی نیند کی وجہ سے کم ہوں جس کی

الظاهرة فان هؤلاء قد تضلعون على مغيبات ويخبرون عنها كما يشهد به التسامع والتجارب بحيث لا يبقى فيه شبهة للمنصفين.

وجہ سے اس سونے والے کے احساسات ظاہری منقطع ہو گئے ہوں پس تحقیق یہ لوگ (یعنی ریاضیات اور مجاہدے کرنے والے اور مریض جن کو مالیخولیا ہوتا ہے اور سونے والے بھی) کبھی مغیبات پر مطلع ہو جاتے ہیں جیسا کہ تجربہ شاہد ہے یہاں تک کہ اہل انصاف کو اس میں شبہ تک نہیں رہتا۔

یہاں تک تو فلاسفہ کا مذہب اور اس کے دلائل تھے، اس کے بعد مصنف رحمۃ اللہ علیہ اہلِ سُنّت وجماعت کی طرف سے اس کا جواب دیتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں:

قلنا ما ذكرتم مردود بوجوه اذا الاطلاع على جميع المغيبات لا يجب للنبي اتفاقا منا ومنكم ولهذا قال سيد الانبياء ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما مسني السوء. والبعض اى الاطلاع على البعض لا يختص به النبي كما اقررتم به حيث جوزتموه للمرتاضين والمرضى والنائمين فلا يتميز به النبي من غيره۔

جو کچھ تم نے کہا چند وجہ سے مردود ہے، اس لئے کہ تمہاری مراد اس اطلاع علی المغیبات سے کیا ہے کل مغیبات پر اطلاع ہونی چاہئے یا بعض پر، کل مغیبات پر مطلع ہونا تو کسی کے نزدیک بھی ضروری نہیں، نہ ہمارے نزدیک نہ تمہارے نزدیک اور اسی وجہ سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر میں غیب کو جانتا ہوتا تو میں نے خیر سے بہت سا جمع کر لیا تھا اور مجھ کو برائی نہ چھوتی اور بعض مغیبات پر مطلع ہو جانا نبی کیساتھ خاص نہیں (یعنی یہ غیر نبی میں بھی پایا جاتا ہے) جیسے کہ خود تم کو اقرار ہے، اس لئے کہ تم اس کو جائز رکھتے ہو۔ ریاضت کرنے والوں کے لئے اور مریضوں کے لئے اور سونے والے کے لئے لہٰذا نبی غیر نبی سے ممتاز نہ ہوگا۔

ناظرین باانصاف غور فرمائیں کہ شرح مواقف کی اس عبارت اور حفظ الایمان

کی زیر بحث عبارت میں کیا فرق ہے؟

ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے اس قدر بیان کے بعد حفظ الایمان کی عبارت پر مخالفین کو کوئی شبہ نہ رہے گا۔ اس کے مزید اتمام حجت کے لئے ہم اختصار کے ساتھ حضرت مولینا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ جواب بھی نقل کرتے ہیں جو انھوں نے اسی افتراء کی تردید میں تحریر فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب کا یہ فتوٰی ——— "حسام الحرمین" جب شائع ہوا اور اُس سے ایک فتنہ برپا ہوا تو جناب مولانا سید مرتضٰی حسن صاحب نے حضرت مولینا تھانوی کو خط لکھا کہ:

"مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی آپ کے متعلق یہ لکھتے ہیں کہ آپ نے معاذ اللہ حفظ الایمان میں یہ تصریح کی ہے کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے، ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل اور ہر جانور کو حاصل ہے۔ کیا کہیں "حفظ الایمان" میں آپ نے یہ لکھا ہے؟ یا آپ کا یہ عقیدہ ہے؟ اگر آپ کا عقیدہ نہیں تو آپ اس شخص کو کیا سمجھتے ہیں جو ایسا خبیث عقیدہ رکھے؟"

ملخص از بسط البنان۔

حضرت مولینا تھانوی جواب دیتے ہیں:

"میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا، لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا کبھی خطرہ نہیں گذرا، میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا، جیسا کہ اخیر میں عرض کروں گا، جب میں اس مضمون کو خبیث سمجھتا ہوں .... تو میری مراد کیسے ہو سکتا ہے جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے، میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرورِ عالم فخر بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی

اس کے بعد حضرت مولینا مدظلہ نے اپنے اُسی گرامی نامہ میں جو اُسی زمانہ میں "بسط البنان" کے نام سے شائع بھی ہو چکا ہے، خاں صاحب کے اس الزام کا تفصیلی جواب بھی دیا ہے اور حفظ الایمان کی زیر بحث عبارت کا مطلب بیان کیا ہے، لیکن اب یہاں اس کے نقل کرنے کی حاجت نہیں کیونکہ ہم نے جو کچھ اس عبارت کی توضیح میں اوپر لکھا ہے وہ گویا حضرت مولینا کے اسی جواب کی شرح ہے۔

ناظرین کرام انصاف فرمائیں کہ فاضل بریلوی اپنے فتویٰ کفر میں صداقت اور دیانت سے کتنے دور ہیں۔

واللہ الهادی الیٰ سبیل الرشاد

تکملہ

مُصنّفِ حفظ الایمان کی حق پرستی اور بے نفسی

عبارت حفظ الایمان میں ترمیم کا اعلان

حضرات! مولوی احمد رضا خاں صاحب نے "حسام الحرمین" میں "حفظ الایمان" کی طرف ایک کافرانہ مضمون کی نسبت کر کے کُفر کا جو فتویٰ دیا تھا، اس پر مناظرانہ بحث ختم ہو چکی اور ناظرین کرام کو معلوم ہو چکا کہ اس کی حقیقت افترا اور بہتان کے سوا کچھ بھی نہیں ہے، اور مصنّفِ حفظ الایمان کا دامن اس ناپاک کافرانہ عقیدے سے بالکل پاک ہے ——— اس کے بعد یہ معلوم کر کے آپ حضرات کو انشاء اللہ اور زیادہ قلبی اطمینان ہوگا کہ بعض مخلصین نے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ جب اس طرف مبذول کرائی کہ "اگرچہ حفظ الایمان کی عبارت واقعہ میں بالکل صحیح اور بے غبار ہے لیکن ناخدا ترس اور غرض پیشہ معاندین اس کے جن الفاظ سے بے چارے نافہم عوام کو دھوکا دیتے ہیں اگر ان الفاظ کو اس طرح بدل دیا جائے کہ اس کے بعد وہ فتنہ پرداز عوام کو یہ دھوکا ——— بھی نہ دے سکیں تو بے چارے عوام کے حق میں یہ بہتر ہوگا"

تو حضرت ممدوح نے مشورہ دینے والوں کو دعا دیتے ہوئے دلی مسرت کے ساتھ اس مشورہ کو قبول فرمایا اور عبارت کو اس طرح بدل دیا کہ قدیم عبارت میں "ایسا علم غیب" کے الفاظ سے جو فقرہ شروع ہوتا تھا اس کے بجائے یہ فقرہ لکھ دیا کہ

——— "مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں۔"

یہ واقعہ ماہ صفر ۱۳۴۲ھ کا ہے، گویا اب سے قریبًا بتیس[1] سال پہلے "حفظ الایمان" کی عبارت میں یہ ترمیم ہو چکی ہے، اور اس کے بعد سے "حفظ الایمان" اسی ترمیم کے ساتھ چھپ رہی ہے بلکہ اس ترمیم کا پورا واقعہ اور حضرت مصنف کی طرف سے اُس کا اعلان بھی "تغییر العنوان" کے نام سے "حفظ الایمان" کے ایک ضمیمہ کے طور پر اس کے ساتھ چھپتا رہا ہے۔

پھر اس کے بعد جمادی الاخریٰ ۱۳۵۴ھ میں یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک صاحب کے توجہ دلانے پر خود اس ناچیز راقم سطور (محمد منظور نعمانی) نے حضرت حکیم الامت کی خدمت میں عرض کیا کہ "حفظ الایمان" کی جس عبارت پر معاندین کا اعتراض ہے اس کے بالکل ابتداء میں "علم غیب کا حکم کیا جانا" کے جو الفاظ ہیں اُن کا مطلب بلاشبہ لفظ عالم الغیب کا اطلاق کرتا ہے، جیسا کہ خود اسی عبارت کے سیاق وسباق سے بھی ظاہر ہے اور "بسط البنان" اور "تغییر العنوان" میں حضرت نے اس کی تصریح بھی فرمائی ہے۔ پس اگر اصل عبارت میں بھی یہاں "حکم" کے بجائے "اطلاق" ہی کا لفظ کر دیا جائے تو بات اور زیادہ صاف اور بے غبار ہو جائے گی۔ حضرت نے بلا تامل اس کو بھی قبول فرمالیا اور اس فقرہ کو اس طرح بدل دیا:

"پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر عالم الغیب کا اطلاق کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو" الخ

اور اس ناچیز سے فرمایا کہ میری طرف سے آپ ہی اس ترمیم کا اعلان بھی کر دیں، چنانچہ رجب ۱۳۵۴ھ کے "الفرقان" میں اُسی وقت اس کا اعلان ہو گیا تھا —— بہرحال ان دو ترمیموں کے بعد "حفظ الایمان" کی عبارت اب اس طرح ہے:

> "پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر عالم الغیب کا اطلاق کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علومِ غیبیہ مُراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ السلام کی کیا تخصیص ہے، مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔"

---

[1] اب تو قریبًا چھتیس برس ہو گئے ہیں۔

الغرض ہمارے بزرگوں نے ان کافرانہ عقیدوں سے اپنی برارت اور اپنی بیزاری کا اعلان بھی کیا جن کو مولوی احمد رضاخاں صاحب نے محض از راہِ عناد اُن کی طرف منسوب کر کے تکفیر کی تھی اور اسی کے ساتھ اپنی عبارتوں کا وہ صحیح اور واقعی مطلب بھی بیان کیا جس کے سوا ان کا کوئی اور مطلب ہو ہی نہیں سکتا اور یہ بھی ثابت کر دیا کہ ان میں کوئی بات بھی اسلامی تعلیمات اور عقائد اہل سُنّت کے خلاف نہیں ہے اور اس سب کے بعد جب بے چارے نافہم عوام کو فتنہ سے بچانے کے خیال سے اللہ کے کسی بندہ نے مخلصانہ طور پر عبارت میں تبدیلی کا کوئی مشورہ دیا تو اس کو بھی بے تامّل اور بلادریغ قبول فرما کر اپنی عبارت کو بدل بھی دیا ———— بلاشبہ یہ ان حضرات کی حق پرستی اور للّٰہیت و بے نفسی کی روشن دلیل ہے۔ افسوس! کیسے ظالم اور شقی ہیں وہ لوگ جو اللہ کے ان بندوں کو کافر کہتے ہیں ————!

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہٗ

۲۱ ر ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ ہجری

۲۰۳

المہند علیٰ المفند

عقائدِ اہلِ سُنّت والجماعۃ



تالیف

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدّث سہارنپوریؒ



تصدیق

حضرات عُلمائے حرمین شریفین و مصر و شام

و برّصغیر ہند



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

چند ضروری باتیں

الحمد للہ الذی یحق الحق بکلماتہ ویبطل الباطل بسطواتہ نصر المؤمنین وقال وکان حقا علینا نصر المؤمنین وقطع کید الخائنین فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین ، والصلوٰۃ والسلام علی مفرق فرق الکفر والطغیان ومشتت جیوش بغاۃ القرین والشیطان ، وعلی اٰلہ وصحبہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا ما تعاقب النیران وتضاد الکفر والایمان : ۔

امابعد ، حضرات ان چند سطور کو بغور ملاحظہ فرمائیں تو معلوم ہوجائے گا کہ عالی جناب احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے ، اور انکی کوشش اور تدبیر کس انداز سے اسلام کو صدمہ پہنچا رہی ہے ، مختصر یہ ہے کہ مخالفین اسلام نے گوناگوں انداز سے اسلام کو صدمہ پہنچایا ، مگر خاں صاحب نے روافض کی طرح اخیار امۃ محمدیہ کو منتخب کر کے ان ہی سے لوگوں کو متنفر کرنا چاہا جیسے روافض نے امت کے خلاصہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو منتخب کر کے انکی تکفیر کی ، اور تبرّا بازی و سبّ و شتم سے کام لیا تھا ، ایسے ہی خاں صاحب نے اس وقت جو دین کے منتخب اور برگزیدہ جماعت کے آفتاب و ماہتاب تھے ان کو اپنے گھر کے دھوئیں سے مکدر کرنا چاہا

واللہ متمّ نورہ ولو کرہ الکافرون :۔ ع

چراغے را کہ ایزد بر فروزد　　　کسے کو تف زند ریشش بسوزد

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ خاں صاحب کے خاندان میں چونکہ بدعت کی تخم ریزی پہلے ہی سے ہو چکی ہے اس وجہ سے سب کے پچھلے نچوڑ خاں صاحب احمد رضا خاں صاحب بر عکس نہند نام زنگی کافور در حقیقت احمد رضا خاں صاحب نے تمام ہندوستان میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ فخر امتہ ومعجزۃ من معجزات سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم کے خاندان کو چنا۔ اور حضرت مولینا اسمٰعیل صاحب شہیدؒ مرحوم ومغفور مظلوم اہل بدعت پر بوجہ بعض کلمات کے جو سخت اور غالی اہل بدعات کے جن کی بدعات شرک کی حد تک پہونچ گئیں تھیں مقابلہ میں لکھے گئے تھے تمام قرائن حالیہ اور غیر حالیہ سے قطع نظر کر کے اتہامات لگائے اور ان پر ستر کیا بلکہ غیر متناہیہ وجوہ سے کفر لازم کیا اور ان کا کفر اجماعی قطعی قرار دیکر فضلائے کرام کا فتویٰ تکفیر چھاپ دیا۔

مگر حضرت شاہ صاحب کے خاندان کی عظمت مسلّم ہو چکی تھی، اور ایں خانہ تمام آفتاب ست کا مصداق تھا پس اگر کوئی بدبخت یا ناواقف حضرت شہید مرحوم سے بدظن بھی ہو تو اور حضرات کا تقدس کیا بدعات کی جڑ اکھیڑنے کو کم ہے اس وجہ سے خاں صاحب کو پوری کامیابی نہ ہوئی، اور چونکہ اس زمانہ میں بدعت کی تباہی حضرت شاہ صاحب کے خاندان کے جائز وارث اور ارشد تلامذہ حضرت مولینا مولوی محمد قاسم صاحب قدس سرہٗ العزیز نانوتوی حجۃ اللہ تعالےٰ فی الارض۔ اور حضرت رشید الاسلام والمسلمین آیۃ من آیات رب العالمین حضرت مولیٰنا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی قدس اسرارہم کے سپرد ہوئی اور حمایت سنت مصطفوی کا بلند جھنڈا انہی کے مقدس ہاتھوں میں دیا گیا جو مدرسہ عالیہ کی رفیع عمارت پر ان حضرات نے قائم فرمایا اور مثل کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفروعھا فی السماء تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا کی طرح جیسے آسمان سے باتیں کرتا تھا، اپنے استحکام میں ساتویں زمین تک بھی پہنچا ہوا

تھا اور ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ روم اور شام اور عرب وعجم، کابل وقندھار بخارا و خراسان چین وتبت وغیرہ، دنیا کے تمام گوشوں سے نظر آتا تھا اور عاشقان سنت اس کے سبز پھریرہ کو دور ہی سے دیکھ کر سنت نبوی کی مہک اس سے پالیتے تھے اور آنکھ بند کئے چلے آتے تھے اور دیوبند کی گلیوں میں پھرتے نظر آتے تھے اور یہاں کی خشک روٹی اور دال کو بریلی کے بدعت خانہ کے قورما پلاؤ پر ترجیح دیتے تھے اور "بادشاہی سے بھی بہتر ہے گدائی تیری" کا نعرہ بلند کرتے تھے حوالیہ من کُلّ فجٍّ عمیقٍ کا نظارہ دیکھ کر خاں صاحب نے ہمہ تن پوری توجہ انہی حضرات کے اثر مٹانے کی طرف فرمائی حضرت شہید مظلوم پر ستر وجہ سے کفر ثابت فرماکر فقہائے کرام کا اجماعی قطعی فیصلہ قرار دیکر خود احتیاط کی تھی جس کی بناء پر خود فقہائے کرام اور اصحاب فتوای عظام کے نزدیک خود مع جملہ معتقدین کے کافر ہو چکے تھے، مگر حضرات موصوفین حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب وحضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب قدس سرہم اور حضرت مولانا مولوی خلیل احمد صاحب اور حضرت مولینا مولوی اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کا نام لیکر قطعی تکفیر کی اور یہ کہا کہ جو ان کے کافر کہنے میں تردد وتامل اور شک کرے وہ بھی قطعی کافر ہے۔

حضرت مولانا نانوتوی پر ختم زمانی کے انکار کرنے کا الزام لازم کیا، اور حضرت مولانا گنگوہی پر یہ افترا کیا کہ وہ خدا کے کذب بالفعل کے جائز رکھنے والے کو مسلمان سنی بتاتے ہیں، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مدت فیوضہم کیجانب یہ عنایت فرمائی کہ وہ براہین قاطعہ میں تصریح کرتے ہیں کہ ابلیس لعین کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے، حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم پر یہ بہتان لگایا کہ حفظ الایمان میں تصریح کی کہ جس قدر علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے اتنا تو ہر صبی ومجنون وبہائم کو بھی حاصل ہے، لیکن چونکہ خاں صاحب کا علم وفضل وتدین قابل اعتبار نہ تھا اس وجہ سے یہ مضمون عربی عبارت کی کتاب المعتمد المستند میں لکھ کر اسکی تصدیق علماء حرمین شریفین سے کرائی

اور اس کا نام حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین رکھ کر تمام ہندوستان میں ڈھنڈھورا پیٹا دیا کہ دیکھو علماء حرمین شریفین نے ہمارے فلاں فلاں مخالف کی قطعی تکفیر کردی، اب ان کے کفر میں کیا شک باقی رہا، حالانکہ یہ بالکل افتراء محض ہے جو السحاب المدرار اور توضیح البیان وغیرہ کے دیکھنے سے معلوم ہوسکتا ہے۔

خاں صاحب کی اس مجرمانہ کارروائی کی خبر بعض علماء مدینہ منورہ کو ہوئی تب ان حضرات نے یہ چھبیس ۲۶ سوالات حضرات علماء دیوبند کی خدمت مبارک میں بھیجے کہ آپ کا ان میں کیا خیال ہے اسکو صاف لکھئے تاکہ حق و باطل واضح ہو جائے چنانچہ فخر العلماء والمتکلمین حضرت مولانا مولوی خلیل احمد صاحب مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور نے ان کے جواب لکھ کر حرمین شریفین کے علماء کی خدمت مبارک میں پیش فرمائے، علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتکریماً وعلماء مصر و حلب و شام و دمشق نے انکی تصحیح و تصدیق فرمائی اور یہ لکھ دیا کہ یہ عقائد صحیح ہیں ان کی وجہ سے نہ کوئی کافر ہوسکتا ہے نہ بدعتی اور نہ اہل سنت والجماعت سے خارج اہل اسلام کی اطلاع کی غرض سے علماء حرمین شریفین و مصر و حلب و شام و دمشق کی تصدیقات بصورت رسالہ مسمٰی بہ المہند علی المفند معروف بہ تصدیقات لدفع التلبیسات معہ ترجمہ المسمٰی بہ ماضی الشفرتین علی خادع اہل الحرمین طبع کرادیا گیا تاکہ اہل اسلام کو خاں صاحب کی ایمانداری پوری پوری طرح سے معلوم ہوجاوے۔

۲۵

اب اہل ایمان خانصاحب سے دریافت فرمادیں کہ آپ نے حسام الحرمین پر یہ تحریر فرمایا ہے کہ "یہ طائفے سب کے سب مرتد ہیں باجماع امت اسلام سے خارج ہیں اور بیشک بزازیہ اور درر اور غرر اور فتاویٰ خیریہ اور مجمع الانہر اور در مختار وغیرہ معتمد کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا ہے کہ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے" انتہٰی پھر صفحہ ۴۲ پر ہے "حمد و صلوٰۃ کے بعد میں کہتا ہوں کہ یہ طائفے جن کا تذکرہ سوال میں واقع ہے

غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور جو اُن کے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد انبیٹھی اور اشرف علی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں نہ شک کی مجال بلکہ جو اُن کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی طرح کسی حال میں انھیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شک نہیں انتہیٰ"، اور حضرات علماء حرمین شریفین و مصر و حلب و شام ان تمام حضرات کو مسلمان اور ان کے جملہ عقائد کو عقائد اہل سنت لکھ کر انکی تصحیح و تصدیق فرماتے ہیں تو اب جناب کے فتوٰی کے موافق یہ تمام حضرات اور جملہ اہل عرب و روم و دمشق و شام و مصر و عراق کیا قطعی کافر ہوگئے کیا جو اُن کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے معاذ اللہ العظیم ونعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ؀

مسلمانوں یہ ہے خاں صاحب کی محبت سنت اور یہ ہیں وہ اہل سنت والجماعت کہ دنیا میں کسی کو بھی مسلمان نہ چھوڑا بڑے بڑے کفار جو اسلام کے مٹانے کی تدابیر میں مصروف ہیں خانصاحب نے ایک فتوے سے گویا سب کی مرادیں پوری کرادیں مگر اسلام کا مٹادینا کوئی آسان کام نہیں ہے کوئی اپنا منہ دین و دنیا میں کالا کرے مگر آفتاب اسلام تو قیامت تک تاباں ہی رہے گا "

چونکہ رئیس فرقہ مبتدعہ عالیجناب احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی حسام الحرمین کی حقیقت منکشف ہوگئی کہ خانصاحب نے جو کچھ لکھا تھا وہ محض افترائے خالص تھا علماء کرام حضرات دیوبند کو کافر نہ کہے اور ان کے کفر میں کسی طرح شک تردد و تامل کرے وہ بھی قطعی کافر ہے اس لئے اس رسالہ کے دیکھنے سے واضح ہوجائے گا کہ علماء حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً وتکریماً حضرات دیوبند کے عقائد کی تصحیح فرمارہے ہیں،

پس اب دیکھنا ہے کہ خانصاحب اپنے قول سے رجوع کرتے ہیں یا علماء دیوبند کے ساتھ تمام علماء حرمین شریفین و مصر و حلب و شام و دمشق سب کی تکفیر فرماتے ہیں کیونکہ تمام علماء حضرات دیوبند کو مسلمان سمجھتے ہیں اور ردّ الحسام علی رؤس الاثام ہو کر

حضرات دیوبند ربانی و متبحر علامہ بتائے جاتے ہیں، اب ہم دیکھیں کہ خانصاحب کے پاس کونسی ترکیب و کرامت ہے جس سے علماء دیوبند تو کافر ہیں اور علماء حرمین شریفین و مصر و حلب و شلم مسلمان بنے رہیں

حضرت مولینا خلیل احمد صاحب مدفیوضہم کو کہیں علماء تحریر کرتے ہیں کہیں یکتائے زمانہ کہیں اخی العزیز، کہیں شیخ وقت کہیں مقتدائے انام اور کہیں پیشوائے امت چنانچہ تقاریظ و تصادیق کے الفاظ سے ناظرین پر واضح ہوگا، اور جو برتاؤ حضرات علماء حرمین شریفین کا بوقت ملاقات جسمانی مولانا ممدوح کے ساتھ ہوا اور زبانی گفتگو پر جو وقعت و عزت ان حضرات کے قلوب میں پیدا اور جوارح سے ظاہر ہوئی اس کا تو ذکر کیا کیا جائے کہ مصافحہ و معانقہ وانبساط کے علاوہ سلطان دوجہان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد محترم میں مدینۃ الرسول کے بیسیوں شہزادوں نے مولانا ممدوح کے تلمذ کو فخر سمجھا مسلسلات خاندان ولی اللہی کے علاوہ صحاح کی اجازت حاصل فرماکر مسرور و مبتہج ہوئے، وذٰلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم :۔ ـــــــ حق تعالیٰ شانہٗ کے ان احسانات جلیلہ کا ذکر کرنا چونکہ حاسدوں کی کلس بڑھاتا ہے اس لئے بہ تفصیل بیان نہیں کیجاتیں، منصفانہ نظر سے دیکھنے والے کو یہ رسالہ ہی کافی ہے جسکی اصل مہر و دستخطی ہمارے پاس محفوظ ہے اور مطبوعہ نقل عام طور پر ہدیۂ ناظرین ہے،

اس وجہ سے عرض ہے کہ جملہ اہل اسلام نہایت اطمینان سے المہند اور اسکے ترجمہ کو ملاحظہ فرمائیں تاکہ یہ معلوم ہوجائے کہ حضرات علماء کرام دیوبند کے عقائد بالکل صحیح اہل سنت والجماعت کے موافق ہیں اور جملہ اہل حق علماء ربانی حضرات علماء کیساتھ ہیں نہ کہ خانصاحب کے سوا اب کوئی بات ایسی باقی نہیں رہی جسکو اہل بدعات ان حضرات کیطرف منسوب کرکے غیر مقلد یا وہابی کہہ سکیں۔ خانصاحب کا مکر کھل گیا اور آپکی تدابیر کا خاتمہ ہوچکا۔ والحمد لله على ذٰلك :۔

خاں صاحب فقط حضرات دیوبند اور خادمان سنت ہی کے مخالف اور دشمن نہیں ہیں اُن کے انداز سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ نفس اسلام ہی کے دشمن ہیں، اگر ان کا بس چلے تو سب کو جہاں پہنچائیں معلوم ہے مگر اللہ تعالیٰ اس دین کا حافظ ہے اس لئے آسمان کا تھوکا حلق میں آتا ہے اور جو اس شریعت بیضا میں رخنہ اندازی کرتا ہے خود روسیاہ اور ذلیل و خوار ہوتا ہے بیداحمد

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم ایہا العلماء الکرام والجہابذۃ العظام قد نسبہ الی ساحتکم الکریمۃ اناس عقائد الوھابیۃ قالوا باوراق ورسائل لانعرف معانیہا لاختلاف اللسان فنرجوان تخبرونا بحقیقۃ الحال ومرادات المقال ونحن نسئلکم عن امور اشتہر فیہا خلاف الوھابیۃ عن اھل السنۃ والجماعۃ

السوال الاول والثانی

ما قولکم فی شد الرحال الی زیارۃ سید الکائنات علیہ افضل الصلوٰت والتحیات وعلی آلہ وصحبہ ای الامرین احب الیکم وافضل لدی اکابرکم للزائر ھل ینوی وقت الارتحال للزیارۃ زیارتہ علیہ السلام اوینوی المسجد ایضا وقد قال الوھابیۃ ان المسافر الی المدینۃ لاینوی الا المسجد النبوی۔

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان ہے رحم والا، اے علمائے کرام اور سردارانِ عظام تمہاری جانب چند لوگوں نے وہابی عقائد کی نسبت کی ہے اور چند اوراق اور رسالے ایسے لائے جنکا مطلب غیر زبان ہونے کے سبب ہم نہیں سمجھ سکے اسلئے امید کرتے ہیں ہمیں حقیقت حال اور قول کے مراد سے مطلع کروگے اور ہم تم سے چند امور ایسے دریافت کرتے ہیں جن میں وہابیہ کا اہل السنۃ والجماعت سے خلاف مشہور ہے۔

پہلا اور دوسرا سوال

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کی زیارت کیلئے سفر اور اسکی فضیلت؟

کیا فرماتے ہو شد رحال میں سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کیلئے، تمہارے نزدیک اور تمہارے اکابر کے نزدیک ان دو باتوں میں کون امر پسندیدہ و افضل ہے کہ زیارت کرنیوالا بوقت سفر زیارت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام کی زیارت کی نیت کرے یا مسجد نبوی کی بھی، حالانکہ وہابیہ کا قول ہے کہ مسافر مدینہ کو صرف مسجد نبوی کی نیت سے سفر کرنا چاہیئے،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۞ ومنه نستمد العون والتوفیق وبیدہ ازمة التحقیق۔ حامدا ومصلیا ومسلماً۔

لیُعلم اولا قبل ان نشرع فی الجواب انا بحمد اللہ ومشائخنا رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ وجمیع طائفتنا وجماعتنا مقلدون لقدوۃ الانام وذروۃ الاسلام الامام الہمام الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی الفروع ومتبعون للامام الہمام ابی الحسن الاشعری والامام الہمام ابی منصور الماتریدی رضی اللہ عنہما فی الاعتقاد والاصول ومنتسبون من طرق الصوفیۃ الی الطریقۃ العلیۃ المنسوبۃ الی السادۃ النقشبندیۃ والطریقۃ الزکیۃ المنسوبۃ الی السادۃ الچشتیۃ والی الطریقۃ البہیۃ المنسوبۃ الی السادۃ القادریۃ والی الطریقۃ المرضیۃ المنسوبۃ الی السادۃ السہروردیۃ رضی اللہ عنہم اجمعین ثم ثانیا انا لا نتکلم بکلام ولا نقول قولا فی الدین الا وعلیہ عندنا دلیل من الکتاب او السنۃ او اجماع الامۃ او قول من ائمۃ المذہب ومع ذلک لا ندعی انا مبرؤن من الخطاء والنسیان فی ضلۃ القلم وزلۃ اللسان فان ظہر لنا انا اخطانا فی قول سواء کان من

چند ضروری گذارشات

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان ہے رحم والا اور اسی سے مدد و توفیق درکار ہے اور اسی کے قبضہ میں ہیں تحقیق کی باگیں حمد وصلوٰۃ وسلام کے بعد،

شریعت وطریقت میں علمائے دیوبند کا مسلک

اس سے پہلے کہ ہم جواب شروع کریں جاننا چاہیے کہ ہم اور ساری جماعت بحمد اللہ فروعات میں مقلد ہیں، مقتدائے خلق حضرت امام ہمام امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے۔

اور اصول واعتقادیات میں پیرو ہیں امام ابوالحسن اشعری اور امام ابومنصور ماتریدی رضی اللہ عنہما کے اور طریقہائے صوفیہ میں ہم کو انتساب حاصل ہے سلسلۂ عالیہ حضرات

ان نرجع عنہ ونعلن بالرجوع کیف لا وقد رجع ائمتنا رضوان اللہ علیہم فی کثیر من اقوالہم حتی ان امام حرم اللہ تعالٰی المحترم امامنا الشافعی رضی اللہ عنہ لم یبق مسئلۃ الا ولہ فیہا قول جدید والصحابۃ رضی اللہ عنہم رجعوا فی مسائل الی اقوال بعضہم کما لا یخفی علی متتبع الحدیث فلو ادعی احد من العلماء انا غلطنا فی حکم فان کان من الاعتقادیات فعلیہ ان یثبت بنص من ائمۃ الکلام وان کان من الفرعیات فیلزم ان یبنی بنیانہ علی القول الراجح من ائمۃ المذہب فاذا فعل ذلک فلا یکون منا ان شاء اللہ

حضرت نقشبندیہ اور طریقہ زکیہ مشائخ چشتیہ اور سلسلہ بہیہ حضرات قادریہ اور طریقہ مرضیہ مشائخ سہروردیہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ۔

استنباط و تحقیق میں طریقہ عمل

دوسری بات یہ کہ ہم دین کے بارے میں کبھی کوئی بات ایسی نہیں کہتے جس پر کوئی دلیل نہ ہو قرآن مجید کی یا سنت کی یا اجماع امت یا قول کسی امام کا۔ اور بایں ہمہ ہم دعوٰے نہیں کرتے کہ قلم کی غلطی یا زبان کی لغزش میں سہو و خطا سے مبرا ہیں، پس اگر ہمیں ظاہر ہو جاوے کہ فلاں قول میں ہم سے خطا ہوئی عام ہے کہ اصول میں ہو یا فروع میں اپنی غلطی سے رجوع کر لینے میں حیا ہم کو مانع نہیں ہوتی،

اور ہم رجوع کا اعلان کر دیتے ہیں، چنانچہ ہمارے ائمہ رضوان اللہ علیہم سے ان کے بہتیرے اقوال میں رجوع ثابت ہے حتی کہ امام حرم محترم امام شافعی رضی اللہ عنہ سے کوئی مسئلہ ایسا منقول نہیں جس میں دو قول جدید وقدیم نہ ہوں اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اکثر مسائل میں دوسروں کے قول کی جانب رجوع فرمایا چنانچہ حدیث کے متبع کرنے والے پر ظاہر ہے،

پس اگر کسی عالم کا دعوٰے ہے کہ ہم نے کسی حکم شرعی میں غلطی کی ہے سو اگر وہ مسئلہ اعتقادی ہے تو اس پر لازم ہے کہ اپنا دعوٰے ثابت کرے علمائے کرام کی تصریح سے، اور اگر مسئلہ فرعی ہے تو اپنی بنیاد کی تعمیر کرے ائمہ مذہب کے راجح قول پر، جب ایسا کرے گا

تعالیٰ الا الحسنیٰ القبول بالقلب واللسان وزیادۃ الشکر بالجنان والارکان۔

وثالثاً ان فی اصل اصطلاح بلاد الھند کان اطلاق الوھابی علیٰ من ترک تقلید الائمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم ثم اتسع فیہ و غلب استعمالہ علیٰ من عمل بالسنۃ السنیۃ وترک الامور المستحدثۃ الشنیعۃ والرسوم القبیحۃ حتی شاع فی بمبئی ونواحیھا ان من منع عن سجدۃ قبور الاولیاء وطوافھا فھو وھابی بل ومن اظھر حرمۃ الربوا فھو وھابی وان کان من اکابر اھل الاسلام وعظمائھم ثم اتسع فیہ حتی صار سبًّا فعلیٰ ھذا لو قال رجل من اھل الھند لرجل انہ وھابی فھو لا یدل علیٰ انہ فاسد العقیدۃ بل یدل علیٰ انہ سنّی حنفی عامل بالسنۃ مجتنب عن البدعۃ خائف من اللہ تعالیٰ فی ارتکاب المعصیۃ ولما کان مشائخنا رضی اللہ تعالیٰ عنھم لیسعون فی احیاء السنۃ ویشمّرون فی اخماد

تو انشاء اللہ ہماری طرف سے خوبی ہی ظاہر ہوگی یعنی دل وزبان سے غلطی قبول کریں گے اور قلب و اعضاء سے شکر یہ ادا کریں گے۔

برصغیر میں لفظ "وہابی" کا استعمال تیسری بات یہ کہ ہندوستان میں لفظ وہابی کا اصل استعمال اس شخص کے لئے تھا جو ائمہ رضی اللہ عنہم کی تقلید چھوڑ بیٹھے پھر ایسی وسعت ہوئی کہ یہ لفظ ان پر بولا جانے لگا جو سنت محمدیہ پر عمل کریں اور بد عاتِ سئیہ و رسوم قبیحہ کو چھوڑ دیں یہاں تک کہ بمبئی اور اسکے نواح میں یہ مشہور ہے کہ جو مولوی اولیاء کی قبروں کو سجدہ اور طواف کرنے سے منع کرے وہ وہابی ہے بلکہ جو سود کی حرمت ظاہر کرے وہ بھی وہابی ہے گو کتنا ہی بڑا مسلمان کیوں نہ ہو اسکے بعد لفظ وہابی ایک گالی کا لفظ بن گیا سو اگر کوئی ہندی شخص کسی کو وہابی کہتا ہے تو یہ مطلب نہیں کہ اس کا عقیدہ فاسد ہے بلکہ یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ سنی حنفی ہے سنت پر عمل کرتا ہے بدعت سے بچتا ہے اور معصیت کے ارتکاب

نيران البدعة غضب جند ابليس عليهم وحرفوا كلامهم وبهتوهم وافتروا عليهم الافتراءات ورموهم بالوهابية وحاشاهم عن ذلك بل وتلك سنة الله التي سنها في خواص اوليائه كما قال الله تعالى في كتابه وكذلك جعلنا لكل نبي عدوا شياطين الانس والجن يوحي بعضهم الى بعض زخرف القول غرورا ولو شاء ربك ما فعلوه فذرهم وما يفترون فلما كان ذلك في الانبياء صلوات الله عليهم وسلامه وجب ان يكون في خلفائهم ومن يقوم مقامهم كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "نحن معاشر الانبياء اشد الناس بلاء ثم الامثل فالامثل ليتوفر حظهم ويكمل لهم اجرهم" فالذين ابتدعوا البدعات ومالوا الى الشهوات واتخذوا الٰههم الهوى والقوا انفسهم في هاوية الردى يفترون علينا الاكاذيب و

میں اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہے اور چونکہ ہمارے مشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہم احیاءِ سنت میں سعی کرتے اور بدعت کی آگ بجھانے میں مستعد رہتے تھے اسلئے شیطانی لشکر کو ان پر غصہ آیا اور ان کے کلام میں تحریف کر ڈالی اور ان پر بہتان باندھے طرح طرح کے افتراء کئے اور خطاب وہابیت کے ساتھ متہم کیا مگر حاشا کہ وہ ایسے ہوں بلکہ بات یہ ہے کہ یہ سنت اللہ ہے کہ جو خواص اولیاء میں ہمیشہ جاری رہی ہے چنانچہ اپنی کتاب میں خود ارشاد فرمایا ہے اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بنا دیئے ہیں جن والنس کے شیاطین کہ ایک دوسرے کی طرف جھوٹی باتیں ڈالتا رہتا ہے دھوکہ کے لئے اور (اے محمد) اگر تمہارا رب چاہتا تو یہ لوگ ایسا کام نہ کرتے سو چھوڑ دو انکو ان کے افتراء پر پس جب انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہ معاملہ رہا تو ضرور ہے کہ ان کے جانشینوں اور قائم مقاموں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم انبیاء کا گروہ سب سے زیادہ مورد بلا ہے پھر کامل اشبہ پھر کم اشبہ تاکہ ان کا حظ وافر اور اجر کامل ہو جائے، پس مبتدعین جو اختراع بدعات میں منہمک اور شہوات کی جانب مائل

الا باطيل وينسبون الينا الاضاليل فاذا انسب الينا فی حضرتکم قول یخالف المذهب فلا تلتفتوا اليه لا تظنوا بنا الا خيرًا وان اختلج فی صدرکم فاکتبوا الینا فانا نخبرکم بحقیقة الحال والحق من المقال فانکم عندنا قطب دائرة الاسلام - **توضیح الجواب** عندنا وعند مشائخنا زيارة قبر سيد المرسلين (روحی فداه) من اعظم القربات واهم المثوبات وانجح لنيل الدرجات بل قريبة من الواجبات وان كان حصوله بشد الرحال وبذل المهج والاموال وینوی وقت الارتحال زيارته عليه الف الف تحية وسلام و ینوی معها زيارة مسجده صلى الله عليه وسلم وغيره من البقاع والمشاهد الشريفة بل الاولى ماقال العلامة الهمام ابن الهمام ان يجرد النية لزيارة قبره عليه الصلوٰة والسلام ثم يحصل له اذا قدم

ہیں اور جنھوں نے خواہش نفس کو اپنا معبود بنایا ہے اور اپنے آپ کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈال دیا ہے ہم پر جھوٹے بہتان باندھے اور ہماری جانب گمراہی کی نسبت کرتے رہتے ہیں جو صاحب کبھی آپ کی خدمت میں ہماری جانب منسوب کر کے کوئی مخالف مذہب قول بیان کیا کرے تو آپ اسکی طرف التفات نہ فرمایا کریں اور ہمارے ساتھ حسن ظن کام میں میں لاویں اور اگر طبع مبارک میں کوئی خلجان پیدا ہو تو لکھ بھیجا کریں ہم ضرور واقعی حال اور سچی بات کی اطلاع دیں گے اس لئے کہ آپ حضرات ہمارے نزدیک مرکز دائرۃ الاسلام ہیں ،

جواب کی توضیح

روضۂ اطہر کی زیارت کے لئے سفر علمائے دیوبند کا عقیدہ

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک زیارہ قبر سید المرسلین (ہماری جان آپ پر قربان) اعلیٰ درجہ کی قربت اور نہایت ثواب اور سبب حصول درجات ہے بلکہ واجب کے قریب ہے گو شد رحال اور بذل جان و مال سے نصیب ہو اور سفر کے وقت آپ کی زیارت کی نیت کرے اور ساتھ میں مسجد نبوی اور دیگر مقامات و زیارت گاہ ہائے

زیارة المسجد لان فی ذلک زیادة تعظیمه واجلاله صلی اللہ علیہ وسلم ولیوافقه قوله صلی اللہ علیہ وسلم من جاءنی زائراً لا تحمله حاجة الا زیارتی کان حقاً علیّ ان اکون شفیعاً له یوم القیمة وکذا نقل عن العارف السامی الملا جامی انه افرز الزیارة عن الحج وھو اقرب الی مذھب المحبین۔

واما ما قالت الوھابیة من ان المسافر الی المدینة المنورة علی ساکنھا الف الف تحیة لا ینوی الا المسجد الشریف استدلالاً بقوله علیه الصلوٰة والسلام لا تشد الرحال الا الی ثلثة مساجد فمردود لان الحدیث لا یدل علی المنع اصلاً بل لو تامّله ذو فھم ثاقب لعلم انه بدلالة النص یدل علی الجواز فان العلة التی استثنیٰ بھا المساجد الثلاثة من عموم المساجد او البقاع ھو فضلھا المختص بھا وھو مع الزیارة موجود فی

متبرکہ کی بھی نیت کرے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ جو علامہ ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ خالص قبر شریف کی زیارت کی نیت کرے پھر جب وہاں حاضر ہوگا تو مسجد نبوی کی بھی زیارت حاصل ہو جائے گی، اس صورت میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم زیادہ ہے اور اسکی موافقت خود حضرت کے ارشاد سے ہو رہی ہے کہ جو میری زیارت کو آیا کہ میری زیارت کے سوا کوئی حاجت اس کو نہ لائی ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع بنوں، اور ایسا ہی عارف ملّا جامی سے منقول ہے کہ انھوں نے زیارت کے لئے حج سے علیحدہ سفر کیا اور یہی طرز مذہب عشاق سے زیادہ ملتا ہے۔

اب رہا وہابیہ کا یہ کہنا کہ مدینہ منورہ کی جانب سفر کرنے والے کو صرف مسجد نبوی کی نیت کرنی چاہئے اور اس قول پر اس حدیث کو دلیل لانا کہ کجاوے نہ کسے جاویں مگر تین مسجدوں کی جانب سو یہ قول مردود ہے اس لئے کہ حدیث کہیں بھی ممانعت پر دلالت نہیں کرتی بلکہ صاحب فہم اگر غور کرے تو یہی حدیث بدلالت النص جواز پر دلالت کرتی ہے کیونکہ جو علت سہ مساجد کے دیگر مسجدوں اور مقامات سے مستثنیٰ ہونے کی قرار پاتی ہے وہ ان مساجد

البقعة الشريفة فان البقعة الشريفة والرحبة المنيفة التی ضم اعضائه صلی اللہ علیہ وسلم افضل مطلقاً حتی من الکعبة ومن العرش و الکرسی کما صرح بہ فقہائنا رضی اللہ عنہم و لما استثنیٰ المساجد لذلك الفضل الخاص فاولیٰ ثم اولیٰ ان یستثنیٰ البقعة المبارکة لذلك الفضل العام وقد صرح بالمسئلة کما ذکرناہ بل بالبسط منها شیخنا العلامة شمس العلماء العاملین مولانا رشید احمد الجنجوهی قدس اللہ سرہ العزیز فی رسالتہ زبدۃ المناسك فی فضل زیارۃ المدینة المنورۃ وقد طبعت مراراً و ایضاً فی هذا المبحث الشریف رسالة الشیخ مشائخنا مولانا المفتی صدر الدین الدهلوی قدس اللہ سرہ العزیز قام فیها الطامة الکبریٰ علی الوهابیة و من وافقهم واتی ببراهین قاطعة وحجج ساطعة سماها احسن المقال فی شرح حدیث لاتشد الرحال طبعت واشتهرت فلیراجع الیها واللہ تعالیٰ اعلم۔

کی فضیلت ہی تو ہے اور فضیلت زیادتی کے ساتھ بقعہ شریفہ میں موجود ہے اسلئے کہ وہ قطعہ زمین جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء مبارکہ کو مس کئے ہوئے ہے علی الاطلاق افضل ہے یہانتک کہ کعبہ اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے چنانچہ فقہاء نے اسکی تصریح فرمائی ہے اور جب فضیلت خاصہ کی وجہ سے تین مسجدیں عموم نہی سے مستثنیٰ ہو گئیں تو بدرجہا اولیٰ ہے کہ بقعہ مبارکہ فضیلت عامہ کے سبب مستثنیٰ ہو،

ہمارے بیان کے موافق بلکہ اس سے بھی زیادہ بسط کے ساتھ اس مسئلہ کی تصریح ہمارے شیخ شمس العلماء حضرت مولانا مولوی رشید احمد گنگوہی قدس سرہ نے اپنے رسالہ زبدۃ المناسک کی فصل زیارت مدینہ منورہ میں فرمائی ہے جو بار بار طبع ہو چکا ہے نیز اسی مبحث میں ہمارے شیخ المشائخ مفتی صدر الدین دہلوی قدس سرہ کا ایک رسالہ تصنیف کیا ہوا ہے جس میں مولینا نے وہابیہ اور ان کے موافقین پر قیامت ڈھادی اور بیخ کن دلائل ذکر فرمائے ہیں اس کا نام "احسن المقال فی شرح حدیث لاتشد الرحال" ہے، وہ طبع ہو کر مشتہر ہو چکا ہے، اس کی طرف رجوع کرنا چاہیئے،

السوال الثالث والرابع:۔ ھل للرجل ان یتوسل فی دعواتہ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد الوفات ام لا؟۔ ایجوز التوسل عندکم بالسلف الصالحین من الانبیاء والصدیقین والشہداء واولیاء رب العالمین ام لا؟۔ **الجواب**:۔ عندنا وعند مشائخنا یجوز التوسل فی الدعوات بالانبیاء والصلحین من الاولیاء والشہداء والصدیقین فی حیوتہم وبعد وفاتہم بان یقول فی دعائہ اللھم انی اتوسل الیک بفلان ان تجیب دعوتی وتقضی حاجتی الی غیر ذلک کما صرح بہ شیخنا ومولانا الشاہ محمد اسحٰق الدہلوی ثم المہاجر المکی ثم بینہ فی فتاواہ شیخنا ومولانا رشید احمد الگنگوھی رحمۃ اللہ علیہما وفی ھذا الزمان شائعۃ مستفیضۃ بایدی الناس وھذہ المسئلۃ مذکورۃ علی صفحہ ۹۳ من الجلد الاول منہا فلیراجع الیہا من شاء

تیسرا اور چوتھا سوال

مسئلہ توسل کیا وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل لینا دعاؤں میں جائز ہے یا نہیں تمہارے نزدیک سلف صالحین یعنی انبیاء صدیقین اور شہداء واولیاء اللہ کا توسل بھی جائز ہے یا ناجائز۔

جواب

علمائے دیوبند کے نزدیک دعاء میں توسل جائز ہے

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء وصلحاء اور اولیاء وشہداء وصدیقین کا توسل جائز ہے انکی حیات میں یا بعد وفات بایں طور کہ کہے یا اللہ میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت براری چاہتا ہوں اسی جیسے اور کلمات کہے چنانچہ اسکی تصریح فرمائی ہے ہمارے شیخ مولینا شاہ محمد اسحاق دہلوی ثم المکی نے، پھر مولینا رشید احمد گنگوہی نے بھی اپنے فتاوی میں اسکو بیان فرمایا ہے جو چھپا ہوا آجکل لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہے، اور یہ مسئلہ اسکی پہلی جلد کے صفحہ ۹۳ پر مذکور ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے۔

السوال الخامس ماقولکم فی حیوۃ النبی علیہ الصلوۃ والسلام فی قبرہ الشریف ھل ذلک امر مخصوص بہ ام مثل سائر المؤمنین رحمۃ اللہ علیہم حیوتہ برزخیۃ **الجواب** عندنا و عند مشائخنا حضرۃ الرسالۃ صلی اللہ علیہ وسلم حیٌّ فی قبرہ الشریف وحیوتہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیویۃ من غیر تکلیف وھی مختصۃ بہ صلی اللہ علیہ وسلم وبجمیع الانبیاء صلوات اللہ علیہم والشھداء — لا برزخیۃ کما ھی حاصلۃ لسائر المؤمنین بل لجیمع الناس کما نص علیہ العلامۃ السیوطی فی رسالتہ انباء الاذکیاء بحیوۃ الانبیاء حیث قال قال الشیخ تقی الدین السبکی حیوۃ الانبیاء والشھداء فی القبر کحیوتھم فی الدنیا ولیشھد لہ صلوۃ موسیٰ علیہ السلام فی قبرہ فان الصلوۃ تستدعی جسداً احیاً الیٰ اٰخر ما قال فثبت بھذا

پانچواں سوال

مسئلہ حیات النبیؐ کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں حیات کے متعلق کہ کوئی خاص حیات آپ کو حاصل ہے یا عام مسلمانوں کیطرح برزخی حیات ہے،

جواب

مسئلہ حیات النبیؐ میں علمائے دیوبند کا عقیدہ ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے، جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ انباء الاذکیاء بحیٰوۃ الانبیاء میں بتصریح لکھا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء و شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اسکی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے الخ

ان حیوته دنیویة بوبرزخیة لکونها فی عالم البرزخ ولشیخنا شمس الاسلام والدین محمد قاسم العلوم علی المستفیدین قدس الله سره العزیز فی هذه المبحث رسالة مستقلة دقیقة الماخذ بدیعة المسلک لم یر مثلها قد طبعت وشاعت فی الناس واسمها آب حیات ای ماء الحیوة۔

السوال السادس هل للداعی فی المسجد النبوی ان یجعل وجهه الی القبر المنیف ویسئل من المولی الجلیل متوسلا بنبیه الفخیم النبیل۔

الجواب اختلف الفقهاء فی ذلک کما ذکره الملا علی القاری رحمه الله تعالیٰ فی المسلک والمنقسط فقال ثم اعلم انه ذکر بعض مشائخنا کابی اللیث ومن تبعه کالکرمانی والسروجی انه یقف الزائر مستقبل القبلة کذا رواه الحسن عن ابی حنیفة رضی الله عنهما ثم نقل عن ابن الهمام بان مانقل عن ابی اللیث مردود بما روی ابوحنیفة عن

پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے اور اس معنے کے برزخی حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل جو طبع ہوکر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے اسکا نام آب حیات ہے۔

چھٹا سوال

روضۂ اقدس کی طرف متوجہ ہوکر توسّل فی الدعاء کیا جائز ہے مسجد نبوی میں دعا کرنیوالے کو یہ صورت کہ قبر شریف کی طرف منہ کرکے کھڑا ہو اور حضرت کا واسطہ دیکر حق تعالیٰ سے دعا مانگے۔

جواب

روضۂ اطہر کی طرف متوجہ ہوکر توسّل فی الدعاء جائز ہے، علمائے دیوبند کا عقیدہ اس میں فقہاء کا اختلاف ہے جیسا کہ ملا علی قاری نے مسلک منقسط میں، ذکر کیا ہے فرماتے ہیں معلوم کرو کہ ہمارے بعض مشائخ ابواللیث اور ان کے پیرو کرمانی وسروجی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ زیارت کرنیوالے کو قبلہ کیطرف منہ کرکے کھڑا ہونا چاہیئے جیسا کہ امام حسن نے امام ابوحنیفہ

ابن عمر رضی اللہ عنہ انہ قال من السنۃ ان تاتی القبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتستقبل القبر بوجہك ثم تقول السلام علیك ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ثم ایدہ بروایۃ اخری اخرجہا المجد الدین اللغوی عن ابن المبارك قال سمعت اباحنیفۃ یقول قدم ابوایوب السختیانی وانا بالمدینۃ فقلت لانظرن مایصنع فجعل ظہرہ ممایلی القبلۃ ووجہہ مما یلی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبکی غیر متباك فقام مقام فقیہ ثم قال العلامۃ القاری بعد نقلہ وفیہ تنبیہ علی ان ھذا ھو مختار الامام بعد ما کان مترددا فی مقام المرام ثم قال الجمع بین الروایتین ممکن الخ کلام الشریف۔

فظہر بھذا انہ یجوز کلا الامرین لکن المختار ان یستقبل وقت الزیارۃ ممایلی وجہہ الشریف صلی اللہ علیہ وسلم وھو الماخوذ بہ

رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس کے بعد ابن ہمام سے نقل کیا ہے کہ ابوالليث کی روایت نامقبول ہے اسلئے کہ امام ابوحنیفہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ سنت یہ ہے کہ جب تم قبر شریف پر حاضر ہو تو قبر مطہر کیطرف منہ کرکے اس طرح کہو آپ پر سلام نازل ہو اے نبی اور اللہ تعالی کی رحمت وبرکات نازل ہوں پھر اسکی تائید میں دوسری روایت لائے ہیں جسکو مجدالدین لغوی نے ابن مبارک سے نقل کیاہے وہ فرماتے ہیں میں نے امام ابوحنیفہ کو اس طرح فرماتے سناکہ جب ابوایوب سختیانی مدینہ منورہ میں آئے تو میں وہیں تھا میں نے کہا میں ضرور دیکھونگا یہ کیا کرتے ہیں سوانھوں نے قبلہ کیطرف پشت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کی طرف اپنا منہ کیا اور بلا تصنع رودئے تو بڑے فقیہ کی طرح قیام کیا پھر اس کو نقل کرکے علامہ قاری فرماتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہی صورت امام صاحب کی پسند کردہ ہے، ہاں پہلے ان کو تردد تھا، پھر علامہ نے یہ بھی کہاکہ دونوں روایتوں میں تطبیق ممکن ہے الخ

غرض اس سے ظاہر ہوگیا کہ جائز دونوں صورتیں ہیں مگر اولی یہی ہے کہ زیارت کے وقت چہرہ مبارک کی طرف منہ کرکے کھڑا ہونا چاہیئے اور یہی ہمارے نزدیک معتبر ہے

عندنا وعليه عملنا وعمل مشائخنا وهكذا الحكم في الدعاء كما روي عن مالك رحمه الله تعالى لما ساله بعض الخلفاء وقد صرح به مولانا الگنگوهي في رسالته زبدة المناسك واما مسئلة التوسل فقد مرت في نمرة ۲،۳

السوال السابع ما قولكم في تكثير الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم وقراءة دلائل الخيرات والاوراد۔

الجواب يستحب عندنا تكثير الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم وهو من ارجى الطاعات واجب المندوبات سواء كان لقراءة الدلائل والاوراد الصلوتية المؤلفة في ذلك او بغيرها ولكن الافضل عندنا ما صح بلفظه صلى الله عليه وسلم ولو صلى بغير ما ورد عنه صلى الله عليه وسلم لم يخل عن الفضل ويستحق لبشارة من صلى علي صلوة صلى الله

اور اسی پر ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عمل ہے اور یہی حکم دعا مانگنے کا ہے جیسا کہ امام مالکؒ سے مروی ہے جبکہ ان کے کسی خلیفہ نے ان سے مسئلہ دریافت کیا تھا اور اس کی تصریح مولانا گنگوہی اپنے رسالہ زبدۃ المناسک میں کر چکے ہیں اور توسل کا مسئلہ ابھی صفحہ ۲،۳ [1] میں گذر چکا ہے۔

ساتواں سوال

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت درود

کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود بھیجنے اور دلائل الخیرات اور دیگر اوراد پڑھنے کی بابت۔

جواب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کثرت سے بھیجنا مستحب ہے علمائے دیوبند کا عقیدہ

ہمارے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت موجب اجر و ثواب طاعت ہے خواہ دلائل الخیرات پڑھ کر ہو یا درود شریف کے دیگر رسائل مؤلفہ کی تلاوت سے ہو، لیکن افضل ہمارے نزدیک وہ درود ہے جس کے لفظ بھی حضرت سے منقول ہیں گو غیر منقول کا پڑھنا بھی فضیلت سے خالی نہیں اور اس بشارت کا مستحق ہو ہی جائے گا کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا حق تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا

[1] کتاب ہذا صہ

علیه عشرا وکان شیخنا العلامة الگنگوهی یقراء الدلائل وکذالک المشائخ الاخر من ساداتنا وقد کتب فی ارشاداته مولانا ومرشدنا قطب العالم حضرة الحاج امداد الله قدس الله سره العزیز و امر اصحابه بان یحزبوه وکانوا یروون الدلائل روایة وکان یجیز اصحابه بالدلائل مولانا الگنگوهی رحمة الله علیه۔

السوال الثامن والتاسع والعاشر هل یصح لرجل ان یقلد احدا من الائمة الاربعة فی جمیع الاصول والفروع ام لا وعلی تقدیر الصحة هل هو مستحب ام واجب ومن تقلدون من الائمة فروعا اواصولا۔ **الجواب** لابد للرجل فی هذا الزمان ان یقلد احدا من الائمة الاربعة رضی الله تعالیٰ عنهم بل یجب فانا جربنا کثیرا

خود ہمارے شیخ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ اور دیگر مشائخ دلائل الخیرات پڑھا کرتے تھے، اور مولانا حضرت حاجی امداد اللہ شاہ مہاجر مکی قدس سرہ نے اپنے ارشادات میں تحریر فرما کر مریدین کو امر بھی کیا ہے کہ دلائل کا ورد بھی رکھیں اور ہمارے مشائخ ہمیشہ دلائل کو روایت کرتے رہے اور مولانا گنگوہی بھی اپنے مریدین کو اجازت دیتے رہے،

آٹھواں ۸ نواں ۹ اور دسواں ۱۰ سوال

تقلیدِ ائمہ اربعہ مستحب ہے یا واجب؟ تمام اصول وفروع میں چاروں اماموں میں سے کسی ایک امام کا مقلد بن جانا درست ہے یا نہیں؟ اور اگر درست ہے تو مستحب ہے یا واجب، اور تم کس امام کے مقلد ہو،

جواب

ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید واجب ہے، اور علمائے دیوبند امام ابو حنیفہؒ کے مقلد ہیں اس زمانہ میں نہایت ضروری ہے کہ چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کی جائے بلکہ واجب ہے کیونکہ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ ائمہ کی تقلید چھوڑنے

ان مآل ترك تقليد الائمة واتباع رای نفسه وهواها السقوط فی حفرة الالحاد والزندقة اعاذنا الله منها ولاجل ذلك نحن ومشائخنا مقلدون فی الاصل والفروع لامام المسلمین ابی حنیفة رضی الله تعالیٰ عنه اماتنا الله علیه وحشرنا فی زمرته ولمشائخنا فی ذلك تصانیف عدیدة شاعت واشتهرت فی الآفاق :۔ **السوال الحادی عشر**

وهل یجوز عندکم الاشتغال باشغال الصوفیه وبیعتهم وهل تقولون بصحة وصول الفیوض الباطنیة عن صدور الاکابر وقبورهم وهل یستفید اهل السلوك من روحانیة المشائخ الاجلة ام لا ۔

الجواب یستحب عندنا اذا فرغ الانسان من تصحیح العقائد وتحصیل المسائل الضروریة من الشرع ان یبایع شیخا راسخا القدم

اور اپنے نفس و ہوا کے اتباع کرنے کا انجام الحاد و زندقہ کے گڑھے میں جاگرنا ہے اللہ پناہ میں رکھے اور بایں وجہ ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول و فروع میں امام المسلمین ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد ہیں خدا کرے اسی پر ہماری موت ہو، اور اسی زمرہ میں ہمارا حشر ہو۔ اور اس مبحث میں ہمارے مشائخ کی بہترین تصانیف دنیا میں مشہور و شائع ہو چکی ہیں،

گیارہواں سوال

بیعتِ مشائخ اور اُنکے فیض سے استفادہ ؟! کیا صوفیہ کے اشغال میں مشغول، اور ان سے بیعت ہونا تمہارے نزدیک جائز اور اکابر کے سینہ اور قبر کے باطنی فیضان پہونچنے کے تم قائل ہو یا نہیں اور مشائخ کی روحانیت سے اہل سلوک کو نفع پہونچتا ہے یا نہیں

جواب

مشائخ صوفیہ سے بیعت اور ان کے فیوض سے استفادہ! علمائے دیوبند کا نظریہ وعمل، ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ انسان جب عقائد کی درستی اور شرع کے مسائل ضروریہ کی تحصیل سے فارغ ہو جاوے تو ایسے شیخ سے بیعت ہو جو شریعت میں

فی الشریعة زاهداً فی الدنیا راغباً فی الآخرة قد قطع عقبات النفس وتمرن فی المنجیات وتبتل عن المهلکات کاملاً مکملاً ویضع یدہ فی یدہ ویحبس نظرہ فی نظرہ ویشتغل باشتغال الصوفیة من الذکر والفکر والفناء الکلی فیه ویکتسب النسبة التی هی النعمة العظمیٰ والغنیمة الکبریٰ وهی المعبر عنها بلسان الشرع بالاحسان واما من لم یتیسر له ذلک ولم یقدر له ما هنالک فیکفیه الانسلاک بسلکهم والانخراط فی حزبهم فقد قال رسول الله صلی الله علیه وسلم المرء مع من احب اولئک قوم لا یشقی جلیسهم وبحمد الله تعالیٰ وحسن انعامه نحن ومشائخنا قد دخلوا فی بیعتهم واشتغلوا باشغالهم وتصدوا للارشاد والتلقین والحمد لله علی ذلک واما الاستفادة من روحانیة المشائخ الاجلة ووصول الفیوض الباطنیة من صدورهم او قبورهم فیصح علی الطریقة المعروفة فی اهلها وخواصها لا بما هو شائع فی العوام۔

راسخ القدم ہو دنیا سے بے رغبت ہو آخرت کا طالب ہو نفس کی گھاٹیوں کو طے چکا ہو خوگر ہو نجات دہندہ اعمال کا اور علیحدہ ہو تباہ کن افعال سے خود بھی کامل ہو دوسروں کو بھی بنا سکتا ہو ایسے مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر اپنی نظر اسکی نظر میں مقصور رکھے اور صوفیہ کے اشغال یعنی ذکر و فکر اور اسمیں فنا تام کے ساتھ مشغول ہو اور اس نسبت کا اکتساب کرے جو نعمت عظمیٰ اور غنیمت کبریٰ ہے جسکو شرع میں احسان کیساتھ تعبیر کیا گیا ہے اور جسکو یہ نعمت میسر نہ ہو اور یہاں تک نہ پہونچ سکے اسکو بزرگوں کے سلسلہ میں شامل ہوجانا ہی کافی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی اس کے ساتھ ہے جسکے ساتھ اسے محبت ہو وہ ایسے لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا محروم نہیں رہ سکتا، اور بحمد اللہ ہم اور ہمارے مشائخ ان حضرات کی بعیت میں داخل اور ان کے اشغال کے شاغل اور ارشاد و تلقین کے درپے رہے ہیں والحمد للہ علی ذلک اب رہا مشائخ کی روحانیت سے استفادہ اور ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض کا پہنچنا سو بیشک صحیح ہے مگر اس طریق سے جو اسکے اہل اور خواص کو معلوم ہے نہ اس طرز سے جو عوام میں رائج ہے۔

السوال الثانی عشر[۱۲] قد کان محمد بن عبد الوهاب النجدی یستحیل دماء المسلمین واموالهم واعراضهم وکان ینسب الناس کلهم الی الشرک ویسب السلف فکیف ترون ذلک وهل تجوزون تکفیر السلف والمسلمین واهل القبلة امر کیف مشربکم۔

الجواب الحکم عندنا فیهم ما قال صاحب الدر المختار وخوارج وهم قوم لهم منعة خرجوا علیه بتاویل یرون انه علی باطل کفرا ومعصیة توجب قتاله بتاویلهم یستحلون دماءنا واموالنا ویسبون نساءنا الی ان قال وحکمهم حکم البغاة ثم قال وانما لم نکفرهم لکونه عن تاویل وان کان باطلا وقال الشامی فی حاشیته کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوهاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین

بارھواں سوال

قتل مسلم کے بارے میں نجدی عقیدہ | محمد بن عبدالوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا مسلمانوں کے خون اور ان کے مال و آبرو کو اور تمام لوگوں کو منسوب کرتا تھا شرک کی جانب اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے اور کیا سلف اور اہل قبلہ کی تکفیر کو تم جائز سمجھتے ہو یا کیا مشرب ہے،

جواب

قتل مسلم کے بارے میں نجدی عقیدہ سے علمائے دیوبند کی براءت | ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے اور خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے، اس تاویل سے یہ لوگ ہماری جان و مال کو حلال سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قید بناتے ہیں، آگے فرماتے ہیں ان کا حکم باغیوں کا ہے پھر یہ بھی فرمایا کہ ہم ان کی تکفیر صرف اس لئے نہیں کرتے کہ یہ فعل تاویل سے ہے اگرچہ

وكانوا ينتحلون مذهب الحنابلة لكنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشركون واستباحوا بذلك قتل اهل السنة وقتل علمائهم حتى كسر الله شوكتهم ثم اقول ليس هو ولا احد من اتباعه وشيعته من مشائخنا فی سلسلة من سلاسل العلم من الفقه والحديث والتفسير والتصوف واما استحلال دماء المسلمين و اموالهم واعراضهم فاما ان يكون بغير حق او بحق فان كان بغير حق فاما ان يكون من غير تاويل فكفر وخروج عن الاسلام وان كان بتاويل لايسوغ فی الشرع ففسق واما ان كان بحق فجائز بل واجب واما تكفير السلف من المسلمين فحاشا ان نكفر احدا منهم بل هو عندنا رفض وابتداع فی الدين وتكفير اهل

باطل ہی سہی، اور علامہ شامی نے اس کے حاشیہ میں فرمایا ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے اپنے کو حنبلی مذہب بتاتے تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بناء پر انھوں نے اہل سنت اور علماء اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے انکی شوکت توڑ دی اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ عبدالوہاب اور اسکا تابع کوئی شخص بھی ہمارے کسی سلسلہ مشائخ میں نہیں نہ تفسیر و فقہ و حدیث کے علمی سلسلہ میں نہ تصوف میں اب رہا مسلمانوں کی جان و مال و آبرو کا حلال سمجھنا سو یا ناحق ہوگا یا حق، پھر اگر ناحق ہے تو یا بلا تاویل ہوگا جو کفر اور خارج از اسلام ہوتا ہے، اور اگر ایسی تاویل سے ہے جو شرعاً جائز نہیں تو فسق ہے، اور اگر بحق ہو تو جائز بلکہ واجب ہے، باقی رہا سلف اہل اسلام کو کافر کہنا سو حاشا ہم ان میں سے کسی کو کافر کہتے یا سمجھتے ہوں بلکہ یہ فعل ہمارے نزدیک رفض اور دین میں اختراع ہے ہم تو ان بدعتیوں کو بھی جو اہل قبلہ ہیں جب تک دین کے کسی ضروری حکم کا انکار نہ کریں کافر نہیں کہہ سکتے ہاں جس وقت دین کے کسی ضروری امر کا انکار ثابت ہو جائے گا تو کافر سمجھیں گے اور احتیاط کریں گے،

اهل القبلة من المبتدعين فلا نكفرهم مالم ينكروا حكما ضروريا من ضروريات الدين فاذا ثبت انكار امر ضروري من الدين نكفرهم ونحتاط فيه وهذا دأبنا ودأب مشائخنا رحمهم الله تعالىٰ۔

السوال الثالث عشر والرابع عشر ما قولكم في امثال قوله تعالىٰ الرحمٰن على العرش استوى هل تجوزون اثبات جهة و مكان للبارى تعالىٰ ام كيف رأيكم فيه۔ **الجواب** قولنا في امثال تلك الآيات انا نؤمن بها ولا يقال كيف ونؤمن بالله سبحانه وتعالىٰ متعال ومنزه عن صفات المخلوقين وعن سمات النقص والحدوث كما هو رأى قدمائنا واما ما قال المتأخرون من ائمتنا في تلك الآيات يأولونها بتاويلات صحيحة سائغة في اللغة والشرع بانه يمكن ان يكون المراد من الاستواء الاستيلاء ومن اليد القدرة

یہی طریقہ ہمارا اور ہمارے جملہ مشائخ رحمہم اللہ کا ہے۔

تیرھواں اور چودھواں سوال

تجسیم وجہاتِ باری تعالیٰ | کیا کہتے ہو حق تعالیٰ کے اس قسم کے قول میں کہ رحمان عرش پر مستوی ہوا، کیا جائز سمجھتے ہو باری تعالیٰ کے لئے جہت و مکان کا ثابت کرنا یا کیا رائے ہے،

جواب

باری تعالیٰ تجسیم وجہات سے منزہ و پاک ہے، علمائے دیوبند کا عقیدہ | اس قسم کی آیات میں ہمارا مذہب یہ ہے کہ ان پر ایمان لاتے ہیں اور کیفیت سے بحث نہیں کرتے یقیناً جانتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مخلوق کے اوصاف سے منزہ اور نقص و حدوث کی علامات سے مبرا ہے جیسا کہ ہمارے متقدمین کی رائے ہے اور ہمارے متاخرین اماموں نے ان آیات میں جو صحیح اور لغت و شرع کے اعتبار سے جائز تاویلیں فرمائی ہیں تاکہ کم فہم سمجھ لیں مثلاً یہ کہ ممکن ہے استواء سے مراد غلبہ ہو اور ہاتھ سے مراد قدرت تو یہ بھی ہمارے نزدیک حق

الی غیر ذلک تقریبًا الی افہام القاصرین فحق الیضًا عندنا و اما الجہۃ و المکان فلا نجوز اثباتہما لہ تعالیٰ ونقول انہ تعالیٰ منزہ ومتعال عنہما وعن جمیع سمات الحدوث:۔

السوال الخامس عشر ہل ترون احدًا افضل من النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الکائنات:۔

الجواب اعتقادنا و اعتقاد مشائخنا ان سیدنا ومولانا حبیبنا و شفیعنا محمدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الخلائق کافۃ وخیرہم عند اللہ تعالیٰ لا یساویہ احد بل ولا یدانیہ صلی اللہ علیہ وسلم فی القرب من اللہ تعالیٰ والمنزلۃ الرفیعۃ عندہ وہو سید الانبیاء والمرسلین وخاتم الاصفیاء والنبیین کما ثبت بالنصوص وہو الذی نعتقدہ وندین اللہ تعالیٰ بہ وقد صرح بہ مشائخنا فی غیر ما تصنیف۔

حق ہے البتہ جہت ومکان کا اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کرنا ہم جائز نہیں سمجھتے اور یوں کہتے ہیں کہ وہ جہت ومکانیت اور جملہ علامات حدوث سے منزہ و عالی ہے

پندرھواں سوال

افضلیتِ محمدی | کیا تمہاری رائے یہ ہے کہ مخلوق میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کوئی افضل ہے۔

جواب

آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات سے افضل و اعلیٰ ہیں | ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا ومولٰینا وحبیبنا وشفیعنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمامی مخلوق سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر ہیں اللہ تعالیٰ سے قرب ومنزلت میں کوئی شخص آپ کے برابر تو کیا قریب بھی نہیں ہو سکتا آپ سردار ہیں جملہ انبیاء اور رسل کے اور خاتم ہیں سارے برگزیدہ گروہ کے جیسا کہ نصوص سے ثابت ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے اور یہی دین اور ایمان اسی کی تصریح ہمارے مشائخ بہتیری تصانیف میں کر چکے ہیں۔

السوال السادس عشر اتجوزون وجود النبی بعد النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام وھو خاتم النبیین وقد تواتر معنی قولہ علیہ السلام لا نبی بعدی وامثالہ وعلیہ انعقد الاجماع وکیف رأیکم فیمن جوز وقوع ذٰلک مع وجود ھٰذہ النصوص وھل قال احد منکم اومن اکابرکم ذٰلک؟

الجواب اعتقادنا واعتقاد مشائخنا ان سیدنا ومولانا وحبیبنا وشفیعنا محمدا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خاتم النبیین لا نبی بعدہ کما قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ فی کتابہ ولٰکن رَّسُولَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وثبت باحادیث کثیرۃ متواترۃ المعنی باجماع الامۃ وحاشا ان یقول احد منا خلاف ذٰلک فانہ من انکر ذٰلک فھو عندنا کافر لانہ منکر للنص القطعی الصریح۔

نعم شیخنا ومولانا سید الاذکیاء المدققین المولوی محمد قاسم

سولہواں سوال

مسئلہ ختم نبوت کیا کسی نبی کا وجود جائز سمجھتے ہو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد حالانکہ آپ خاتم النبیین ہیں اور معنیً درجہ تواتر کو پہونچ گیا ہے آپ کا یہ ارشاد کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور اس پر اجماع امت منعقد ہو چکا ہے اور جو شخص باوجود ان نصوص کے کسی نبی کا وقوع جائز سمجھے اس کے متعلق تمھاری رائے کیا ہے اور کیا تم میں سے یا تمھارے اکابر میں سے کسی نے ایسا کہا ہے،

جواب

آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے سردار اور آقا اور پیارے شفیع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہیں جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے، ولیکن محمد اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں، اور یہی ثابت ہے بکثرت حدیثوں سے جو معنیً حد تواتر تک پہونچ گئیں اور نیز اجماع امت سے سو حاشا کہ ہم میں سے کوئی اسکے خلاف کہے کیونکہ جو اسکا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے اسلئے کہ منکر ہے نص صریح قطعی کا بلکہ

النانوتوی رحمه الله تعالیٰ التی بدقة نظره تدقیقا بدیعا اکمل ختمیته علی وجه الکمال واتمها علی وجه التمام فانه رحمه الله تعالیٰ قال فی رسالته المسماة بتحذیر الناس ماحاصله ان الخاتمیة جنس تحته نوعان احدهما خاتمیة زمانیة وهوان یکون زمان نبوته صلی الله علیه وسلم متاخرا من زمان نبوة جمیع الانبیاء ویکون خاتما لنبوتهم بالزمان والثانی خاتمیة ذاتیة وهی ان یکون نفس نبوته صلی الله علیه وسلم ختمت بها وانتهت الیها نبوة جمیع الانبیاء وکما انه صلی الله علیه وسلم خاتم النبیین بالذات فان کل مابالعرض یختم علی مابالذات وینتهی الیه ولا یتعدی اه ولما کان نبوة صلی الله علیه وسلم بالذات ونبوة سائر الانبیاء بالعرض لان بنوتهم علیهم السلام بواسطة نبوته صلی الله علیه وسلم وهو الفرد الاکمل الاوحد الاجل

حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی نے ختم نبوت محمدی کو علی وجہ الکمال ثابت کیا ہے !	ہمارے شیخ ومولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

نے اپنی دقت نظر سے عجیب ودقیق مضمون فرما کر آپ کی خاتمیت کو کامل وتام ظاہر فرمایا ہے جو کچھ مولانا نے اپنے رسالہ تحذیر الناس میں بیان فرمایا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ خاتمیت ایک جنس ہے جسکے تحت میں دو نوع داخل ہیں ایک خاتمیت باعتبار زمانہ وہ یہ کہ آپ کی نبوت کا زمانہ تمام انبیاء کی نبوت کے زمانہ سے متأخر ہے اور آپ بحیثیت زمانہ کے سب کی نبوت کے خاتم ہیں، اور دوسری نوع خاتمیت باعتبار ذات جسکا مطلب یہ ہے کہ آپ ہی کی نبوت ہے جسپر تمام انبیاء کی نبوت ختم ومنتہی ہوئی اور جیساکہ آپ خاتم النبیین ہیں باعتبار زمانہ اسی طرح آپ خاتم النبیین ہیں بالذات کیونکہ ہر وہ شے جو بالعرض ہو ختم ہوتی ہے اس پر جو بالذات ہوتی ہو اس سے آگے سلسلہ نہیں چلتا اور جب کہ آپ کی نبوت بالذات ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت بالعرض اس لئے کہ سلسلے انبیاء کی نبوت آپکی نبوت کے واسطہ سے ہے اور آپ ہی فرد اکمل ویگانہ اور دائرہ رسالت و

قطب دائرة النبوة والرسالة وواسطة عقدها فهو خاتم النبيين ذاتا وزمانا وليس خاتميته صلی اللہ علیہ وسلم منحصرة فی الخاتمية الزمانية فانه ليس كبيرة فضل ولا زيادة رفعة ان يكون زمانه صلی اللہ علیہ وسلم متاخرا من زمان الانبياء قبله بل السيادة الكاملة والرفعة البالغة والمجد الباهر والفخر الزاهر تبلغ غايتها اذا كان خاتميته صلی اللہ علیہ وسلم ذاتا وزمانا واما اذا قتصر علی الخاتميه الزمانية فلا تبلغ سيادته رفعته صلی اللہ علیہ وسلم كمالها ولا

وهذا تدقيق منه رحمه الله تعالیٰ ظهر له فی مكاشفات فی اعظام شانه واجلال برهانه وتفضيله وتبجيله صلی اللہ علیہ وسلم كما حققه المحققون من ساداتنا العلماء كالشيخ الاكبر والتقی السبكی وقطب العالم الشيخ عبد القدوس الگنگوهی

نبوت کے مرکز اور عقدِ نبوت کے واسطہ ہیں پس آپ خاتم النبیین ہوئے ذاتاً بھی اور زماناً بھی اور آپ کی خاتمیت صرف زمانہ کے اعتبار سے نہیں ہے اس لئے کہ یہ کوئی بڑی فضیلت نہیں کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانہ سے پیچھے ہے بلکہ کامل سرداری اور غایت رفعت انتہا درجہ کا شرف اسی وقت ثابت ہو گا جب کہ آپ کی خاتمیت ذات اور زمانہ دونوں اعتبار سے ہو ورنہ محض زمانہ کے اعتبار سے خاتم الانبیاء ہونے سے آپ کی سیادت ورفعت نہ مرتبہ کمال کو پہونچے گی اور نہ آپ کو جامعیت وفضل کلی کا شرف حاصل ہو گا۔

اور یہ دقیق مضمون جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت ورفعت شان وعظمت کے بیان میں مولینا کا مکاشفہ ہے، ہمارے خیال میں علماء متقدمین اور اذکیاء متجرین میں سے کسی کا ذہن اس میدان کے نواح تک بھی نہیں گھوما، ہاں ہندوستان کے بدعتیوں کے نزدیک کفر وضلال بن گیا،

رحمهم الله تعالیٰ لم یحم حول سرادقات ساحته فیما نظن ونری ذهن کثیر من العلماء المتقدمین والاذکیاء المتبحرین۔

وهو عند المبتدعین من اهل الهند کفر وضلال ویوسوسون الی اتباعهم واولیائهم انه انکار لخاتمیته صلی الله علیه وسلم فهیهات وهیهات ولعمری انه لافری الفری واعظم زور وبهتان بلا امتراء ما حملهم علی ذلك الا الحقد والشحناء والحسد والبغضاء لاهل الله تعالیٰ وخواص عباده وکذلك جرت السنة الالهیة فی انبیائه واولیائه۔

السوال السابع عشر

هل تقولون ان النبی صلی الله علیه وسلم لا یفضل علینا الا کفضل الاخ الاکبر علی الاخ الاصغر او غیره وهل کتب احد منکم هذا المضمون فی کتاب

الجواب لیس احد منا ولا من اسلافنا الکرام معتقدا بهذا

اہل بدعت کی طرف سے حضرت نانوتویؒ پر ختم نبوت محمدی سے انکار کا بہتان اور اسکی حقیقت

یہ مبتدعین اپنے چیلوں اور تابعین کو یہ وسوسہ دلاتے ہیں کہ یہ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا انکار ہے افسوس صد افسوس، قسم ہے اپنی زندگی کی کہ ایسا کہنا پرلے درجہ کا افتراء ہے اور بڑا جھوٹ وبہتان ہے۔ جسکا باعث محض کینہ وعداوت وبغض ہے اہل اللہ اور اسکے خاص بندوں کے ساتھ اور سنت اللہ اسی طرح جاری ہے انبیاء اور اولیاء میں

سترھواں سوال

آنحضرتؐ کی مسلمانوں پر فضیلت کس اسقدر ہے جتنی بڑے بھائی کی چھوٹے بھائی پر

کیا تم اس کے قائل ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بس ہم پر ایسی فضیلت ہے جیسے بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے اور کیا تم میں سے کسی نے کسی کتاب میں یہ مضمون لکھا ہے۔

البتة ولا نظن شخصا من ضعفاء الایمان ایضا یتفوہ بمثل ھذہ الخرافات ومن یقل ان النبی علیہ السلام لیس لہ فضل علینا الا کما یفضل الاخ الاکبر علی الاصغر فنعتقد فی حقہ انہ خارج عن دائرۃ وقد صرحت تصانیف جمیع الاکابر من اسلافنا بخلاف ذلک وقد بینوا وصرحوا وحرروا وجوہ فضائلہ و احساناتہ علیہ السلام علینا معشر الامۃ بوجوہ عدیدۃ بحیث لا یمکن اثبات مثل بعض تلک الوجوہ لشخص من الخلائق فضلا عن جملتہا وان افتری احد بمثل ھذہ الخرافات الواھیۃ علینا او علی اسلافنا فلا اصل لہ و لا ینبغی ان یلتفت الیہ اصلا فان کونہ علیہ السلام افضل البشر قاطبۃ واشرف الخلق کافۃ وسیادتہ علیہ السلام علی المرسلین جمیعًا وامامتہ النبیین من الامور القطعیۃ التی لا یمکن لادنی مسلم ان یتردد فیہ اصلا ومع ھذا ان

جواب

علمائے دیوبند کے عقیدہ کے مطابق آنحضرت افضل البشر ہیں

ہم میں اور ہمارے بزرگوں میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہے اور ہمارے خیال میں کوئی ضعیف الایمان بھی ایسی خرافات زبان سے نہیں نکال سکتا اور جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اسکے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے اور ہمارے تمام گذشتہ اکابر کی تصنیفات میں اس عقیدہ واہیہ کا خلاف مصرح ہے اور وہ حضرات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات اور وجوہ فضائل تمام امت پر بتصریح اسقدر بیان کر چکے اور لکھ چکے ہیں کہ سب تو کیا ان میں سے کچھ بھی مخلوق میں سے کسی کے لئے ثابت نہیں ہو سکتے اگر کوئی شخص ایسے واہیات خرافات کا ہم پر یا ہمارے بزرگوں پر بہتان باندھے وہ بے اصل ہے اور اسکی طرف توجہ بھی مناسب نہیں اس لئے کہ حضرت کا افضل البشر اور تمامی مخلوقات سے اشرف اور جمیع پیغمبروں کا سردار اور سارے نبیوں کا امام ہونا ایسا قطعی امر ہے جس میں ادنیٰ مسلمان بھی تردد نہیں کر سکتا اور باوجود اسکے بھی اگر کوئی ،

نسب الینا احد من امثال ھذہ الخرافات فلیبین محلہ من تصانیفنا حتی نظھر علی کل منصف فھیم جھالتہ وسوء فھمہ مع الحادہ وسوء تدینہ بحولہ تعالیٰ وقوتہ القویۃ

السوال الثامن عشر ھل تقولون ان علم النبی علیہ السلام مقتصر علی الاحکام الشرعیۃ فقط ام اعطی علوماً متعلقۃ بالذات والصفات والافعال للباری عز اسمہ والاسرار الخفیۃ والحکم الالٰھیۃ وغیر ذلک مما لم یصل الی سرادقات علمہ احد من الخلائق کائنا من کان۔

الجواب۔ نقول باللسان ونعتقد بالجنان ان سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلم الخلق قاطبۃ بالعلوم المتعلقۃ بالذات والصفات والتشریعات من الاحکام العملیۃ والحکم النظریۃ والحقائق الحقۃ

شخص ایسی خرافات ہماری جانب منسوب کرے تو اُسے ہماری تصنیفات میں موقع و محل بتانا چاہئے تاکہ ہم ہر سمجھدار منصف پر اسکی جہالت وبدفہمی اور الحاد وبددینی ظاہر کریں

اٹھارواں سوال

علم النبی صلی اللہ علیہ وسلم | کیا تم اسکے قائل ہو کہ نبی علیہ السلام کو صرف احکام شرعیہ کا علم ہے یا آپ کو حق تعالیٰ شانہ کی ذات وصفات وافعال اور مخفی اسرار اور حکمتہائے الٰہیہ وغیرہ کے اس قدر علوم عطا ہوئے ہیں جن کے پاس تک مخلوق میں سے کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

جواب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم الاولین والآخرین عطا کیا گیا | ہم زبان سے قائل اور قلب سے معتقد اس امر کے ہیں کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمامی مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں جنکو ذات وصفات اور تشریعات یعنی احکام عملیہ وحکم نظریہ اور حقیقت ہائے حقہ اور اسرار مخفیہ وغیرہ سے تعلق ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی ان کے

والاسرار الخفية وغيرها من العلوم مالم يصل الى سرادقات ساحته احد من الخلائق لا ملك مقرب ولا نبي مرسل ولقد اعطى علم الاولين والآخرين وكان فضل الله عليه عظيما ولكن لا يلزم من ذلك علم كل جزء جزئي من الامور الحادثة في كل آن من آونة الزمان حتى يضر غيبوبة بعضها عن مشاهدته الشريفة ومعرفته المنيفة باعلمية عليه السلام وسعته في العلوم وفضله في المعارف على كافة الانام وان اطلع عليها بعض من سواه من الخلائق والعباد كما لم يضر باعلمية سليمان عليه السلام غيبوبة ما اطلع عليه الهدهد من عجائب الحوادث حيث يقول انى احطت بما لم تحط به وجئتك من سبا بنبأ يقين.

السوال التاسع عشر ۱۹ اترون ان ابليس اللعين اعلم من سيد

پاس تک نہیں پہونچ سکتا نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی رسول اور بیشک آپ کو اولین وآخرین کا علم عطا ہوا اور آپ پر حق تعالیٰ کا فضل عظیم ہے ولیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کو زمانہ کی ہر آن میں حادث وواقع ہونے والے واقعات میں سے ہر ہر جزئی کی اطلاع وعلم ہو کہ اگر واقعہ آپکے مشاہدۂ شریفہ سے غائب رہے تو آپ کے علم اور معارف میں ساری مخلوق افضل ہونے اور وسعت علمی میں نقص آجائے، اگرچہ آپ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس جزئی سے آگاہ ہو جیسا کہ سلیمان علیہ السلام پر وہ واقعہ عجیبہ مخفی رہا کہ جس سے ہدہد کو آگاہی ہوئی اس سے سلیمان علیہ السلام کے اعلم ہونے میں نقصان نہیں آیا چنانچہ ہدہد کہتی ہے کہ میں نے ایسی خبر پائی جسکی آپ کو اطلاع نہیں اور شہر سبا میں سے میں ایک سچی خبر لیکر آئی ہوں۔

انیسواں سوال

ابلیس لعین سید الکائنات سے اعلم ہے؟ | کیا تمہاری یہ رائے ہے کہ ملعون شیطان کا علم سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے زیادہ اور مطلقاً وسیع تر ہے اور کیا

الکائنات علیہ السلام واوسع علما منہ مطلقا وھل کتبتم ذلك فی تصنیف ما تحکمون علی من اعتقد ذلك

الجواب ماسبق منا تحریر ھذہ المسئلۃ ان النبی علیہ السلام اعلم الخلق علی الاطلاق بالعلوم والحکم والاسرار وغیرھا من ملکوت الآفاق ونتیقن ان من قال ان فلانا اعلم من النبی علیہ السلام فقد کفر وقد افتی مشائخنا بتکفیر من قال ان ابلیس اللعین اعلم من النبی علیہ السلام فکیف یمکن ان توجد ھذہ المسئلۃ فی تالیف ما من کتبنا غیر انہ غیبوبۃ لبعض الحوادث الجزئیۃ الحقیرۃ عن النبی علیہ السلام لعدم التفاتہ الیہ لا تورث نقصا ما فی اعلمیتہ علیہ السلام بعد ما ثبت انہ اعلم الخلق بالعلوم الشریفۃ اللائقۃ بمنصبہ الاعلی کما لا یورث الاطلاع علی اکثر

یہ مضمون تم نے اپنی کسی تصنیف میں لکھا ہے اور جسکا یہ عقیدہ ہو اسکا کیا حکم ہے۔

جواب

نبی کریم علیہ السلام کا علم تمام مخلوقات سے زیادہ ہے	اس مسئلہ کو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کا علم حکم و اسرار وغیرہ کے متعلق مطلقاً تمامی مخلوق سے زیادہ

ہے اور ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی کریم علیہ السلام سے اعلم ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کا فتوا دے چکے ہیں جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے پھر بھلا ہماری کسی تصنیف میں یہ مسئلہ کہاں پایا جاسکتا ہے ہاں کسی جزئی حادثہ حقیر کا حضرت کو اس لئے معلوم نہ ہونا کہ آپ نے اسکی جانب توجہ نہیں فرمائی آپ کے اعلم ہونے میں کسی قسم کا نقصان پیدا نہیں کرسکتا جب کہ ثابت ہوچکا کہ آپ ان شریف علوم میں جو آپ کے منصب اعلیٰ کے مناسب ہیں ساری مخلوق سے بڑھے ہوئے ہیں جیسا کہ شیطان کو بہتیرے حقیر حادثوں کی شدۃ التفات کے سبب اطلاع مل جانے سے اس مردود میں کوئی شرافت اور علمی کمال حاصل نہیں ہوسکتا کیونکہ ان پر

تلك الحوادث الحقيرة لشدة التفات ابليس اليها شرفا و كمالا علميا فيه فانه ليس عليها مدار الفضل والكمال ومن ههنا لا يصح ان يقال ان ابليس اعلم من سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم كما لا يصح ان يقال لصبى علم بعض الجزئيات انه اعلم من عالم متبحر محقق فى العلوم والفنون الذى غابت عنه تلك الجزئيات ولقد تلونا عليك قصة الهدهد مع سليمان على نبينا وعليه السلام وقوله انى احطت بما لم تحط به ودواوين الحديث ودفاتر التفسير مشحونة بنظائرها المتكاثرة المشتهرة بين الانام وقد اتفق الحكماء على ان افلاطون وجالينوس وامثالهما من اعلم الاطباء بكيفيات الادوية واحوالها مع علمهم ان ديدان النجاسة اعرف باحوال النجاسة وذوقها وكيفياتها

فضل وکمال کا مدار نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ یوں کہنا کہ شیطان کا علم سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے ہرگز صحیح نہیں جیسا کہ کسی ایسے بچہ کو جسے کسی جزئی کی اطلاع ہوگئی ہے یوں کہنا صحیح نہیں کہ فلاں بچہ کا علم اس متبحر و محقق مولوی سے زیادہ ہے جسکو جملہ علوم و فنون معلوم ہیں مگر یہ جزئی معلوم نہیں اور ہم ہد ہد کا سیدنا سلیمان علیہ السلام کے ساتھ پیش آنیوالا قصہ بتا چکے ہیں اور یہ آیت پڑھ چکے ہیں کہ مجھے وہ اطلاع ہے جو آپ کو نہیں اور کتب حدیث و تفسیر اس قسم کی مثالوں سے لبریز ہیں نیز حکماء کا اس پر اتفاق ہے کہ افلاطون و جالینوس وغیرہ بڑے طبیب ہیں جنکو دواؤں کی کیفیت و حالات کا بہت زیادہ علم ہے حالانکہ یہ بھی معلوم ہے کہ نجاست کے کیڑے نجاست کی حالتوں اور مزے اور کیفیتوں سے زیادہ واقف ہیں تو افلاطون و جالینوس کا ان ردی حالت سے ناواقف ہونا ان کے اعلم ہونے کو مضر نہیں اور کوئی عقلمند بلکہ احمق بھی یہ کہنے پر راضی نہ ہوگا کہ کیڑوں کا علم افلاطون سے زیادہ ہے حالانکہ ان کا نجاست کے احوال سے افلاطون کی بہ نسبت زیادہ واقف ہونا یقینی امر ہے۔

فلم تضر عدم معرفة افلاطون وجالينوس هذه الاحوال الردية في اعلميتهما ولم يرض احد من العقلاء والحمقى بان يقول ان الذين اعلم من افلاطون مع انهما اوسع علما من افلاطون باحوال النجاسة ومبتدعة ديارنا يثبتون للذات الشريفة النبوية عليها الف الف تحية وسلام جميع علوم الاسافل الاراذل والافاضل الاكابر قائلين انه عليه السلام لما كان افضل الخلق كافة فلا بد ان يحتوي على علومهم جميعها كل جزئي جزئي وكلي كلي ونحن انكرنا اثبات هذا الامر بهذا القياس الفاسدة بغير نص من النصوص المعتدة بها الا ترى ان كل مؤمن افضل واشرف من ابليس فيلزم على هذا القياس ان يكون كل شخص من احاد الامة حاويا على علوم ابليس ويلزم على ذلك ان يكون

ہندوستان کے اہل بدعت اور علمائے دیوبند کے عقیدہ میں اختلاف اور اسکے وجوہ

اور ہمارے ملک کے مبتدعین سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تمام شریف وادنیٰ و اعلیٰ و اسفل علوم ثابت کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق سے افضل ہیں تو ضرور سب ہی کے علوم جزئی ہوں یا کلی آپ کو معلوم ہوں گے اور ہم نے بغیر کسی معتبر نص کے محض اس فاسد قیاس کی بناء پر اس علم کلی وجزئی کے ثبوت کا انکار کیا، ذرا غور تو فرمایئے کہ ہر مسلمان کو شیطان پر فضل وشرف حاصل ہے پس اس قیاس کی بناء پر لازم آئے گا کہ ہر اُمتی بھی شیطان کے ہتھکنڈوں سے آگاہ ہو، اور لازم آئیگا کہ سلیمان علیہ السلام کو خبر ہو اس واقعہ کی جسے ہدہد نے جانا اور افلاطون وجالینوس واقف ہوں کیڑوں کی تمام واقفیتوں سے اور سارے لازم باطل ہیں چنانچہ مشاہد ہو رہا ہے ۔

یہ ہمارے قول کا خلاصہ ہے جو براہین قاطعہ میں بیان کیا ہے جس نے کند ذہن بددینوں کی رگیں کاٹ دیں اور دجال ومفتری گروہ کی گردنیں توڑ دیں سو اس میں ہماری

سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام عالما بما علمہ الہدہد وان یکون افلاطون وجالینوس عارفین بجمیع معارف الدیدان واللوازم باطلۃ باسرہا کما ہو المشاہد۔

وہذا خلاصۃ ما قلناہ فی البراہین القاطعۃ لعروق الاغبیاء المارقین القاصمۃ لاعناق الدجاجلۃ المفترین فلم یکن بحثنا فیہ الا عن بعض الجزئیات المستحدثۃ ومن اجل ذلک اتینا فیہ بلفظ الاشارۃ حتی تدل ان المقصود بالنفی والاثبات ہنالک تلک الجزئیات لا غیر لکن المفسدین یحرفون الکلام ولا یخافون محاسبۃ الملک العلام وانا جازمون ان من قال ان فلانا اعلم من النبی علیہ السلام فہو کافر کما صرح بہ غیر واحد من علمائنا الکرام ومن افتری علینا بغیر ما ذکرناہ فعلیہ بالبرہان خائفا عن المناقشۃ الملک الدیان واللہ علی ما نقول وکیل۔

السوال العشرون اتعتقدون ان علم النبی صلی اللہ علیہ وسلم یساوی علم زید وبکر وبہائم ام تتبرؤن عن امثال ہذا ہل

بحث صرف بعض حادث جزئی میں تھی اور اسی لئے اشارہ کا لفظ ہم نے لکھا تھا کہ دلالت کرے کہ نفی و اثبات سے مقصود صرف یہی جزئیات ہیں لیکن مفسدین کلام میں تحریف کیا کرتے ہیں اور شاہنشاہی محاسبہ سے ڈرتے نہیں اور ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے وہ کافر ہے چنانچہ اسکی تصریح ایک نہیں، ہمارے بہتیرے علماء کر چکے ہیں اور جو شخص ہمارے بیان کے خلاف ہم پر بہتان باندھے اس کو لازم ہے کہ شاہنشاہ روز جزا سے خائف ہو کر دلیل بیان کرے اور اللہ ہمارے قول پر وکیل ہے

بیسواں سوال

کیا تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم زید بکر اور چوپایوں کے علم کے برابر ہے یا اس قسم کے خرافات سے	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم زید بکر اور چوپایوں کے علم کے برابر ہے؟

كتب الشيخ اشرف علي التهانوي في رسالته حفظ الايمان هذا المضمون
ام لا وبم تحكمون على من اعتقد ذلك :-

الجواب اقول وهذا ايضا من افتراءات المبتدعين واكاذيبهم قد حرفوا معنى الكلام واظهروا بحقدهم خلاف مراد الشيخ مد ظله فقاتلهم الله انى يؤفكون قال الشيخ العلامة التهانوي في رسالته المسماة بحفظ الايمان وهي رسالة صغيرة اجاب فيها عن ثلاثة سئل عنها الاولى منها في السجدة التعظيمة للقبور والثانية في الطواف بالقبور والثالثة في اطلاق لفظ عالم الغيب على سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال الشيخ ما حاصله انه لا يجوز هذا الاطلاق وان كان بتاويل لكونه موهما بالشرك كما منع من اطلاق قولهم راعنا في القرآن ومن قولهم عبدي وامتي في الحديث اخرجه مسلم في صحيحه فان الغيب المطلق في الاطلاقات الشرعية مالم يقم عليه

تم بری ہو، اور مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے رسالہ حفظ الایمان میں یہ مضمون لکھا ہے یا نہیں اور جو یہ عقیدہ رکھے اس کا کیا حکم ہے ۔

جواب

عالم الغیب کا اطلاق آنحضرت پر صحیح نہیں حضرت تھانوی رح کے بیان کا خلاصہ	میں کہتا ہوں کہ یہ بھی مبتدعین کا ایک افترا، اور جھوٹ ہے کہ کلام کے معنی بدلے اور مولانا کی مراد کے خلاف ظاہر کیا خدا انہیں ہلاک کرے کہاں جا رہے ہیں

علامہ تھانوی نے اپنے چھوٹے سے رسالہ حفظ الایمان میں تین سوالات کا جواب دیا ہے جو ان سے پوچھے گئے تھے پہلا مسئلہ قبور کو تعظیمی سجدہ کی بابت ہے اور دوسرا قبور کے طواف میں اور تیسرا یہ کہ لفظ عالم الغیب کا اطلاق سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جائز ہے یا نہیں ؟

مولانا نے جو کچھ لکھا ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ جائز نہیں گو تاویل ہی سے کیوں نہ ہو کیونکہ شرک

دلیل ولا الی درکہ وسیلۃ وسبیل فعلی ھذا قال اللہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ ولو کنت اعلم الغیب وغیر ذٰلک من الاٰیات ولو جوز ذٰلک بتاویل یلزم ان یجوز اطلاق الخالق والرازق والمالک والمعبود وغیرھا من صفات اللہ تعالیٰ المختصۃ بذاتہ تعالیٰ وتقدس علی المخلوق بذٰلک التاویل وایضًا یلزم علیہ ان یصح نفی اطلاق لفظ عالم الغیب عن اللہ تعالیٰ بالتاویل الاٰخر فانہ تعالیٰ لیس عالم الغیب بالواسطۃ والعرض فھل یاذن فی نفیہ عاقل متدین حاشا وکلا ثم لو صح ھٰذا الاطلاق علی ذاتہ المقدسۃ صلی اللہ علیہ وسلم علی قول السائل فنستفسر منہ ماذا اراد بھٰذا الغیب ھل اراد کل واحد من افراد الغیب او بعضہ ای بعض کان فاذا اراد بعض الغیوب فلا اختصاص لہ بحضرۃ الرسالۃ صلی اللہ علیہ وسلم فان علم بعض الغیوب وان کان قلیلا حاصل لزید وعمرو بل لکل صبی و

کا وہم ہوتا ہے چنانچہ قرآن میں صحابہؓ کو راعنا کہنے کی ممانعت اور مسلم شریف کی حدیث میں غلام یا باندی کو عبدی اور امتی کہنے کی ممانعت ہے، بات یہ ہے کہ اطلاقات شرعیہ میں وہی غیب مراد ہوتا ہے جس پر کوئی دلیل نہ ہو اور اس کے حصول کا کوئی وسیلہ وسبیل نہ ہو اسی بناء پر حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہدو نہیں جانتے وہ جو آسمانوں اور زمین میں غیب کو مگر اللہ نیز ارشاد ہے، اگر میں غیب جانتا تو بہتیری نیکی جمع کر لیتا، اور اگر کسی تاویل سے اطلاق کو جائز سمجھا جاوے تو لازم آتا ہے کہ خالق رازق معبود مالک وغیرہ ان صفات کا جو ذات باری کے ساتھ خاص ہیں اسی تاویل سے مخلوق پر اطلاق صحیح ہو جاوے نیز لازم آتا ہے کہ دوسری تاویل سے لفظ عالم الغیب کی نفی حق تعالیٰ سے ہو سکے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بالواسطہ اور بالعرض عالم الغیب نہیں ہے پس کیا اس نفی اطلاق کی کوئی دیندار اجازت دے سکتا ہے؟ حاشا وکلا، پھر یہ کہ حضرت کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا اطلاق اگر بقول سائل صحیح ہو تو ہم اسی سے دریافت کرتے ہیں کہ اس غیب سے مراد کیا ہے یعنی غیب کا ہر فرد یا بعض غیب کوئی کیوں نہ ہو پس اگر بعض

مجنون بل الجميع الحيوانات والبهائم لان كل واحد منهم يعلم شيئا لا يعلم الآخر ويخفى عليه فلو جوز السائل اطلاق عالم الغيب على احد لعلمه لبعض الغيوب يلزم عليه ان يجوز اطلاقه على سائر المذكورات ولو التزم ذلك لم يبق من كمالات النبوة لانه يشترك فيه سائرهم ولو لم يلتزم طولب بالفارق ولن يجد اليه سبيلا انتهى كلام الشيخ التهانوی۔

فانظروا يرحمكم الله فی كلام الشيخ لن تجدوا مما كذب المبتدعون من اثر فحاشا ان يدعی احد من المسلمين المساوات بين علم رسول الله صلی الله عليه وسلم وعلم زيد وبكر وبهائم بل الشيخ يحكم بطريق الالزام علی من يدعی جواز اطلاق علم الغيب علی رسول الله صلی الله عليه وسلم لعلمه لبعض الغيوب انه يلزم عليه ان يجوز اطلاقه علی جميع الناس والبهائم فاين هذا عن مساوات العلم التی

غیب مراد ہے تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تخصیص نہ رہی کیونکہ بعض غیب کا علم اگرچہ تھوڑا سا ہو زید وعمر بلکہ ہر بچہ اور دیوانہ بلکہ جملہ حیوانات اور چوپایوں کو بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہے کہ دوسرے کو نہیں ہے تو اگر سائل کسی پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق بعض غیب کے جاننے کی وجہ سے جائز رکھتا ہے تو لازم آتا ہے کہ اس اطلاق کو مذکورہ بالا تمام حیوانات پر جائز سمجھے اور اگر سائل نے اس کو مان لیا تو یہ اطلاق کمالات نبوت میں سے نہ رہا کیونکہ سب شریک ہو گئے اور اگر اسکو نہ مانے تو وجہ فرق پوچھی جائے گی اور وہ ہرگز بیان نہ ہو سکے گی مولانا تھانوی کا کلام ختم ہوا۔

خدا تم پر رحم فرمائے ذرا مولانا کا کلام ملاحظہ فرماؤ بدعتیوں کے جھوٹ کا کہیں پتہ بھی نہ پاؤ گے، حاشا کہ کوئی مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اور زید وبکر وبہائم کے علم کو برابر کہے بلکہ مولانا تو بطریق الزام یوں فرماتے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض غیب جاننے کی وجہ سے عالم الغیب کے اطلاق کو جائز سمجھتا ہے اس پر لازم آتا ہے کہ جمیع انسان و

یفترونہا علیہ فلعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ونتیقن بان نعتقد مساوات علم النبی علیہ السلام معزید وبکر وبہائم ومجانین کافر قطعا وحاشا الشیخ دام مجدہ ان یتفوہ بہذا وانہ لمن عجب العجائب۔

السوال الواحد والعشرون اتقولون ان ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم مستقبح شرعا من البدعات السیئۃ المحرمۃ ام غیر ذلک۔

الجواب حاشا ان یقول احد من المسلمین فضلا ان نقول نحن ان ذکر ولادتہ الشریفۃ علیہ الصلوۃ والسلام بل وذکر غبار نعالہ وبول حمارہ صلی اللہ علیہ وسلم مستقبح من البدعات السیئۃ المحرمۃ فالاحوال التی لہا ادنی تعلق برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکرہا من احب المندوبات وا علی المستحبات عندنا سواء کان ذکر ولادتہ الشریفۃ او ذکر بولہ

بہائم پر بھی اس اطلاق کو جائز سمجھے پس کہاں یہ اور کہاں وہ علمی مساوات جس کا مبتدعین نے مولانا پر افترا باندھا جھوٹوں پر خدا کی پھٹکار، ہمارے نزدیک متیقن ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید وبکر وبہائم ومجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے اور حاشا کہ مولانا دام مجدہ ایسی واہیات منہ سے نکالیں یہ تو بڑی ہی عجیب بات ہے۔

اکیسواں سوال

ذکر ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرعاً حرام ہے؟

کیا تم اس کے قائل ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ولادت شرعاً قبیح سیئہ حرام ہے یا اور کچھ،

جواب

ذکر ولادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے

حاشا کہ ہم تو کیا کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ آنحضرت کی ولادت شریفہ کا ذکر بلکہ آپ کی جوتیوں کے غبار اور آپ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کا تذکرہ بھی قبیح وبدعت سیئہ یا حرام کہے وہ جملہ حالات جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا سا بھی علاقہ ہے انکا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے خواہ ذکر ولادت

وبرازه وقيامه وقعوده ونومه ونبهته كما هو مصرح في رسالتنا المسماة بالبراهين القاطعة في مواضع شتى منها في فتاوى مشائخنا رحمهم الله تعالى كما في فتوى مولانا احمد علي المحدث السهارنپوري تلميذ الشاه محمد اسحٰق الدهلوي ثم المهاجر المكي بنقله مترجما لتكون نمونة عن الجميع

سئل هو رحمه الله تعالى عن مجلس الميلاد بأي طريق يجوز وبأي طريق لا يجوز فاجاب بان ذكر الولادة الشريفة لسيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بروايات صحيحة في اوقات خالية عن وظائف العبادات الواجبات وبكيفيات لم تكن مخالفة عن طريقة الصحابة واهل القرون الثلاثة المشهود لها بالخير وبالاعتقادات التي موهمة بالشرك والبدعة وبالآداب الصحابة التي هي مصداق قوله عليه السلام ما انا عليه واصحابي

شریف ہو یا آپ کے بول و براز نشست برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو جیسا کہ ہمارے رسالہ براہین قاطعہ میں متعدد جگہ بصراحت مذکور اور ہمارے مشائخ کے فتوای میں مسطور ہے چنانچہ شاہ محمد اسحٰق صاحب دہلوی مہاجر مکی کے شاگرد مولانا احمد علی سہارنپوری کا فتوای عربی میں ترجمہ کرکے ہم نقل کرتے ہیں تاکہ سب کی تحریرات کا نمونہ بن جائے۔ استفتاء:۔ مولانا سے کسی نے سوال کیا تھا کہ مجلس شریف کس طرح سے جائز ہے اور کس طریقے سے ناجائز۔

ذکر ولادت کی فضیلت میں مولانا احمد علی سہارنپوری کا فتوای

فتوای:۔ تو مولانا نے اس کا یہ جواب لکھا کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف کا ذکر صحیح روایات سے ان اوقات میں جو عبادات واجبہ سے خالی ہوں ان کیفیات سے جو صحابہ کرام اور ان اہل قرون ثلثہ کے طریقے کے خلاف نہ ہوں جن کے خیر ہونے کی شہادت حضرت نے دی ہے ان عقیدوں سے جو

وفی مجالس خالیة عن المنکرات الشرعیة موجب للخیر والبرکة بشرطان ان یکون مقرونا بصدق النیة والاخلاص واعتقاد کونه داخلا فی جملة الاذکار الحسنة المندوبة غیر مقید بوقت الاوقات فاذا کان کذلک لا نعلم احدا من المسلمین ان یحکم علیه بکونه غیر مشروع او بدعة الیٰ اخر الفتویٰ۔

فعلم من ھذا انا لا ننکر ذکر ولادتہ الشریفة بل ننکر علی الامور المنکرة التی انضمت معھا کما شھدتموھا فی المجالس المولودیة التی فی الھند من ذکر الروایات الواھیات الموضوعة واختلاط الرجال والنساء والاسراف فی ایقاد الشموع والتزیینات واعتقاد کونہ واجبا بالطعن والسب والتکفیر علیٰ من لم یحضر معھم مجلسھم وغیرھا من المنکرات الشرعیة التی لا یکاد

جو شرک و بدعت کے موہم نہ ہوں ان آداب کے ساتھ جو صحابہ کی اس سیرت کے مخالف نہ ہوں جو حضرت کے ارشاد ما انا علیہ واصحابی کی مصداق ہے ان مجالس میں جو منکرات شرعیہ سے خالی ہوں سبب خیر و برکت ہے بشرطیکہ صدق نیت اور اخلاص اور اس عقیدہ سے کیا جاوے کہ یہ بھی منجملہ دیگر اذکار حسنہ کے ذکر حسن ہے کسی وقت کے ساتھ مخصوص نہیں پس جب ایسا ہوگا تو ہمارے علم میں کوئی مسلمان بھی اس کے ناجائز یا بدعت ہونے کا حکم نہ دے گا" الخ

مجالس مروجہ مولود کی قباحتیں اس سے معلوم ہوگیا کہ ہم ذکر ولادت شریفہ کے منکر نہیں بلکہ ان ناجائز امور کے منکر ہیں جو اس کے ساتھ مل گئے ہیں جیساکہ ہندوستان کے مولود کی مجلسوں میں آپ نے خود دیکھا ہے کہ واہیات موضوع روایات بیان ہوتی ہیں مردوں عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے چراغوں کے روشن کرنے اور دوسری آرائشوں میں فضول خرچی ہوتی ہے اور اس مجلس کو واجب سمجھ کر جو شامل نہ ہو اس پر طعن و تکفیر ہوتی ہے اس کے علاوہ اور منکرات شرعیہ ہیں جن سے شاید ہی

یوجد خالیا منہا فلو خلا من المنکرات حاشا ان نقول ان ذکر الولادۃ الشریفۃ منکر و بدعۃ و کیف یظن بمسلم ھذا القول الشنیع فھذا القول علینا ایضا من افتراءات الملاحدۃ الدجالین الکذابین خذلھم اللہ تعالیٰ و لعنھم براو بحرا وسھلا وجبلا۔

السوال الثانی والعشرون ھل ذکرتم فی رسالۃ ما ان ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم کجنم اسٹمی کنھیا ام لا؟

الجواب ھذا ایضا من افتراءات الدجالۃ المبتدعین علینا وعلی اکابرنا وقد بینا سابقا ان ذکرہ علیہ السلام من احسن المندوبات وافضل المستحبات فکیف یظن بمسلم ان یقول معاذ اللہ ان ذکر الولادۃ الشریفۃ مشابہ بفعل الکفار

کوئی مجلس میلاد خالی ہو۔

پس اگر مجلس مولود منکرات سے خالی ہو تو حاشا کہ ہم یوں کہیں کہ ذکر ولادت شریفہ ناجائز اور بدعت ہے اور ایسے قول شنیع کا کسی مسلمان کی طرف کیونکر گمان ہوسکتا ہے پس ہم پر یہ بہتان جھوٹے ملحد دجالوں کا افترا ہے خدا ان کو رسوا کرے اور ملعون کرے خشکی وتری نرم وسخت زمین میں،

بائیسواں سوال

ذکر ولادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمثیل کنہیا کے جنم اسٹمی سے؟ کیا تم نے کسی رسالہ میں یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت کی ولادت کا ذکر کنہیا کے جنم اسٹمی کی طرح ہے یا نہیں؟

جواب

افتراء و بہتان کی قبیح ترین صورت یہ بھی مبتدعین دجالوں کا بہتان ہے جو ہم پر اور ہمارے بڑوں پر باندھا ہے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ حضرت کا ذکر ولادت محبوب تر اور افضل ترین مستحب ہے پھر کسی مسلمان کی طرف کیونکر گمان ہوسکتا ہے کہ معاذ اللہ یوں کہے کہ ذکر ولادت شریفہ فعل کفار کے مشابہ ہے بس اس بہتان کی بندش مولانا گنگوہی قدس سرہ

وانما اخترعوا هٰذه الفرية عن عبارة مولانا الگنگوهی قدس الله سرّه العزيز التی نقلناها فی البراهين علی صحيفة (۱۴۱) وحاشا الشيخ ان يتكلم و مراده بعيد بمراحل عما نسبوا اليه كما سيظهر عن ما نذكره وهی تنادی باعلی نداء ان من نسب اليه ما ذكروه كذاب مفترو حاصل ما ذكره الشيخ رحمه الله تعالی فی مبحث القيام عند ذكر الولادة الشريفة ان من اعتقد قدوم روحه الشريفة من عالم الارواح الی عالم الشهادة و تيقن بنفس الولادة المنيفة فی المجالس المولودية فعامل ما كان واجبًا فی ساعة الولادة الماضية الحقيقية فهو مخطئ متشبه بالمجوس فی اعتقادهم تولد مولودهم المعروف (بكنهيا) كل سنة ومعاملتهم فی ذلك اليوم ما عومل به وقت ولادة الحقيقية او متشبه بروافض الهند فی معاملتهم لسيدنا الحسين و

کی اس عبارت سے کی گئی ہے جس کو ہم نے براہین کے صفحہ (۱۴۱) پر نقل کیا ہے اور حاشا کہ مولانا ایسی واہیات بات فرمادیں آپ کی مراد اس سے کوسوں دور ہے جو آپ کی طرف منسوب ہوا چنانچہ ہمارے بیان سے عنقریب معلوم ہو جائے گا اور حقیقت حال پکار اٹھے گی کہ جس نے اس مضمون کو آپ کی طرف نسبت کیا وہ جھوٹا مفتری ہے۔

حضرت گنگوہیؒ کی عبارت کا خلاصہ | مولانا نے ذکر ولادت شریفہ کے وقت قیام کی بحث میں جو کچھ بیان کیا ہے اس کا حاصل یہ ہے:

"کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت کی روح پر فتوح عالم ارواح سے عالم دنیا کی طرف آتی ہے اور مجلس مولود میں نفس ولادت کے وقوع کا یقین رکھ کر وہ برتاؤ کرے جو واقع ولادت کی گذشتہ ساعت میں کرنا ضروری تھا تو یہ شخص غلطی پر یا تو مجوس کی مشابہت کرتا ہے اس عقیدہ میں کہ وہ بھی اپنے معبود یعنی کنھیا کی ہر سال ولادت مانتے اور اس دن وہی برتاؤ کرتے ہیں جو کنھیا کی حقیقت ولادت کے وقت کیا جاتا اور یا روافض اہل ہند کی مشابہت کرتا ہے امام حسینؓ اور انکے تابعین شہداء کربلا رضی اللہ عنہم کیساتھ برتاؤ میں کیونکہ

اتباعہ من شہداء کربلا رضی اللہ عنہم اجمعین حیث یاتون بحکایۃ جمیع ما فعل معہم فی کربلاء یوم عاشوراء قولاً وفعلاً فیبنون النعش والکفن والقبور ویدفنون فیہا ویظہرون اعلام الحرب والقتال ویصبغون الثیاب بالدماء وینوحون علیہا وامثال ذلک من الخرافات کما لا یخفی علی من شاہد احوالہم فی ہذہ الدیار ونص عبارتہ المعتربۃ ہکذا ° وما توجیہ (ای القیام) بقدوم روحہ الشریفۃ صلی اللہ علیہ وسلم من عالم الارواح الی عالم الشہادۃ فیقومون تعظیماً لہ فہذا ایضاً من حماقاتہم لان ہذا الوجہ یقتضی القیام عند تحقیق نفس الولادۃ الشریفۃ ومتی تتکرر الولادۃ فی ہذہ الایام فہذہ الاعادۃ للولادۃ الشریفۃ مماثلۃ لفعل مجوس الہند حیث یاتون بعین حکایۃ ولادۃ معبودہم (کنہیا) او مماثلۃ للروافض الذین ینقلون شہادۃ اہل البیت

روافض بھی ساری ان باتوں کی نقل اتارتے ہیں جو قولاً وفعلاً عاشورہ کے دن میدانِ کربلا میں ان حضرات کے ساتھ کیا گیا چنانچہ نعش بناتے کفناتے اور قبور کھود کر دفناتے ہیں۔ جنگ وقتال کے جھنڈے چڑھاتے کپڑوں کو خون میں رنگتے اور ان پر نوحے کرتے ہیں اسی طرح دیگر خرافات ہوتی ہیں جیساکہ ہر وہ شخص آگاہ ہے جس نے ہمارے ملک میں انکی حالت دیکھی ہے مولانا کی اردو عبارت کی اصل عربی یہ ہے "قیام کی یہ وجہ بیان کرنا کہ روح شریف عالمِ ارواح سے عالم شہادت کی جانب تشریف لاتی ہے پس حاضرینِ مجلس اسکی تعظیم کو کھڑے ہوجاتے ہیں پس یہ بھی بے وقوفی ہے کیونکہ یہ وجہ نفسِ ولادت شریفہ کے وقت کھڑے ہوجانے کو چاہتی ہے اور ظاہر ہے کہ ولادت شریفہ بار بار ہوتی ہیں پس ولادت شریفہ کا اعادہ یا ہندوں کے فعل کے مثل ہے کہ وہ اپنے معبود کنھیا کی اصل ولادت کی پوری نقل اتارتے ہیں یا رافضیوں کے مشابہ ہے کہ ہر سال شہادت اہل بیت کی قولاً وفعلاً تصویر کھینچتے ، پس معاذ اللہ بدعتیوں کا یہ فعل واقعی ولادت شریفہ کی نقل بن گیا اور یہ حرکت بیشک وشبہ ملامت کے قابل اور حرمت

رضی اللہ عنہم کل سنة (ای فعلاً وعملاً) فمعاذ اللہ ما فعلہم
ھذا حکایة للولادة المنیفة الحقیقة وھذہ الحرکة بلا شک وشبھة
حریة باللوم والحرمة والفسق بل فعلھم ھذا یزید علی فعل
اولئک فانھم یفعلونہ فی کل عام مرة واحدة وھؤلاء یفعلون
ھذہ المزخرفات الفرضیة متی شاؤا ولیس لھذا النظیر فی
الشرع بان یفرض امر ویعامل معہ معاملة الحقیقة بل ھو محرم
شرعاً اھ"

"فانظروا یا اولی الالباب ان حضرة الشیخ قدس اللہ سرہ
العزیز انما انکر علی جھلاء الھند المعتقدین منھم ھذہ
العقیدة الکاسدة الذین یقومون لمثل ھذہ الخیالات الفاسدة
لیس فیہ تشبیہ لمجلس ذکر الولادة الشریفة بفعل المجوس والروافض
حاشا اکابرنا ان یتفوھوا بمثل ذلک ولکن الظلمین علی اھل

وفسق ہے بلکہ ان کا یہ فعل ان کے فعل سے بھی بڑھ گیا کہ وہ تو سال بھر میں ایک ہی بار
نقل اتارتے ہیں اور یہ لوگ اس فرضی مزخرفات کو جب چاہتے ہیں کر گذرتے ہیں اور
شریعت میں اسکی کوئی نظیر موجود نہیں کہ کسی امر کو فرض کر کے اس کے ساتھ حقیقت کا سا
برتاؤ کیا جائے بلکہ ایسا فعل شرعاً حرام ہے الخ"

پس اے صاحبانِ عقول غور فرمایئے شیخ قدس سرہ نے تو ہندی جاہلوں کے اس
جھوٹے عقیدہ پر انکار فرمایا ہے کہ جو ایسے واہیات فاسد خیالات کی بناء پر قیام کرتے ہیں
اس میں کہیں بھی مجلس ذکر ولادت شریفہ کو ہندو یا رافضیوں کے فعل سے تشبیہ نہیں دی گئی
حاشا کہ ہمارے بزرگ ایسی بات کہیں، ولیکن ظالم لوگ اہل حق پر افترا کرتے، اور اللہ
کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں۔

الحق یفترون و بآیات اللّٰہ یجحدون۔

السؤال الثالث والعشرون هل قال الشیخ الاجل علامۃ الزمان المولوی رشید احمد الگنگوھی بفعلیۃ کذب الباری تعالٰی و عدم تضلیل قائل ذٰلک ام ھٰذا من الافتراءات علیہ و علی التقدیر الثانی کیف الجواب عما یقولہ البریلوی انہ یضع عندہ تمثال فتوی الشیخ المرحوم بفوتوگراف المشتمل علیٰ ذٰلک؛۔

الجواب الذی نسبوا الی الشیخ الاجل الاوحد الابجل علامۃ زمانہ فرید عصرہ و اوانہ مولٰنا رشید احمد گنگوھی من انہ کان قائلاً بفعلیۃ الکذب من الباری تعالٰی شانہ و عدم تضلیل من تفوہ بذٰلک فمکذوب علیہ رحمہ اللّٰہ تعالٰی وھو من الاکاذیب التی افتراھا الابالسۃ الدجالون الکذابون فقاتلہم

تیئیسواں سوال

بالفعل کذب باری کے متعلق حضرت گنگوہی کا فتوٰی	کیا علامہ زماں مولوی رشید احمد گنگوہیؒ نے کہا ہے کہ حق تعالٰی نعوذ باللہ جھوٹ بولتا ہے اور ایسا کہنے والا گمراہ نہیں

ہے، یا یہ ان پر بہتان ہے اگر بہتان ہے تو بریلوی کی اس بات کا کیا جواب وہ کہتا ہے کہ میرے پاس مولانا مرحوم کے فتوے کا فوٹو ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے۔

جواب

بالفعل کذب باری کے متعلق حضرت گنگوہی کا اصل فتوٰی	علامہ زماں یکتائے دوراں شیخ اجل مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کی طرف مبتدعین نے جو یہ منسوب کیا

ہے کہ آپ نعوذ باللہ حق تعالٰی کے جھوٹ بولنے اور ایسا کہنے والے کو گمراہ نہ کہنے کے قائل تھے یہ بالکل آپ پر جھوٹ بولا گیا اور منجملہ انھیں جھوٹے بہتانوں کے ہے جن کی بندش جھوٹے دجالوں نے کی ہے پس خدا ان کو ہلاک کرے کہاں جاتے ہیں جناب مولانا اس زندقہ و الحاد سے بری ہیں اور انکی تکذیب خود مولانا کا فتوٰی کر رہا ہے جو

الله انی یؤفکون و جنابہ برئ من تلک الزندقۃ والالحاد و یکذبھم فتوی الشیخ قدس سرہ التی طبعت وشاعت فی المجلد الاول من فتاوٰہ الموسومۃ بالفتاوی الرشیدیۃ علی صفحہ (۱۱۹) منہا وھی عربیۃ مصححۃ مختومۃ بختام علماء مکۃ المکرمۃ وصورۃ سوالہ ھٰکذا :۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ماقولکم دام فضلکم فی ان اللہ تعالٰی ھل یتصف بصفۃ الکذب ام لاومن یعتقد انہ یکذب کیف حکمہ افتونا ماجورین :۔

الجواب ان اللہ تعالٰی منزہ من ان یتصف بصفۃ الکذب ولیست فی کلامہ شائبۃ الکذب ابداً کما قال اللہ تعالٰی ومن اصدق من اللہ قیلاً ومن یعتقد و یتفوہ بان اللہ تعالٰی

جلد اول فتاوٰی رشیدیہ کے صفحہ ۱۱۹ پر طبع ہوکر شائع ہو چکا ہے تحریر اسکی عربی میں ہے جسپر تصحیح و مواہیر علماء مکہ مکرمہ ثبت ہیں،

سوال کی صورت یہ ہے،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم آپ کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ اللہ تعالٰی صفت کذب کے ساتھ متصف ہوسکتا ہے یا نہیں اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ خدا جھوٹ بولتا ہے اس کا کیا حکم ہے فتوٰی دو اجر ملے گا۔

جواب

بے شک اللہ تعالٰی اس سے منزہ ہے کہ کذب کے ساتھ متصف ہو اسکے کلام میں ہرگز کذب کا شائبہ بھی نہیں جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے اور اللہ سے زیادہ سچا کون ہے اور جو شخص یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے نکالے کہ اللہ تعالٰی جھوٹ بولتا ہے

یکذب فھو کافر ملعون قطعا و مخالف للکتاب والسنۃ واجماع الامۃ نعم اعتقاد اھل الایمان ان ما قال اللہ تعالیٰ فی القرآن فی فرعون وھامان وابی لھب انھم جھنمیون فھو حکم قطعی لا یفعل خلافہ ابدا لکنہ تعالیٰ قادر علی ان یدخل الجنۃ ولیس بعاجز عن ذلک ولا یفعل ھذا مع اختیارہ قال اللہ تعالیٰ ولو شئنا لاٰتینا کل نفس ھداھا ولکن حق القول منی لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین فتبین من ھذہ الاٰیۃ انہ تعالیٰ لو شاء لجعلھم کلھم مؤمنین ولکنہ لا یخالف ما قال وکل ذلک بالاختیار لا بالاضطرار وھو فاعل مختار فعال لما یرید. ھذہ عقیدۃ جمیع علماء الامۃ کما قال البیضاوی تحت تفسیر قولہ تعالیٰ ان تغفر لھم الخ وعدم غفران الشرک مقتضی

وہ کافر قطعی ملعون اور کتاب وسنت واجماع امت کا مخالف ہے ہاں اہل ایمان کا یہ عقیدہ ضرور ہے کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں فرعون وہامان وابولہب کے متعلق جو یہ فرمایا ہے کہ وہ دوزخی ہیں تو یہ حکم قطعی ہے اس کے خلاف کبھی نہ کرے گا لیکن اللہ ان کو جنت میں داخل کرنے پر قادر ضرور ہے عاجز نہیں ہاں البتہ اپنے اختیار سے ایسا کرے گا نہیں وہ فرماتا ہے اور اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو ہدایت دیدیتے لیکن میرا قول ثابت ہوچکا کہ ضرور دوزخ بھردوں گا جن وانس دونوں سے، پس اس آیت سے ظاہر ہوگیا کہ اگر اللہ چاہتا تو سب کو مومن بنادیتا لیکن وہ اپنے قول کے خلاف نہیں کرتا اور یہ سب باختیار ہے بمجبوری نہیں کیونکہ وہ فاعل مختار ہے جو چاہے کرے یہی عقیدہ تمام علمائے امت کا ہے جیسا کہ بیضاوی نے قول باری تعالیٰ وان تغفر لھم کی تفسیر کے تحت میں کہا ہے کہ مشرک کا نہ بخشنا وعید کا مقتضیٰ ہے پس اس میں لذاتہ امتناع نہیں ہے واللہ اعلم بالصواب

کتبہ احقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

الوعید فلا امتناع فیہ لذاتہ واللہ اعلم بالصواب کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

خلاصۃ تصحیح علماء مکۃ المکرمۃ زادہا اللہ شرفہا الحمد لمن ھو بہ حقیق ومنہ استمد العون والتوفیق ما اجاب بہ العلامۃ رشید احمد المذکور ھو الحق الذی لا محیص منہ وصلی اللہ علی خاتم النبیین وعلی آلہ وصحبہ وسلم امر برقمہ خادم الشریعۃ راجی اللطف الخفی محمد صالح ابن المرحوم صدیق کمال الحنفی مفتی مکۃ المکرمۃ حالا کان اللہ لہما

محمد صالح بن المرحوم صدیق کمال

رقمہ المرتجی من ربہ کمال النیل محمد سعید بن محمد بابصیل بمکۃ المحمیۃ غفر اللہ لہ ولوالدیہ ولمشائخہ وجمیع المسلمین

محمد سعید بن محمد بابصیل

الراجی العفو من واھب العطیۃ محمد عابد بن المرحوم الشیخ حسین مفتی المالکیۃ ببلد اللہ المحمیۃ مصلیا

حضرت گنگوہیؒ کے فتوای پر علماء حجاز کی تصدیق	مکہ مکرمہ زاد اللہ شرفہا کے علماء کی تصحیح کا خلاصہ یہ ہے، حمد اسی کو زیبا ہے جو اس کا مستحق ہے

اور اسی کی اعانت و توفیق درکار ہے، علامہ رشید احمد کا جواب مذکور بالحق ہے جس سے مفر نہیں ہوسکتا وصلی اللہ علی خاتم النبیین وعلی آلہ وصحبہ وسلم لکھنے کا امر فرمایا خادم شریعت امیدوار لطف خفی محمد صالح خلف صدیق کمال مرحوم حنفی مفتی مکہ مکرمہ کان اللہ لہما نے لکھا امیدوار کمال نیل محمد سعید بن محمد بابصیل نے حق تعالے ان کو اور ان کے مشائخ کو اور جملہ مسلمانوں کو بخشدے،

امیدوار عفو از واھب العطیہ محمد عابد بن شیخ حسین مرحوم مفتی مالکیہ نے درود وسلام کے بعد جو کچھ علامہ رشید احمد نے جواب دیا ہے کافی ہے اور اس پر اعتماد ہے بلکہ یہی حق ہے جس سے مفر نہیں، لکھا حقیر خلف بن ابراہیم حنبلی خادم افتاء مکہ مشرفہ نے۔

ومسلما هذا او ما اجاب العلامة رشید احمد فیه الکفایة و علیه المعمول بل هو الحق الذی لا محیص عنه رقمه الحقیر خلف بن ابراهیم خادم افتاء الحنابلة بمکة المشرفة

والجواب عما یقول البریلوی انه یضع عنده تمثال فتوی الشیخ المرحوم بفوتوگراف المشتمل علی ما ذکر هو انه من مختلقاته اختلقها ووضعها عنده افتراء علی الشیخ قدس سره و مثل هذه الاکاذیب والاختلاقات هین علیه فانه استاذ الاساتذة فیها وکلهم عیال علیه فی زمانه فانه محرف ملبس ودجال مکار ربما یصور الامهار ولیس بادنی من المسیح القادیانی فانه یدعی الرسالة ظاهرا وعلنا و هذا یستتر بالمجددیة و یکفر علماء الامة کما کفر الوهابیة اتباع محمد بن عبد الوهاب الامة خذله الله تعالیٰ کما خذلهم:-

السوال الرابع والعشرون هل تعتقدون وقوع الکذب

جعلی فتوای ـــــ دجل و افتراء کی بدترین مثال اور یہ جو بریلوی کہتا ہے کہ اس کے پاس مولانا کے فتوای کا فوٹو ہے جس میں ایسا لکھا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مولانا قدس سرہ پر بہتان باندھنے کو یہ جعل ہے جبکو گھڑ کر اپنے پاس رکھ لیا ہے اور ایسے جھوٹ اور جعل اسے آسان ہیں کیونکہ وہ اس میں استاذوں کا استاذ ہے اور زمانہ کے لوگ اس کے چیلے کیونکہ تحریف وتلبیس ودجل و مکر کی اس کو عادت ہے اکثر مہریں بنالیتا ہے مسیح قادیانی سے کچھ کم نہیں، اس لئے کہ وہ رسالت کا کھلم کھلا مدعی تھا اور یہ مجددیۃ کو چھپائے ہوئے ہے علمائے امت کو کافر کہتا رہتا ہے جس طرح محمد بن عبدالوہاب کے وہابی چیلے امت کی تکفیر کیا کرتے تھے خدا اس کو بھی انھیں کی طرح رسوا کرے۔

چوبیسواں سوال

امکانِ وقوعِ کذب؟ کیا تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ حق تعالیٰ کے کسی کلام میں

فی کلام من کلام المولیٰ عزوجل سبحانہ ام کیف الامر۔
الجواب نحن ومشائخنا رحمہم اللہ تعالیٰ نذعن ونتیقن بان کل کلام صدر عن الباری عزوجل او سیصدر عنہ فھو مقطوع الصدق مجزوم بمطابقتہ للواقع ولیس فی کلام من کلامہ تعالیٰ شائبۃ کذب ومظنۃ خلاف اصلا بلا شبہۃ ومن اعتقد خلاف ذٰلک او توھم بالکذب فی شیٔ من کلامہ فھو کافر ملحد زندیق لیس لہ شائبۃ من الایمان

السوال الخامس والعشرون ھل نسبتم فی تالیف من تالیفکم الی بعض الاشاعرۃ القول بالامکان الکذب وعلی تقدیرھا فما المراد بذلک وھل عندکم نص علی ھذا المذہب من المعتمدین بینوا الامر لنا علی وجہہ:-

---

وقوع کذب ممکن ہے یا کیا بات ہے؟

جواب

اللہ کے کلام میں کذب کا وہم کرنے والا کافر زندیق ہے

ہم اور ہمارے مشائخ اس کا یقین رکھتے ہیں کہ جو کلام بھی حق تعالیٰ سے صادر ہوا یا آئندہ ہوگا وہ یقیناً سچا اور بلاشبہ واقع کے مطابق ہے اس کے کسی کلام میں کذب کا شائبہ اور خلاف کا واہمہ بھی بالکل نہیں اور جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے یا اس کے کسی کلام میں کذب کا وہم کرے وہ کافر ملحد زندیق ہے کہ اس میں ایمان کا شائبہ بھی نہیں

پچیسواں سوال

اشاعرہ کی طرف امکانِ کذب کی نسبت؟

کیا تم نے اپنی کسی تصنیف میں اشاعرہ کی طرف امکانِ کذب منسوب کیا ہے اور اگر کیا ہے تو اس سے مراد کیا ہے اور اس مذہب پر تمہارے پاس معتبر علماء کی کیا کوئی سند ہے واقعی امر ہمیں بتلاؤ،

الجواب الاصل فیہ انہ وقع النزاع بیننا وبین المنطقیین من اہل الہند والمبتدعۃ منہم فی مقدوریۃ خلاف ما وعد بہ الباری سبحانہ وتعالیٰ او اخبرتہ او ارادہ وامثالہا فقالوا ان خلاف ہٰذہ الاشیاء خارج عن القدرۃ القدیمۃ مستحیل عقلا لا یمکن ان یکون مقدورا لہ تعالیٰ واجب علیہ مما ما یطابق الوعد والخبر والارادۃ والعلم وقلنا ان امثال ہٰذہ الاشیاء مقدور قطعا لکنہ غیر جائز الوقوع عند اہل السنۃ والجماعۃ من الاشاعرۃ والماتریدیۃ شرعاً وعقلاً عند الماتریدیۃ وشرعًا فقط عند الاشاعرۃ فاعترضوا علینا بانہ ان امکن مقدوریۃ ہٰذہ الاشیاء لزم امکان الکذب وہو غیر مقدور قطعا ومستحیل ذاتا فاجبناہم باجوبۃ شتی مما ذکرہ علماء الکلام منہا لو سلم استلزام امکان

جواب

علمائے دیوبند پر امکان کذب باری کے افتراء کی حقیقت	اصل بات یہ ہے کہ ہمارے اور ہندی منطقی وبدعتیوں کے درمیان اس مسئلہ میں نزاع ہوا کہ حق تعالےٰ

نے جو وعدہ فرمایا یا خبر دی یا ارادہ فرمایا اس کے خلاف پر اسکو قدرت ہے یا نہیں سو وہ تو یوں کہتے ہیں کہ ان باتوں کا خلاف اسکی قدرت قدیمہ سے خارج اور عقلاً محال ہے ان کا مقدور خدا ہونا ممکن ہی نہیں اور حق تعالیٰ پر واجب ہے کہ وعدہ اور خبر اور ارادہ اور علم کے مطابق کرے اور ہم یوں کہتے ہیں کہ ان جیسے افعال یقیناً قدرت میں داخل ہیں البتہ اہل سنت والجماعت اشاعرہ وماتریدیہ سب کے نزدیک ان کا وقوع جائز نہیں ماتریدیہ کے نزدیک شرعاً جائز نہ عقلاً اور شاعرہ کے نزدیک صرف شرعاً جائز ——
نہیں پس بدعتیوں نے ہم پر اعتراض کیا کہ ان امور کے تحت قدرت ہونا اگر جائز ہو تو کذب کا امکان لازم آتا ہے اور وہ یقیناً تحت قدرت نہیں اور ذاتاً محال ہے تو ان کو علماء کلام کے ذکر کئے ہوئے چند جواب دیئے جن میں یہ بھی تھا کہ اگر وعدہ وخبر

الکذب لمقدوریۃ خلاف الوعد والاخبار وامثالہما فہو ایضاً غیر مستحیل بالذات بل ہو مثل السفہ والظلم مقدور ذاتاً ممتنع عقلاً وشرعاً او شرعاً فقط کما صرح بہ غیر واحد من الائمۃ فلما رأوا ہٰذہ الاجوبۃ عثوا فی الارض و نسبوا الینا تجویز النقص بالنسبۃ الیٰ جنابہ تبارک وتعالیٰ واشاعوا ہٰذا الکلام بین السفہاء والجہلاء تنفیرا للعوام وابتغاء الشہوات والشہرۃ بین الانام و بلغوا اسباب سمٰوٰت الافتراء فوضعوا تمثالا من عندہم لفعلیۃ الکذب بلا مخافۃ عن الملک العلام و لما اطلع اہل الہند علی مکائدہم استنصروا العلماء الحرمین الکرام لعلمہم بانہم غافلون عن خباثاتہم وعن حقیقۃ اقوال علمائنا وما مثلہم فی ذٰلک الا کمثل المعتزلۃ مع اہل السنۃ

وغیرہ کا خلاف تحت قدرت ماننے سے امکان کذب تسلیم بھی کر لیا جاوے تو وہ بھی تو بالذات محال نہیں بلکہ سفہ اور ظلم کی طرح ذاتاً مقدور اور عقلاً وشرعاً یا صرف شرعاً ممتنع ہے جیسا کہ بہتیرے علماء اسکی تصریح کر چکے ہیں پس جب انھوں نے یہ جواب دیکھے تو ملک میں فساد پھیلانے کو ہماری جانب یہ منسوب کیا کہ جناب باری عزاسمہ کی جانب نقص جائز سمجھتے ہیں اور عوام کو نفرت دلانے اور مخلوق میں شہرت پاکر اپنا مطلب پورا کرنے کو سفہا وجہلا میں اس لغوبات کی خوب شہرت دی اور بہتان کی انتہا یہاں تک پہونچی کہ اپنی طرف سے فعلیت کذب کا فوٹو وضع کر لیا اور خدائے ملک علام کا کچھ خوف نہ کیا اور جب اہل ہند ان کی مکاریوں پر مطلع ہوئے تو انھوں نے علمائے حرمین سے مدد چاہی کیونکہ جانتے تھے کہ وہ حضرات انکی خباثت اور ہمارے علماء کے اقوال کی حقیقت سے بے خبر ہیں اس معاملہ میں ہماری انکی مثال معتزلہ اور اہل سنت کی سی ہے کہ معتزلہ نے عاصی کو بجائے سزا کے ثواب اور مطیع کو سزا دینا قدرت قدیمہ سے خارج اور ذات باری پر عدل واجب بتاکر اپنا نام اصحاب عدل

والجماعة فانهم اخرجوا اثابة العاصی وعقاب المطیع عن القدرۃ القدیمۃ واوجبوا العدل علی ذاتہ تعالیٰ فسموا انفسهم اصحاب العدل والتنزیۃ ونسبوا علماء اهل السنۃ والجماعۃ الی الجور والاعتساف والتشویۃ فکما ان قدماء اهل السنۃ والجماعۃ لم یبالوا بجهالاتهم ولم یجوزوا العجز بالنسبۃ الیہ سبحانہ وتعالیٰ فی الظلم المذکور وعمموا القدرۃ القدیمۃ مع ازالۃ النقائص عن ذاتہ الکاملۃ الشریفۃ و اتمام التنزیۃ والتقدس لجنابہ العالی قائلین ان ظنکم المنقصۃ فی جواز مقدوریۃ العقاب للطائع والثواب للعاصی انما هو وخامۃ الفلسفۃ الشنیعۃ کذلک قلنا لهم ان ظنکم النقص بمقدوریۃ خلاف الوعد والاخبار والصدق وامثال ذلک مع کونہ ممتنع الصدور عنہ تعالیٰ شرعًا فقط او عقلًا وشرعًا انما هو من بلاء الفلسفۃ

وتنزیہ رکھا اور علماء اہل سنت والجماعت نے انکی جہالتوں کی پرواہ نہیں کی اور ظلم مذکور میں حق تعالیٰ شانہ کی جانب عجز کا منسوب کرنا جائز نہیں سمجھا بلکہ قدرت قدیمہ کو عام کہہ کر ذات کاملہ سے نقائص کا ازالہ اور جناب باری کے کمال تقدس وتنزیہ کو یوں کہہ کر ثابت کیا کہ نیکوکار کے لئے عذاب اور بدکار کے لئے ثواب کو تحت قدرت باری تعالیٰ ماننے سے نقص کا گمان کرنا محض فلسفہ شنیعہ کی حماقت ہے اسی طرح ہم نے بھی انکو جواب دیا کہ وعدہ وخبر وصدق وعدہ کے خلاف کو صرف تحت قدرت ماننے سے حالانکہ صرف شرعًا وعقلًا دونوں طرح وقوع ممتنع ہے، نقص کا گمان کرنا تمہاری جہالت کا ثمرہ اور منطق وفلسفہ کی بلا ہے پس بدعتیوں نے تنزیہ کے لئے جو کچھ کیا حق تعالیٰ کی عام وکامل قدرت کا اس میں لحاظ نہ رکھا اور ہمارے سلف اہل السنۃ والجماعت نے دونوں امر ملحوظ رکھے حق تعالیٰ شانہ کی قدرت عام رہی اور تنزیہ تام یہ ہے وہ مختصر مضمون جس کو ہم نے براہین میں بیان کیا ہے ۔

والمنطق وجهلکم الوخیم فهم فعلوا ما فعلوا لاجل التنزیہ لکنهم لم یقدروا علی کمال القدرة وتعمیمها واما اسلافنا اهل السنة والجماعة فجمعوا بین الامرین من تعمیم القدرة وتتمیم التنزیة للواجب سبحانه وتعالیٰ وهٰذا الذی ذکرناه فی البراهین مختصراً وهاکم بعض النصوص علیه من الکتاب المعتبرة فی المذهب۔

(۱) قال فی شرح المواقف اوجب جمیع المعتزلة والخوارج عقاب صاحب الکبیرة اذا مات بلا توبة ولم یجوزوا ان یعفو الله عنه بوجهین الاول انه تعالیٰ اوعد بالعقاب علی الکبائر واخبر ای بالعقاب علیها فلو لم یعاقب علی الکبیرة وعفا لزم الخلف فی وعیده والکذب فی خبره وانه محال والجواب غایته وقوع العقاب فاین وجوب العقاب الذی کلامنا فیه اذ لا شبهة فی ان عدم الوجوب مع الوقوع لا یستلزم خلفا ولا کذبا لا یقال انه یستلزم جوازهما وهو ایضا محال لانا نقول استحالته ممنوعة کیف وهما

اب اصل مذہب کے متعلق معتبر کتابوں سے ...

علمائے دیوبند کا عقیدہ سلف صالحین اہل السنۃ والجماعت کے بالکل مطابق ہے

(۱) شرح مواقف میں مذکور ہے کہ تمام معتزلہ اور خوارج نے مرتکب کبیرہ کے عذاب کو جبکہ بلاتوبہ مرجائے واجب کہا ہے اور جائز نہیں سمجھا کہ اللہ اسے معاف کرے اسکی دو وجہ بیان کی ہیں اول یہ کہ حق تعالیٰ نے کبیرہ گناہوں پر عذاب کی خبر دی اور وعید فرمائی ہے پس اگر عذاب نہ دے اور معاف کردے تو وعید کے خلاف اور خبر میں کذب لازم آتا ہے اور یہ محال ہے اس کا جواب یہ ہے کہ خبر وعید سے زیادہ سے زیادہ عذاب کا وقوع لازم آتا ہے نہ کہ وجوب جس میں گفتگو ہے کیونکہ بغیر وجوب کے وقوع عذاب میں نہ خلف ہے نہ کذب کوئی یوں نہ کہے کہ اچھا خلف اور کذب کا جواز لازم آئیگا اور یہ بھی محال ہے کیونکہ ہم اس کا

من الممكنات التی تشتملهما قدرته تعالیٰ اھ

(۲) وفی شرح المقاصد للعلامة التفتازانی رحمه اللہ تعالیٰ فی خاتمة بحث القدرة المنکرون لشمول قدرته طوائف منھم النظام واتباعه القائلون بانه لا یقدر علی الجھل والکذب والظلم وسائر القبائح اذ لو کان خلقھا مقدوراً له لجاز صدوره عنه واللازم باطل لافضائه الی السفه ان کان عالماً بقبح ذلک وباستغنائه عنه والی الجھل ان لم یکن عالماً۔ والجواب لا نسلم قبح الشئی بالنسبة الیه کیف وھو تصرف فی ملکه ولو سلم فالقدرة لا تنافی امتناع صدوره نظراً الی وجود الصارف وعدم الداعی وان کان ممکناً اھ ملخصه:۔

(۳) قال فی المسائرة وشرحه المسامرة العلامة المحقق کمال بن الھمام الحنفی وتلمیذہ ابن ابی الشریف المقدسی الشافعی رحمھما اللہ تعالیٰ مانصه ثم قال ای صاحب العمدة ولا یوصف

محال ہونا نہیں مانتے اور محال کیونکر ہو سکتا ہے جب کہ خلف اور کذب ان ممکنات میں داخل ہیں جنکو قدرت باری تعالیٰ شامل ہے۔

(۲) اور شرح مقاصد میں علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ نے قدرت کی بحث کے آخر میں لکھا ہے کہ قدرت کے منکر چند گروہ ہیں ایک نظام اور اسکے تابعین جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جہل اور کذب وظلم و نیز کسی فعل قبیح پر قادر نہیں کیونکہ ان افعال کا پیدا کرنا اگر اسکی قدرت میں داخل ہو تو ان کا حق تعالےٰ سے صدور بھی جائز ہوگا اور صدور ناجائز ہے کیونکہ اگر باوجود علم قبح کے بے پروائی کے سبب صدور ہو گا تو سفہ لازم آئے گا اور علم نہ ہوگا تو جہل لازم آئے گا جواب یہ ہے کہ حق تعالیٰ کیجانب نسبت کر کے کسی شئی کا قبح ہم تسلیم نہیں کرتے اسلئے کہ اپنے ملک میں تصرف کرنا قبیح نہیں ہو سکتا اور اگر مان بھی لیں کہ قبح کی یہی نسبت قبیح ہے تو قدرت حق امتناع صدور کے منافی نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ فی نفسہ تحت قدرت ہو مگر مانع کے موجود یا باعث صدور مفقود ہونیکے سبب اس کا

اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم والسفہ والکذب لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ ای لا یصح متعلقا لہا وعند المعتزلۃ یقدر تعالیٰ علی کل ذٰلک ولا یفعل انتہی کلام صاحب العمدۃ وکانہ انقلب علیہ ما نقلہ عن المعتزلۃ اذ لا شک ان سلب القدرۃ عما ذکر ہو مذہب المعتزلۃ واما ثبوتہا ای القدرۃ علی ما ذکرتم الامتناع عن متعلقہا اختیارا فبمذہب ای فہو بمذہب الاشاعرۃ الیق منہ بمذہب المعتزلۃ ولا یخفی ان ہذا الالیق ادخل فی التنزیہ ایضا اذ لا شک فی ان الامتناع عنہا ای عن المذکورات من الظلم والسفہ والکذب من باب التنزیہات عما لا یلیق بجناب قدسہ تعالیٰ فلیسبر بالبناء للمفعول ای یختبر العقل فی ان ای الفصلین ابلغ فی التنزیہ عن الفحشاء اہو القدرۃ علیہ ای علی ما ذکر من الامور الثلثۃ مع الامتناع ای امتناعہ تعالیٰ عنہ مختارا لذلک

وقوع ممتنع ہو۔

(۳) مسائرہ اور اسکی شرح مسامرہ میں علامہ کمال بن ہمام حنفی اور ان کے شاگرد ابن ابی الشریف مقدسی شافعی رحمہما اللہ یہ تصریح فرماتے ہیں پھر صاحب العمدہ نے کہا حق تعالیٰ کو یوں نہیں کہہ سکتے کہ وہ ظلم وسفہ اور کذب پر قادر ہے کیونکہ ہو سکتا ہے جب کہ خلف وکذب ان ممکنات میں داخل ہیں جنکو قدرت باری تعالیٰ شامل ہے کیونکہ محال قدرت کے تحت میں داخل نہیں ہوتا یعنی قدرت کا تعلق اسکے ساتھ صحیح نہیں اور معتزلہ کے نزدیک افعال مذکورہ پر حق تعالیٰ قادر تو ہے مگر کرے گا نہیں صاحب العمدہ کا کلام ختم ہو گیا (اب کمال الدین فرماتے ہیں) کہ صاحب العمدۃ نے جو معتزلہ سے نقل کیا وہ الٹ پلٹ ہو گیا کیونکہ اس میں شک نہیں کہ افعال مذکورہ سے قدرت کا سلب کرنا عین مذہب معتزلہ ہے اور افعال مذکورہ پر قدرت تو ہو مگر باختیار خود ان کا وقوع نہ کیا جائے یہ قول مذہب اشاعرہ کے زیادہ مناسب ہے

الامتناع اوالامتناع ای امتناعه عنه لعدم القدرة علیه فیجب القول بادخل القولین فی التنزیه وهو القول الیق بمذهب الاشاعرة ۱ھ

(۴) وفی حواشی الکلنبوی علی شرح العقائد العضدیة للمحقق الدوانی رحمهما الله تعالیٰ مانصه وبالجملة کون الکذب فی الکلام اللفظی قبیحا بمعنی صفة نقص ممنوع عند الاشاعرة و لذا قال الشریف المحقق انه من جملة الممکنات وحصول العلم القطعی لعدم وقوعه فی کلامه تعالیٰ باجماع العلماء والانبیاء علیهم السلام لاینافی امکانه فی ذاته کسائر العلوم العادیة القطعیة وهو لاینافی ماذکره الامام الرازی الخ

(۵) وفی تحریرالاصول لصاحب فتح القدیرالامام ابن الهمام وشرحه لابن امیرالحاج رحمهما الله تعالیٰ مانصه وحینئذ ای وحین کان مستحیلا علیه ما ادرک فیه نقص ظهر القطع باستحالة

بہ نسبت معتزلہ کے اور ظاہر ہے کہ اسی قول مناسب کو تنزیہ باری تعالیٰ میں زیادہ دخل بھی ہے بیشک ظلم وسفہ وکذب سے باز رہنا باب تنزیہات سے ہے ان قبائح سے جو اس مقدس ذات کے شایان نہیں پس عقل کا امتحان لیا جاتا ہے کہ دونوں صورتوں میں کس صورت کو حق تعالیٰ کے تنزیہ عن الفحشاء میں زیادہ دخل ہے آیا اس صورت میں کہ ہر سہ افعال مذکورہ پر قدرت تو پائی جائے مگر باختیار وارادہ ممتنع الوقوع کہا جائے زیادہ تنزیہ ہے یا اسطرح ممتنع الوقوع ماننے میں زیادہ تنزیہ ہے کہ حق تعالیٰ کو ان افعال پر قدرت ہی نہیں پس جس صورت کو تنزیہ میں زیادہ دخل ہو اس کا قائل ہونا چاہیئے ۔ اور وہ وہی ہے جو اشاعرہ کا مذہب ہے یعنی امکان بالذات وامتناع بالاختیار۔

(۴) محقق دوانی کی شرح عقائد عضدیہ کے حاشیہ کلنبوی میں اسطرح منصوص ہے خلاصہ یہ ہے کہ کلام لفظی میں کذب کا بایں معنی قبیح ہونا کہ نقص وعیب ہے، اشاعرہ کے نزدیک مسلم نہیں اور اسی لئے شریف محقق نے کہا ہے کہ کذب منجملہ ممکنات کے ہے اور جب کہ کلام لفظی کے مفہوم کا علم قطعی حاصل ہے اس

اتصافہ ای اللہ تعالیٰ بالکذب ونحوہ تعالیٰ عن ذلک وایضا لو لم یمتنع اتصاف فعلہ بالقبح یرتفع الامان عن صدق وعدہ وصدق خبر غیرہ ای الوعد منہ تعالیٰ وصدق النبوۃ ای لم یجزم بصدقہ اصلا وعند الاشاعرۃ کسائر الخلق القطع بعدم اتصافہ تعالیٰ بشئ من القبائح دون الاستحالۃ العقلیۃ کسائر العلوم التی لقطع فیہا بان الواقع احد النقیضین مع عدم استحالۃ الاخر لو قدرانہ الواقع کالقطع بمکۃ وبغداد ای بوجودھما فانہ لایحیل عدمھما عقلا وحینئذ ای وحین کان الامر علی ھذا لایلزم ارتفاع الامان

طرح کہ کلام الٰہی میں وقوع کذب نہیں ہے اور اس پر علماء انبیاء علیہم السلام کا اجماع ہے تو کذب کے ممکن بالذات ہونے کے منافی نہیں جس طرح جملہ علوم عادیہ قطعیہ باوجود امکان کذب بالذات حاصل ہوا کرتے ہیں اور یہ امام رازی کے قول کا مخالف نہیں الخ

(۵) صاحب فتح القدیر امام ابن ہمام کی تحریر الاصول اور ابن امیر الحاج کی شرح تحریر میں اس طرح منصوص ہے اور اب یعنی جب کہ یہ افعال حق تعالیٰ پر محال ہوئے جن میں نقص پایا جاتا ہے ظاہر ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کا کذب وغیرہ کے ساتھ متصف ہونا یقیناً محال ہے نیز اگر فعل باری کا قبح کے ساتھ اتصاف محال نہ ہو تو وعدہ اور خبر کی سچائی پر اعتماد نہ رہے گا اور نبوت کی سچائی یقینی نہ رہے گی اور اشاعرہ کے نزدیک حق تعالیٰ کا کسی قبیح کے ساتھ یقیناً متصف نہ ہونا ساری مخلوقات کی طرح (بالاختیار) ہے عقلاً محال نہیں چنانچہ تمام علوم جن میں یقین ہے کہ ایک نقیض کا وقوع ہے وہاں دوسری نقیض محال ذاتی نہیں کہ وقوع مقدر نہ ہوسکے مثلاً مکہ اور بغداد کا موجود ہونا یقینی ہے مگر عقلاً محال ہے کہ موجود نہ ہوں اور اب یعنی جب یہ صورت ہوئی تو امکانِ کذب کے سبب اعتماد کا اٹھنا لازم نہ آئے گا اس لئے کہ عقلاً کسی شئے کا جواز مان لینے سے اس کے عدم پر یقین نہ رہنا لازم نہیں آتا اور یہی استحالہ وقوعی وامکان عقلی کا خلاف (معتزلہ اہل السنۃ میں) ہر نقص میں جاری ہے کہ حق تعالیٰ کو ان پر قدرت ہی نہیں

لانه لا یلزم من جواز الشئ عقلاً عدم الجزم بعدمه والخلاف الجاری فی الاستحالة والامکان العقلی لهذا جار فی کل نقیصة افقدرته تعالیٰ علیها مسلوبة ام هی ای النقیصة بها ای بقدرته مشمولة والقطع بانه لایفعل ای دالحال القطع بعدم فعل تلك النقیصة الخ۔

ومثل ماذکوناه عن مذهب الاشاعرة ذکره القاضی العضد فی شرح مختصر الاصول واصحاب الحواشی علیه و مثله فی شرح المقاصد وحواشی المقاصد للچلپی وغیره و کذلك صرح به العلامة القوشجی فی شرح التجرید والقولوی وغیرهم اعرضنا عن ذکر نصوصهم مخالفة الاطناب والسامة والله المتولی للرشاد والهدایة ۔

(جیسا کہ معتزلہ کا مذہب ہے) یا نقص کو قدرت حق تعالیٰ شامل ضرور ہے مگر ساتھ ہی اس کے یقین ہے کہ کرے گا نہیں (جیسا کہ اہل السنۃ کا قول ہے) یعنی اس نقص کے عدم فعل کا یقین ہے۔

اور اشاعرہ کا مذہب جو ہم نے بیان کیا ہے ایسا ہی قاضی عضد نے شرح مختصر الاصول میں اور اصحاب حواشی نے حاشیہ پر اور ایسا ہی مضمون شرح مقاصد اور چلپی کے حواشی مواقف وغیرہ میں مذکور ہے اور ایسی ہی تصریح علامہ قوشجی نے شرح تجرید میں اور قولوی وغیرہ نے کی ہے جن کی نصوص بیان کرنے سے تطویل کے اندیشہ سے ہم نے اعراض کیا اور اور حق تعالیٰ ہی ہدایت کا متولی ہے۔



السوال السادس والعشرون[16] ما قولكم في القادياني الذي يدعي المسيحية والنبوة فان اناسا ينسبون اليكم حبه ومدحه فالمرجو من مكارم اخلاقكم ان تبينوا لنا هذه الامور بيانا شافيا ليتضح صدق القائلين وكذبهم ولا يبقى الريب الذي حدث في قلوبنا من تشويشات الناس :۔

الجواب جملة قولنا وقول مشائخنا في القادياني الذي يدعي النبوة والمسيحية انا كنا في بدء امره مالم يظهر لنا منه سوء اعتقاد بل بلغنا انه يؤيد الاسلام ويبطل جميع الاديان التي سواه بالبراهين والدلائل نحسن الظن به على ماهو اللائق للمسلم بالمسلم ونأول لبعض اقواله ونحمله على محمل حسن ثم

چھبیسواں سوال

مرزا غلام احمد قادیانی ؟	کیا کہتے ہو قادیانی کے بارے میں جو مسیح و نبی ہونے کا مدعی

ہے کیونکہ لوگ تمہاری طرف نسبت کرتے ہیں کہ اس سے محبت رکھتے اور اسکی تعریف کرتے ہو تمہارے مکارم اخلاق سے امید ہے کہ ان مسائل کا شافی بیان لکھو گے تاکہ قائل کا صدق و کذب واضح ہو جائے اور جو شک لوگوں کے مشوش کرنے سے ہمارے دلوں میں تمہاری طرف سے پڑ گیا ہے وہ باقی نہ رہے ۔

جواب

مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف علمائے دیوبند کی مساعی ،	ہم اور ہمارے مشائخ سب کا مدعی نبوت و مسیحیت قادیانی کے بارے میں یہ قول ہے

کہ شروع شروع جب تک اس کی بدعقیدگی ہمیں ظاہر نہ ہوئی بلکہ یہ خبر پہونچی کہ وہ اسلام کی تائید کرتا ہے اور تمام مذاہب کو بدلائل باطل کرتا ہے تو جیسا ہم کہ مسلمانوں کو مسلمان کے ساتھ زیبا ہے ہم اس کے ساتھ حسن ظن رکھتے اور اسکے بعض ناشائستہ اقوال کو تاویل کر کے محمل حسن پر حمل کرتے رہے اسکے بعد جب

انه لما ادعى النبوة والمسيحية وانكر رفع الله تعالىٰ المسيح الى السماء وظهر لنا من خبث اعتقاده وزندقته افتى مشائخنا رضوان الله تعالىٰ عليهم بكفره وفتوى شيخنا ومولانا رشيد احمد الگنگوهي رحمه الله في كفر القادياني قد طبعت وشاعت يوجد كثير منها في ايدى الناس لم يبق فيها خفاء۔

الا انه لما كان مقصود المبتدعين تهييج سفهاء الهند وجهالهم علينا وتنفير علماء الحرمين واهل فتياهما وقضاتهما واشرافهما منا لانهم علموا ان العرب لا يحسنون الهندية بل لا يبلغ لديهم الكتب والرسائل الهند افتروا علينا هذه الاكاذيب فالله المستعان وعليه التوكل وبه الاعتصام هذا والذي ذكرنا في الجواب هو ما نعتقده وندين الله تعالىٰ به فان

اس نے نبوت ومسیحیت کا دعوی کیا تھا اور عیسیٰ مسیح کے آسمان پر اٹھائے جانے کا منکر ہوا اور اس کا خبیث عقیدہ اور زندیق ہونا ہم پر ظاہر ہوا تو ہمارے مشائخ نے اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا قادیانی کے کافر ہونے کی بابت ہمارے حضرت مولٰنا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ تو طبع ہو کر شائع بھی ہو چکا بکثرت لوگوں کے پاس موجود ہے کوئی چھپی ڈھکی بات نہیں۔

مگر چونکہ مبتدعین کا مقصود یہ تھا کہ ہندوستان کے جہلاء کو ہم پر برافروختہ کریں اور حرمین شریفین کے علماء ومفتی واشرات وقاضی ورؤسا کو ہم پر متنفر بنائیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اہل عرب ہندی زبان اچھی نہیں جانتے بلکہ ان تک ہندی رسائل وکتابیں پہونچتی بھی نہیں اس لئے ہم پر جھوٹے افتراء باندھے سو خدا ہی سے مدد در کار ہے اور اسی پر اعتماد ہے اور اسی کا تمسک۔

حرف آخر جو کچھ ہم نے عرض کیا یہ ہمارے عقیدے ہیں اور یہی دین وایمان ہے سو اگر آپ حضرات کی رائے میں صحیح ودرست ہوں تو اس پر تصحیح لکھ کر مہر

كان فى رايكم حقا وصوابا فاكتبوا عليه تصحيحكم وزينوه بختمكم وان كان غلطا وباطلا فدلونا على ما هو الحق عندكم فانا ان شاء الله لا نتجاوزه عن الحق وان عن لنا فى قولكم شبهة نراجعكم فيها حتى يظهر الحق ولم يبق فيه خفاء وآخر دعونا ان الحمد لله رب العلمين وصلى الله على سيدنا محمد سيد الاولين والاخرين وعلى آله وصحبه وازواجه وذرياته اجمعين ٥ قاله بفمه ورقمه بقلمه خادم طلبة علوم الاسلام كثير الذنوب والاثام الاحقر خليل احمد وفقه الله التزود لغد يوم الاثنين ثامن عشر من شهر شوال سنة ۱۳۲۵ھ تمت

بسم الله الرحمن الرحيم ٥ الحمد لله عالم الغيب والشهادة

سے مزین کردیجئے اور اگر غلط و باطل ہوں تو جو کچھ آپ کے نزدیک حق ہو وہ ہمیں بتائیے ہم انشاء اللہ حق سے تجاوز نہ کریں گے اور اگر ہمیں آپ کے ارشاد میں کوئی شبہ لاحق ہوگا تو دوبارہ پوچھ لیں گے یہاں تک کہ حق ظاہر ہو جائے اور خفا نہ رہے اور ہماری آخری پکار یہ ہے کہ سب تعریف اللہ کو زیبا ہے جو پالنے والا ہے تمام جہان کا اور اللہ کا درود وسلام نازل ہو اولین وآخرین کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور انکی اولاد وصحابہ وازواج وذریات سب پر، زبان سے کہا اور قلم سے لکھا، خادم الطلبہ کثیر الذنوب والآثام حقیر خلیل احمد نے خدا انکو توشۂ آخرت کی توفیق عطا فرمائے ۱۸ شوال ۱۳۲۵ھ۔ تمام شد۔

علمائے ہند کی تصدیقات

(چونکہ یہ رسالہ عربیہ تصادیق علماء ہندوستان سے مکمل کرانے کے بعد حجاز ومصر وشام کی بلاد اسلامیہ میں بھیجا گیا تھا اس لئے اوّل علمائے ہند کی تحریرات درج کی جاتی ہیں:۔)

والصلوٰة والسلام علیٰ من قال ان احسن الظن من العبادة وعلیٰ
آلہ واصحابہ ھم سادة للامة وقادة وبعد فقد تشرفت بمطالعة
المقالة التی رصفہا المولی العلام مقدام علماء الانام مولانا
المولوی خلیل احمد لازال فیوضہ منسجمة علی السہول والاکام
فللّٰہ درہ ولا مثل عشرة قد اتی بالحق الصریح وازال عن اھل الحق
الظن القبیح وھو معتقدنا ومعتقد مشائخنا جمیعا لاریب فیہ
فاثابہ اللہ تعالیٰ جزاء عنائہ فی ابطال وساوس الحاسد فی افترائہ
فقط محمود عفی عنہ المدرس الاوّل فی مدرسة دیوبند (طبع الختام)

للّٰہ دار المجیب اللبیب حیث اتی بتحقیقات منیعة وتدقیقات بدیعة
فی کل مسئلة وباب ومیز القشر عن اللباب وکشف قناع الریب والبطلان

تصدیق انیق قدوة العارفین زبدة المحدثین حضرت مولانا الحاج المولوی محمود حسن صاحب محدث دامت فیضانہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر قسم کی تعریف زیبا ہے اللہ کو جو غائب وحاضر کا جاننے والا ہے اور درود وسلام اس ذات
پر جس نے فرمایا ہے کہ اچھا گمان رکھنا بھی عبادت ہے اور انکی اولاد واصحاب پر جو امت
کے سردار وپیشوا ہیں اس کے بعد عرض ہے کہ میں اس رسالہ کے ملاحظہ سے مشرف
ہوا جسکو مولانا العلام وپیشوائے علمائے انام مولانا مولوی خلیل احمد صاحب نے لکھا
ہے ان کے فیوض ہمیشہ جاری رہیں ہر نشیب وفراز پر جو ان کے لئے ہے ان کی
خوبی واقعی حق صریح بیان کیا اور اہل حق سے بدگمانی زائل فرمائی اور یہی ہمارا اور ہمارے
جملہ مشائخ کا عقیدہ ہے اس میں کچھ شک نہیں پس حق تعالیٰ مصنف کو اس محنت کی
جزا عطا فرمائے جو حاسد کی افترا پردازی کے وسوسوں کے باطل کرنے میں انھوں نے
کی ہے

تحریر منیف سید العلماء صفوة الصلحاء حضرت مولانا الحاج میر احمد حسن صاحب امروہوی قدس اللہ سرہ

خدا کے لئے ہے عاقل مجیب کی خوبی کہ مستحکم تحقیقات وعجیب باریکیاں ہر مسئلہ اور باب

عن وجوہ خرائد الحق والصواب کیف لا و المجیب المحق المحقق ھو
مورد انعامہ وافضالہ ومقدام المحققین فی اقرانہ وامثالہ فالحق انہ
ادامہ اللہ تعالیٰ وابقاہ اصاب فی ما افادو فی کل ما اجاب اجاد لا
یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ وھو حق صریح لا ریب
فیہ فہذا ھو الحق وماذا بعد الحق الا الضلال وکل ذلک ھو معتقدنا
ومعتقد مشائخنا وساداتنا اماتنا اللہ علیہ وحشرنا مع عبادہ المخلصین
المتقین وبوانا فی جوار المقربین من النبیین والصدیقین والشہداء
والصالحین آمین فآمین فمن نقول علینا او علی مشائخنا العظام
بعض الاقاویل فکلہا فریۃ بلا مریۃ واللہ یہدینا وایاھم الیٰ
صراط مستقیم وھو تعالیٰ وتقدس بکل شئی خبیر و علیم واٰخر
دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر

میں بیان کی ہے اور چھلکے کو مغز سے جدا کیا اور شک و بطلان کے گھونگٹ حق اور صواب
کے چہروں سے کھول دیئے کیونکر نہ ہو مجیب محقق وہ شخص ہے جو حق تعالیٰ کے انعام و
افضال کا مورد اور محققین زمانہ میں پیشوا ہے پس حق یہ ہے کہ خدا انکو دائم و باقی رکھے
کہ جو کچھ لکھا صواب لکھا اور جو جواب دیا ایسا عمدہ دیا کہ باطل نہ اس کے آگے سے آ
سکتا ہے نہ اس کے پیچھے سے اور یہی حق صریح ہے جس میں شک نہیں پس یہی حق ہے
اور حق کے بعد بجز گمراہی کے کیا رہا اور یہ سب ہمارا اور ہمارے مشائخ اور پیشوایان کا
عقیدہ ہے حق تعالیٰ ہم کو اسی پر موت دے اور اپنے مخلص پرہیزگار بندوں کے
ساتھ محشور فرمائے اور انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین مقرب بندوں کے ہمسایہ میں
جگہ عطا فرمائے آمین آمین پس جس نے ہم پر یا ہمارے باعظمت مشائخ پر کوئی قول
جھوٹ باندھا تو وہ بلا شبہ افتراء ہے اور اللہ ہم کو اور انکو راہ مستقیم دکھائے اور
وہ ہی حق تعالیٰ ہر شئے سے باخبر اور واقف ہے اور آخر پکار یہ ہے کہ سب تعریف اللہ
کو جو رب العالمین ہے اور درود و سلام ہو بہترین خلق خلاصۂ انبیاء سیدنا و مولینا محمد اور

خلقه وصفوة انبيائه سيدنا ومولنا محمد وآله وصحبه اجمعين وانا العبد الضعيف النحيف خادم الطلبة احقر الزمن احمد حسن الحسيني نسبا والامروهي المولد او موطنا والچشتي الصابري والنقشبندي المجددي طريقة ومشربا والحنفي الماتريدي مسلكا ومذهبا (طبع الخاتم)

بسم الله الرحمن الرحيم ۞ الحمد لله حق حمده والصلوة والسلام الاتمان الاكملان على من لا نبي من بعده امابعد فيقول العبد المفتقر الى رحمة الرحيم المنان عزيز الرحمن عفا الله عنه المفتي والمدرس في المدرسة العالية الواقعة في ديوبند ان مانمقه العلامة المقدام البحر القمقام المحدث الفقيه المتكلم النبيه الرحلة الامام قدوة الانام مجامع الشريعة

ان کے آل واصحاب پر اور سب پر،

میں ہوں بندہ ضعیف خادم الطلبہ احقر الزمن احمد حسن حسینی نسباً امروہی مولداً وموطناً چشتی صابری نقشبندی مجددی طریقہ ومشرباً حنفی ماتریدی مسلکاً ومذہباً

(مہر)

تحریر شریف عمدۃ الفقہاء اسوۃ الاصفیاء حضرت مولانا الحاج المولوی عزیز الرحمن صاحب دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؏

جملہ تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور درود وسلام تمام وکامل اس ذات پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں، کہتا ہے رحیم ومنان کی رحمت کا محتاج بندہ عزیز الرحمٰن عفا اللہ عنہ مفتی مدرس مدرسہ عالیہ واقع دیوبند جو کچھ تحریر فرمایا علامہ پیشوا، دریائے مواج محدث فقیہہ متکلم عاقل مرجع امام مقتدائے خلق جامع شریعت وطریقت واقف اسرار حقیقت کہ کھڑے ہوئے حق ظاہر کی مدد کے لئے اور اکھاڑ پھینکی شرک و

والطریقة واقف رموز الحقیقة من قام لنصرة الحق المبین ودمع اساس الشرک والاحداث فی الدین المؤید من اللہ الاحد الصمد مولانا الحاج الحافظ خلیل احمد المدرس الاوّل فی مدرسة مظاھر علوم الواقعة فی السہارنفور حفظہا اللہ من الشرور فی تحقیق المسائل ھو الحق عندی ومعتقدی ومشائخی فجازاہ اللہ احسن الجزاء یوم القیام ورحم اللہ من احسن الظن بالسادات العظام واللہ تعالیٰ ولی التوفیق وبالحمد اوّلا واٰخرا حقیق وھو حسبی ونعم الوکیل

کتبہ العبد عزیز الرحمٰن عفی عنہ دیوبندی

● نقربہ ونعتقدہ ونکل امر المفترین الی اللہ وانا اشرف علی التھانوی الحنفی الچشتی ختم اللہ تعالیٰ لہ بالخیر۔

بدعت کی بنیاد مؤید من اللہ الاحد الصمد مولینا الحاج حافظ خلیل احمد مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم واقع سہارنپور نے (خدا اس کو شرور سے محفوظ رکھے) مسائل کی تحقیق میں وہ سب حق ہے میرے نزدیک اور میرا اور میرے مشائخ کا عقیدہ ہے پس اللہ انکو عمدہ جزا دے قیامت کے دن اور اللہ رحم فرمائے اس شخص پر جو سرداران بزرگ کی جانب اچھا گمان رکھے اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے اور اول و آخر حمد کا مستحق ہے اور وہ مجھ کو کافی ہے اور اچھا کارساز ہے اسکو بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ دیوبندی نے لکھا

کلمات بابرکات طبیب الملتہ حکیم الامتہ حضرت مولانا الحاج الحافظ اشرف علی صاحب دام فیوضہم

میں اس کا مقر اور معتقد ہوں اور افترا کرنے والوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں میں اشرف علی تھانوی حنفی چشتی اللہ خاتمہ بخیر فرمائے۔

تصدیق لطیف شیخ الاتقیاء وسند الابرار حضرت مولانا الحاج الحافظ الشاہ عبد الرحیم صاحب عمت مکارمہم

● ما الذی کتب فی هذه الرسالة حق صحیح وثابت فی الکتب بنص صریح وهو معتقدی ومعتقد مشائخی رضوان الله تعالیٰ علیهم اجمعین احیانا الله بها وامانتنا علیها وانا العبد الضعیف عبد الرحیم عفی عنه الرائفوری الخادم لحضرة مولانا الشیخ رشید احمد گنگوهی قدس سره العزیز

● الحمد لله المتوحد فی جلال ذاته المتنزه عن شوائب النقص وسماته والصلوٰة والسلام علی سیدنا محمد نبیه ورسوله وعلیٰ اٰله وصحبه اجمعین وبعد فهذا القول الذی نطق به الشیخ الاجل الامجد الفرد الاکمل الاوحد مولانا الحاج الحافظ خلیل احمد دام ظله الظلیل علی رؤس المسترشدین وابقاه الله تعالیٰ لاحیاء الشریعة والطریقة والدین هو الحق عند نا

جو کچھ اس رسالہ میں لکھا ہے حق صحیح اور موجود ہے کتابوں میں نص صریح کے ساتھ اور یہی میرا اور میرے مشائخ کا عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ کی ان سب پر رضا ہو اسی پر اللہ ہم کو چلائے اور اسی پر موت دے۔ میں ہوں بندہ ضعیف عبدالرحیم عفی عنہ رائپوری خادم حضرت مولانا الشیخ رشید احمد گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز۔

تسطیر منیر رئیس الحکماء امام الفضلاء حضرت مولانا الحاج الحکیم محمد حسن صاحب زیدت محاسنہم

سب تعریفیں اللہ کے لئے جو یکتا ہے اپنی ذات کے جلال میں پاک ہے نقص کے شائبوں اور علامات سے اور درود وسلام سیدنا محمد پر جو اس کے نبی و رسول ہیں اور آپکی سب اولاد واصحاب پر اما بعد پس یہ تقریر جو شیخ واجل امجد اور فرد اکمل واوحد مولانا حاجی حافظ خلیل احمد دام ظلہ علی رؤس المسترشدین نے فرمائی ہے خدا انکو شریعت وطریقت اور دین کے زندہ کرنے کے لئے قائم رکھے حق ہے ہمارے نزدیک اور عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے مشائخ رضوان اللہ علیہم اجمعین الی یوم الدین کا

ومعتقدنا ومعتقد مشائخنا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین الیٰ یوم القیامۃ وانا العبد الضعیف النحیف محمد حسن عفا اللہ عنہ الدیوبندی ۔

هذا هو الحق والصواب

قدرت اللہ غفرلہ ولوالدیہ مدرس مدرسہ مرادآباد

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وبعد فما کتبہ الشیخ الامام الحبر الھمام فی جواب السوالات المذکورۃ ھو الحق والصواب والمطابق لما نطق بہ السنۃ والکتاب وھو الذی نتدین للہ تعالیٰ بہ وھو معتقدنا ومعتقد جمیع مشائخنا رحمہم اللہ تعالیٰ فرحم اللہ من نظرھا بعین الانصاف و اذعن للحق وانقاد للصدق ۔

میں ہوں بندہ ضعیف نحیف محمد حسن عفی عنہ دیوبندی ۔

تحریر شریف جامع الکمال صادق الاحوال جناب مولانا الحاج المولوی قدرت اللہ صاحب بورک فی احوالہ

یہی ہے حق اور صواب

قدرت اللہ غفرلہ والوالدیہ مدرس مدرسہ مرادآباد

تحریر منیف صاحب الرائی الصاحب ذو الفہم الثاقب حضرت مولانا الحاج المولوی حبیب الرحمن صاحب دامت فیوضہم

سب تعریفیں اللہ یکتا کے لئے اور درود و سلام ان پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں جو کچھ لکھا ہے شیخ امام دانا سردار نے سوالات مذکورہ کے جواب میں وہی حق اور صواب ہے اور اسکے مطابق ہے جو سنت و کتاب کہہ رہی ہے اور ہم اسکو دین قرار دیتے ہیں اللہ کے لئے اور یہی عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے تمام مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کا پس اللہ رحم فرماوے اس پر جو بچشم انصاف دیکھے اور حق کا یقین لائے اور صدق کا مطیع ہو ۔

و انا العبد الضعیف حبیب الرحمٰن الدیوبندی ۔

● ما کتبہ العلامۃ وحید العصر ھو الحق والصواب احمد بن مولانا محمد قاسم النانوتوی ثم الدیوبندی ناظم المدرسۃ العالیۃ الدیوبندیۃ

● الحمد للہ الذی قصرت عن وصف کمالہ السنۃ بلغاء الانام وضعفت عن الوصول الیٰ ساحتہ جلالتہ اجنحۃ العقول والافہام والصلوٰۃ والسلام علی افضل الرسل سیدنا محمد ن الھادی الیٰ دار السلام وعلیٰ آلہ واصحابہ البررۃ الکرام ۔ اما بعد فالقول الذی نطق بہ فی جواب السوالات المذکورۃ اکمل کملاء الزمان واعلم علماء الدوران وقدوۃ جماعۃ السالکین وزبدۃ مجامع المتقین مولانا الحافظ الحاج خلیل احمد سلمہ اللہ تعالیٰ قول حق وکلام صادق وھو معتقدنا ومعتقد جمیع مشائخنا رحمھم اللہ تعالیٰ اجمعین ۵ وانا العبد الضعیف غلام رسول عفا اللہ عنہ القوی

المدرس فی المدرسۃ العالیۃ الدیوبندیۃ

حبیب الرحمٰن دیوبندی

تحریر لطیف بقیۃ السلف قدوۃ الخلف حضرت مولانا الحاج المولوی محمد احمد صاحب اناء اللہ برہانہ

جو کچھ لکھا علامہ یکتائے زمانہ نے وہی حق اور صواب ہے، احمد بن مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی ثم الدیوبندی مہتمم مدرسہ عالیہ دیوبند ۔

تحریر شریف حاوی الفروع والاصول جامع المعقول والمنقول مولانا الحاج المولوی غلام رسول صاحب مدظلہ

سب تعریفیں اللہ کو زیبا ہیں کہ اس کے کمال کا وصف بیان کرنے سے مخلوق کے فصحاء کی زبانیں قاصر اور اسکی عظمت کے میدان تک پہونچنے سے عقول و افہام کے بازو عاجز ہیں اور درود وسلام افضل رسل سیدنا محمد پر اور ان کے آل واصحاب نیکوکاران بزرگان پر۔ اما بعد یہ تقریر جو سوالات مذکورہ کے جواب میں کاملین زمانہ میں اکمل اور علماء وقت میں اعلم اور گروہ سالکین کے مقتدا اور جماعت ہائے متقین کے خلاصہ مولانا حافظ حاجی خلیل احمد صاحب

● حامدا ومصليا ومسلما وبعد فهذه الاجوبة التي حررها رافع الراية العلم والهداية خافض رايات الجهل والضلالة سيد ارباب الطريقة سند اصحاب الحقيقة زبدة الفقهاء والمفسرين قدوة المتكلمين والمحدثين الشيخ الاجل الاوحد الحافظ الحاج مولانا خليل احمد لازالت فيضانه على المسلمين والمسترشدين الى ابد حقيق بان يعتمد عليها كلها ويدين الله تعالى بها حاملها وهو معتقدنا ومعتقد مشائخنا وانا عبده الارذل محمد بن افضل المدعو بالسهول عفي عنه مدرس المدرسة العالية الديوبندية۔

● الحمد لله الذي علم آدم الاسماء كلها واعطى صوادح النعوت والصفات واكملها وافاض علينا النعم الشوامخ قبل الاستحقاق

صاحب نے فرمائی ہے قول حق اور کلام صادق ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے اور ہمارے تمام مشائخ رحمہم اللہ کا عقیدہ ہے۔

میں ہوں بندہ ضعیف غلام رسول عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند۔

تحریر منیف فاضل عصر کامل دہر جناب مولانا المولوی محمد سہول صاحب لازال مجدہ

حمد و صلوٰۃ و سلام کے بعد، یہ جوابات جنکو علم و ہدایت کے جھنڈوں کو اونچا کرنے والے اور جہل و گمراہی کے نشانوں کو نیچا کرنے والے اہل طریقت کے سردار اور اصحاب حقیقت کے مستند خلاصہ فقہاء و مفسرین مقتدائے متکلمین و محدثین شیخ اجل اوحد حافظ حاجی مولانا خلیل احمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے ان کے فیضان مسلمانوں اور طالبان ہدایت پر سدا قائم رہیں واقعی اس قابل ہیں کہ ان پر اعتماد کیا جائے اور ان سب کو مذہب قرار دیا جاوے اور یہی عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے مشائخ کا اور میں ہوں بندہ ارذل محمد بن افضل یعنی سہول عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند۔

تحریر لطیف عالم نحریر فاضل بے نظیر جناب مولانا المولوی عبد الصمد صاحب طاب اللہ ثراہ

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے آدم کو تمام نام سکھائے اور عطا فرمائی ہم کو عالی نعمتیں استحقاق

وهدانا الصراط السوی مع تفرق السُبُل والشقاق ونصلی ونسلم علی محمد عبدہ ورسولہ الذی ارسل والحق خاملۃ اعوانہ خاویۃ ارکانہ والباطل عالیۃ نیرانہ غالیۃ اثمانہ داعیًا الی اللہ من کان کفروامر بالمعروف ونہی عن غیرہ وزجرہ وعلی الہ البررۃ الکرام واصحاب الکملۃ العظام + الشافعین المشفعین فی المحشر + امّابعد فالاجوبۃ التی حررھا ربیع ریاض الطریقۃ وبرکۃ ھذہ الخلیفۃ + محی معالم الطریق بعد دروسہا ومجدد مراسم المعارف عنّ افوال اقمارھا وشموسہا الذی تفجرت ینابیع الحکم علی لسانہ + وفاضت عیون المعارف من خلال جنابہ + وانبثت اشعۃ انوارہ فی القلوب + وبعثت سرایا اسوارہ الی کل طالب ومطلوب + وسطعت شموس معارفہ + وزکت اعراس عوارفہ + لازال الزھد شعارہ + والورع وقارہ + والذکرانیسہ والفکر

سے پہلے اور ہم کو دکھایا سیدھا راستہ مختلف ومتفرق راستوں میں اور ہم درود وسلام بھیجتے ہیں اس کے بندہ اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو ایسے وقت رسول بنے کہ حق کے مددگار سست اور ارکان اور مضمحل ہو چکے تھے اور باطل کے شعلے بلند اور قیمت بڑھ گئی تھی آپ نے بلایا اللہ کی طرف ہر کفر کرنے والے کو اور بھلے کام کی تاکید فرمائی اور منع کیا بُرے کام سے اور روکا اور آپ کی اولاد نیکو کار ومکرم اور صحابہ کاملین ، باعظمت پر، جو محشر میں سفارش فرمائیں گے اور مقبول ہو گی (امابعد) جوابات جنکو تحریر فرمایا ہے ایسی ذات نے جو باغہائے طریقت کی بہار اور مخلوق میں مبارک ہیں زندہ کرنے والے راہ کے نشانوں کے ان کے مٹ جانے کے بعد اور معرفتوں کے مراسم کی تجدید کرنے والے ان کے ماہتاب اور آفتاب غروب ہو جانے کے بعد کہ جاری ہیں حکمتوں کے چشمے ان کے وسط قلب سے اور پھیل رہی ہیں ان کے انوار کی شعاعیں دلوں میں اور پہونچ رہے ہیں ان کے اسرار کے لشکر ہر طالب و مطلوب

جلیسه مولانا العلام واستاذنا الفهام الشیخ الازهد والهمام الامجد الحافظ الحاج المعروف بخلیل احمد صدر المدرسین فی مدرسة مظاهر علوم الواقعة فی السهارنفور حریة بان یعتقدها اهل الحق والیقین وحقة بان سلمها العلماء الراسخون فی الدین المتین وهذه عقائدنا وعقائد مشائخنا ونحن نرجو من الله ان یحیینا ویمیتنا علیها ویدخلنا فی دار السلام مع اساتذتنا الکرام وهو نعم المولیٰ ونعم المعین وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العٰلمین والصلوٰة والسلام علی خیر خلقه وفخر رسله وآله وصحبه اجمعین۔

الراقم الاثم محمد عبد الصمد عفا عنه الاحد البجنوری

المدرس فی المدرسة العالیة الدیوبندیة اقامها الله الیٰ یوم القیٰمة

دمک اور چمک رہے ہیں ان کی معرفتوں کے آفتاب اور اُگے ہوئے ہیں انکی معرفتوں کے درخت سدا ہے زہد ان کا طریقہ اور تقویٰ ان کا لباس اور یاد حق انکی مونس اور فکر حق ان کا ہمنشیں مولانا العلام اور ہمارے استاذ فہیم شیخ صاحب زہد اور سردار بزرگ حافظ حاجی یعنی مولانا خلیل احمد مدرس اول مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور د یہ سارے جوابات اس لائق ہیں، کہ اہل حق انکو عقیدہ بناویں اور مستحق ہیں کہ دین متین میں مضبوط علماء انکو تسلیم کریں اور یہی ہمارے عقائد اور ہمارے مشائخ کے عقیدے ہیں اور ہم متمنی ہیں اللہ سے کہ انہیں پر جلاوے اور مارے اور ہم کو داخل فرماوے جنت میں ہمارے بزرگ استاذ کے ساتھ اور یہی بہتر کارساز اور بہتر مددگار ہے اور آخری دعا ہماری یہ ہے کہ سب تعریف اللہ رب العالمین کو اور درود وسلام بہترین مخلوق و فخر پیغمبران پر اور انکی ساری اولاد و اصحاب پر،

راقم آثم محمد عبد الصمد عفا عنہ الاحد، بجنوری مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند، خدا اسکو تا قیامت دائم قائم رکھے،

● لله دار المجیب المحقق المصیب صدقت بما فیہ بلا شک مریب
الاحقر محمد اسحٰق النہتوری ثم الدھلوی۔

● اصاب من اجاب محمد ریاض الدین عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ میرٹھ۔

● رایۃ الاجوبۃ کلہا فوجدتہا حقۃ صریحۃ لا یحوم حول سرادقاتہا شک ولا ریب + وھو معتقدی ومعتقد مشائخی رحمہم اللہ تعالیٰ۔
وانا العبد الضعیف الراجی رحمۃ مولاہ المدعو بکفایت اللہ الشاہجہانفوری الحنفی المدرس فی المدرسۃ الامینیۃ الدھلویۃ۔

● الجواب صحیح العبد محمد قاسم عفی عنہ المدرس فی المدرسۃ الامینیۃ الدھلویۃ۔

تحریر شریف شمس فلک الشریعۃ البیضاء وبدر السماء لطریقۃ الغراء حضرت مولانا الحاج الحکیم محمد اسحٰق صاحب نہٹوری سقاہ اللہ بالرحیق المختوم

اللہ کے لئے ہے خوبی حق و صواب جوابات دینے والے کی جو کچھ اس میں ہے بلا شک و ریب میں تصدیق کرتا ہوں احقر محمد اسحاق نہٹوری ثم الدہلوی۔

تحریر منیف ذروۃ سنام الدین وعروۃ الحبل المتین جناب مولانا الحاج المولوی ریاض الدین صاحب اطال اللہ بقاءہٗ

مجیب نے درست بیان کیا محمد ریاض الدین عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ میرٹھ۔

تحریر لطیف ربیع ریاض الاسلام مقتدائے انام جناب مولانا المفتی کفایت اللہ صاحب عمت فیوضہم

میں نے تمام جوابات دیکھے پس سب کو الیا حق صریح پایا کہ اس کے گرد بھی شک و ریب نہیں گھوم سکتا اور یہی میرا عقیدہ ہے اور میرے شیوخ رحمہم اللہ کا عقیدہ ہے
میں ہوں بندہ ضعیف امیدوار رحمت خداوندی محمد کفایت اللہ شاہجہانپوری حنفی مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔

تحریر شریف جامع العلوم النقلیہ والفنون العقلیہ جناب مولانا المولوی ضیاء الحق صاحب زید فضلہ العمیم

مجیب نے درست بیان کیا بندہ ضیاء الحق عفی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔

الحمد للّٰہ الذی ھدانا للاسلام وما کنا لنہتدی لولا ان ھدانا اللّٰہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر البریۃ سیدنا محمد وآلہ الیٰ یوم تلقاہ وبعد فانی تشرفت بمطالعۃ المقالۃ الشریفۃ التی نمقھا الامام الھمام الاجبل الاکمل الاوحد سیدنا ومولانا الحافظ الحاج المولوی خلیل احمد ادامہ اللّٰہ لاساس الشرک فی الاسلام قالطعا وقامعا ولابنیۃ البدع فی الدین ھادما وقالعا فی اجوبۃ الاسئلۃ ھو الصدق والصواب والحق عندی بلا ارتیاب ھذا ھو معتقدی ومعتقد مشائخی نُقِرّبہ لساناو نعتقدہ جنانا فللّٰہ در المجیب الاریب البحر القمقام والحبر الفھام رحمہ اللّٰہ درہ قد اصاب فیما اجاب واجاد فیما افاد متعنا اللّٰہ بطول حیاتہ وبقائہ وجزاہ اللّٰہ عنی وعن سائر اھل الحق خیرا جزاء عنائہ

تحریر شریف جامع العلوم النقلیہ والفنون العقلیہ جناب مولانا المولوی محمد قاسم صاحب زید فضلہ العمیم

جواب صحیح ہے۔ بندہ محمد قاسم عفی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔

تحریر منیف ذوالفضل والفضائل عمدۃ الاقران والاماثل جناب مولانا الحاج المولوی عاشق الٰہی صاحب (مولوی فاضل کثر اللّٰہ امثالہ)

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم کو اسلام کا راستہ دکھایا اور ہم ہدایت نہ پا سکتے مگر اللہ ہمکو ہدایت نہ دیتا اور درود و سلام، بہترین مخلوقات سیدنا محمد اور انکی آل پر قیامت تک میں اس مقالہ شریفہ کے ملاحظہ سے مشرف ہوا، جسکو پیشوا سردار معظم کامل یکتا ہمارے سردار اور مولیٰ حافظ حاجی مولوی خلیل احمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے اللہ تعالیٰ انکو سدا اسلام میں شرک کی بنیاد کا قلع اور قمع کرنیوالا اور دینی بدعتوں کی بنیادوں کا گرانے والا اور اکھاڑنے والا رکھے یہ سوالات کے جوابات صادق اور صائب ہیں، اور میرے نزدیک بلا ریب حق ہیں، یہی میرا عقیدہ ہے اور میرے مشائخ کا عقیدہ ہے ہم بزبان اس کے مقر اور بدل اسکے

فی ابطال وساوس المفتری فی افترائہ۔

وانا العبد الضعیف محمد ن المدعو بعاشق الٰہی المیرٹھی عفا اللہ عنہ۔

● ان فی ذٰلک لذکری لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شہید۔

وانا الراجی الی اللہ الاحد محمد ن المدعو بسراج احمد المدرس فی المدرسۃ سردھنہ

● ما کتبہ العلامۃ فھو حق صحیح بلا ارتیاب۔ العبد الضعیف محمد اسحٰق میرٹھی المدرس فی المدرسۃ الاسلامیۃ الواقعۃ فی بلدۃ میرٹھ۔

معتقد ہیں بس اللہ کے لئے ہے خوبی مجیب عاقل دریائے مواج اور عاقل فہیم کی پھر اللہ کے لئے ہے انکی خوبی جو کچھ جواب دیا صائب دیا اور عمدہ نفع پہونچایا اللہ ہم کو انکی حیات ولقا کے طول سے بہرہ یاب بنائے اور انکو جزا دے میری اور تمام اہل حق کی طرف سے بہتر جزا اہل باطل کی بہتان بندی کے وسوسوں کے باطل کرنے کی محنت کے صلہ میں میں ہوں بندہ ضعیف محمد عاشق الٰہی عفی عنہ میرٹھی۔

تحریر لطیف ذو المجد الفاخر والعلم الذاخر والفہم الباہر والرشد الزاہر جناب مولوی سراج احمد صاحب دام فیضہ

بے شک اس میں نصیحت ہے اس کے لئے جو صاحب دل ہو یا متوجہ ہو کر کان لگائے، میں ہوں امیدوار سوئے خدائے واحد محمد سراج احمد مدرس مدرسہ سردھنہ ضلع میرٹھ۔

تحریر شریف معدن معاظم الاشفاق ومخزن محاسن الاخلاق جناب مولوی قاری محمد اسحٰق صاحب نصر اللہ بمنہ

جو کچھ علامہ نے تحریر فرمایا ہے وہ بلا ریب حق صحیح ہے بندہ ضعیف محمد اسحاق میرٹھی مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ۔

- انہ لقول فصل وما ھو بالھزل۔

العبد محمد مصطفیٰ البجنوری الطبیب الوارد فی میرٹھ۔

- العبد محمد مسعود احمد بن حضرت مولانا رشید احمد گنگوھی۔

- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ الذی تقدست ذاتہ الصمدیۃ عن ان یماثل احد فی صفاتہ المختصۃ و وان کان من الانبیاء و ترفعت قدرتہ من تطرف العقول والاراء والصلوٰۃ والسلام علی افضل من یتوسل بہ فی الدعاء من المرسلین والصدیقین والشھداء والصلحاء واکمل من یدعی من الاحیاء لبعد الوصال واللقاء وعلی آلہ واصحابہ

تحریر منیف طبیب لامراض الروحانیہ ومعالج الاقسام الجسمانیہ جناب مولوی حکیم مصطفیٰ صاحب نفعنا اللہ لوجودہ وجودہ

بے شک یہ قول فیصل ہے اور بے معنی نہیں، بندہ محمد مصطفیٰ بجنوری طبیب وارد حال میرٹھ۔

تحریر لطیف عین الانسان الکامل و انسان عیون الافاضل حضرت مولانا الحاج الحکیم محمد مسعود احمد صاحب

العبد محمد مسعود احمد بن حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ العزیز۔

تحریر شریف منطقہ بروج الفضائل مطرح انظار السادۃ والافاضل جناب مولانا المولوی محمد یحیٰی صاحب اید اللہ بروح القدس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——— سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جسکی ذات بے نیاز مقدس ہے کہ اسکی صفات خاصہ میں کوئی اس کا ہم مثل ہوا گرچہ نبی ہی کیوں نہ ہو اور اسکی قدرت عالی ہے عقل اور رائے کے دخل سے درود وسلام ان میں بہترین

الذین ھم اشداء علی الکفار و علی المؤمنین من الرحماء۔ اما بعد فرایت ھذہ الاجوبۃ فوجدتھا قولا حقا مطابقا للواقع + و کلاما صادقا یقبلہ القانع و المانع + لا ریب فیہ ھدی للمتقین الذین یؤمنون علی الحق ویعرضون عن اباطیل الضالین المضلین + کیف لا وقد نمقھا من ھو محدد جھات العلوم النقلیۃ و العقلیۃ + ذروۃ سنام الصناعات العلویۃ والسلفیۃ + منطقۃ برد ج الکمال و مطرقۃ لتصریف المبتدعین من الفرق الاثنی عشریۃ وغیرھا من الانقلاب الی الاعتدال + شمس فلک الولایۃ + بدر سماء الھدایۃ + الذی اضحت ریاض العلم و الھدایۃ + بسحاب فیضہ زاھرۃ وامست حیاض الجھل والغوایۃ۔ بصواعق نقمتہ غائرۃ حامل لواء السنۃ السنیۃ۔ قامع البدعۃ السیئۃ الشنیعۃ

ذوات پر جنکو دعایں وسیلہ پکڑا جاتا ہے یعنی پیغمبران وصدیقین اور شہداء وصلحاء اور کامل تران میں جن کے لئے وصال وانتقال کے بعد حیات ثابت ہے اور انکی اولاد و اصحاب پر جو کافروں پر سخت تر اور مسلمانوں پر مہربان تر ہیں اما بعد میں نے جوابات دیکھے تو انکو پایا قول حق واقع کے مطابق اور کلام راست، جسکو ہر قانع و مخالف قبول کرے اسمیں شک نہیں ہدایت ہے پرہیزگاروں کے لئے جو حق کو مانتے اور گمراہوں اور گمراہ کرنے والوں کی واہیات سے منہ پھیرتے ہیں کیوں نہ ہو انکو لکھا ہے انھوں نے جو نقلی وعقلی علوم کی اطراف کی حد بندی کرنے والے اور فنون عالی وسافل کے رفیع المرتبہ شخص ہیں بروج کمال کے منطقہ اور روافض وغیرہ مبتدعین کو انقلاب سے اعتدال کی جانب پھیرنے کے لئے بمنزلہ گرز فلک ولایت کے آفتاب آسمان ہدایت کے ماہتاب جن کے فیض کی گھٹاؤں سے علم وہدایت کے باغ لہلہاتے اٹھتے اور جن کے غصہ کی بجلیوں سے جہل وگمراہی کے حوض پایاب بن گئے روشن سنت کے علم بردار بدعت سیئہ شنیعہ کے اکھاڑنے والے ملت ودین کے رشید طالبین کے لئے فیوضات کے

رشید الملة والدین قاسم الفیوضات للمستفیضین + محمود الزمان + اشرف من جمیع الاقران + مقتدی المسلمین + مجتبی العٰلمین حضرتنا ومرشدنا ووسیلتنا ومطاعنا مولانا الحافظ الحاج المولوی خلیل احمد لازالت شموس فیوضاتہ بازغة للمقتبسین من انوارہ + ودامت اشعة برکاتہ ساطعة للسالکین علیٰ خطواتہ و اٰثارہ + اٰمین ربّ العٰلمین وانا عبدہ الحقیر محمد المدعو بیحیی السھسرامی المدرس فی مدرسة مظاھر علوم سہارنفور۔

● الحمد للہ الذی لاحیاة الا فی رضاہ ولا نعیم الا فی قربہٖ ولا صلاح للقلب ولا فلاح الا فی الاخلاص لہ وتوحید حبہ والصلوٰة والسّلام علیٰ سیدنا ومولانا محمد عبدہ ورسولہ الذی ارسلہ

قاسم محمود زمانہ جملہ اہل عصر میں اشرف مسلمانوں کے مقتدا پسندیدہ عالم ہمارے حضرت ومرشد اور وسیلہ ومطاع مولانا حافظ حاجی مولوی خلیل احمد صاحب انکے فیوضات کے آفتاب صدا ان کا نور لینے والوں کے لئے چمکتے رہیں اور ان کی برکات کی شعائیں ان کے قدم بہ قدم چلنے والوں پر ہمیشہ چمکتی رہیں آمین یارب العالمین،
میں ہوں بندہ ضعیف حقیر محمد یحییٰ سہسرامی مدرس مدرس مظاہر العلوم سہارنپور۔

تحریر منیف ناشر العلوم العربیۃ وماہر الفنون الادبیۃ جناب مولانا المولوی کفایت اللہ صاحب زاد اللہ علمہ ورشدہ

جملہ تعریفیں اس اللہ کے لئے کہ حیات اس کی رضا وآسائش اس کے قرب میں منحصر ہے اور قلب کی صلاح وبہبودی اس کے اخلاص اور یکتائے محبت پر موقوف ہے، اور درود وسلام سیدنا ومولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اس کے بندہ اور رسول ہیں کہ بھیجا ان کو پیغمبروں کے ختم ہو جانے پر بس اس کے ذریعہ سے سب سے بہتر راستہ اور واضح طریق دکھلایا، اور ان کی اولاد باعظمت اصحاب پر

علی حین فترۃ من الرسول فہدی بہ الی قوم الطرق واوضح السبل وعلیٰ آلہ وصحبہ العظام الذین ہم قادۃ الابرار وقدوۃ الکرام + وبعد فہذہ نمیقۃ انیقۃ + ووجیزۃ وثیقۃ الفہا عمدۃ والطریقۃ جہبذ الفضلاءُ الجامع بین الشریعۃ والطریقۃ + الواقف باسرار المعرفۃ والحقیقۃ الذی درّس من المعارف والعلوم ما اندرس واحیی مراسم الملۃ الحنیفۃ الرشیدیۃ البیضاء بعد ماکادت ان تنطمس + کہف الکملاء خاتم الاولیاء المحدث المتکلم الفقیہ النبیہ سیدی ومولائی الحافظ الحاج المولی خلیل احمد لازالت شموس افاضتہ بازغۃ وبدور افادتہ طالعۃ فللّٰہ درّہ ثم للّٰہ درّہ حیث نطق بالصواب فی کل ماب وذٰلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاءُ واللّٰہ ذو الفضل العظیم وھو یہدی من یشاء الی صراط مستقیم ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم العبد الاواہ محمد المدعو بکفایت اللّٰہ جعل اللّٰہ آخرتہ خیرا من اولاہ الگنگوھی مسکنا مدرس مدرسۃ مظاہر علوم الواقعۃ فی سہارنفور۔

جو سرداران نیکوکاران ومقتدیان بزرگان ہیں یہ تحریر پاکیزہ اور مختصر وشیفہ جسکو تالیف کیا عمدۃ العلماء سردار فضلاء جامع شریعت وطریقت واقف رموز معرفت وحقیقت نے کہ تعلیم دی معرفتوں اور علوم کی اس کے بعد کہ محو ہو گئے تھے اور جلایا چمکتی ملت حنیفیہ رشیدیہ کے مراسم کو اس کے بعد کہ مٹ چلے تھے پناہ اہل کمال مہر اولیاء محدث متکلم فقیہ عاقل سیدی ومولائی حافظ حاجی مولانا خلیل احمد صاحب نے ان کے افاضے کے آفتاب چمکتے اور ان کے افادہ کے ماہتاب نکلتے رہیں سو اللہ کے لئے ہے انکی خوبی پس اللہ کے لئے ہے انکی خوبی کہ ہر باب میں صواب کہا اور یہ اللہ کا فضل ہے جسکو چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے وہی ہدایت دیتا ہے جسکو چاہتا ہے سیدھے راستہ کی، اور نہ پھرنا ہے نہ طاقت مگر اللہ برتر باعظمت کے ہاتھ، بندہ اواہ محمد کفایت اللہ اللہ اسکی آخرت دنیا سے بہتر بنائے گنگوہی بحیثیت سکونت مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

هذه خلاصة تصديقات السادة العلماء بمكة المكرمة زادها الله تعالى شرفا وفضلا۔

صورة ما كتبه حضرت الشيخ الاجل والفاضل الا بجل امام العلماء ومقدام الفضلاء رئيس الشيوخ الكرام وسند الاصفياء العظام عين اعيان الزمان قطب فلك العلوم والعرفان حضرة مولانا الشيخ محمد سعيد بابصيل الشافعي شيخ العلماء بمكة المكرمة والامام والخطيب بالمسجد الحرام لازال محفوفا بنعم الملك العلام۔

بسم الله الرحمٰن الرحيم ۵ اما بعد فقد طالعت هذه الاجوبة للعلامة الفهامة مسطورة على الاسئلة المذكورة في

يہ مکہ مکرمہ زاد اللہ شرفا وتعظیما کے علماء کی تصدیقات کا خلاصہ ہے

جن میں سب سے مقدم حضرت شیخ العلماء مولانا محمد سعید بابصیل کی تصدیق منیف و تحریر شریف ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے، تقریظ مرقومہ شیخ اعظم صاحب فضیلت تامہ پیشوائے علماء و مقتدائے فضلاء مشائخ کرام کے سردار اور باعظمت اصفیاء میں مستند محترم اہل زمانہ و قطب آسمان علوم و معرفت جناب حضرت مولانا شیخ محمد سعید بابصیل شافعی شیخ علماء مکہ مکرمہ اور امام و خطیب مسجد حرام ہمیشہ شاہنشاہ،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو، میں نے بڑے زبردست و نہایت سمجھدار عالم کے یہ جوابات جو سوالات مذکورہ کے متعلق انھوں نے لکھے ہیں غور

فی ھذہ الرسالۃ فرأیتھا فی غایۃ الصواب فی شکر اللہ تعالیٰ المجیب
اخی وعزیزی الاوحد الشیخ خلیل احمد ادام اللہ سعدہ واجلالہ
فی الدارین وکسر بہ رؤس الضالین والحاسدین الیٰ یوم الدین
بجاہ سید المرسلین + امین رقمہ بقلمہ المرتجی من ربہ کمال
النیل محمد سعید بن محمد بابصیل مفتی الشافعیۃ ورئیس العلماء
بمکۃ المحمیۃ غفر اللہ لہ ولمحبیہ وجمیع المسلمین ۔ (طبع الخاتم)

صورۃ ماکتبہ حضرۃ الامام الجلیل والفاضل النبیل منبع العلوم ومخزن الفھوم محی السنۃ الغراء ماحی البدعۃ الظلماء مولٰینا الشیخ احمد رشید الحنفی لازال منغمسا فی بحار لطفہ الجلی والخفی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵ الحمد للہ عالم الغیب والشھادۃ

کے ساتھ دیکھے پس انکو نہایت درجہ درست پایا حق تعالیٰ جواب لکھنے والے میرے
بھائی اور عزیز یکتا شیخ خلیل احمد کی تحریر مشکور فرمائے اور ان کی صلاح وجلالت کو
دارین میں دائم رکھے اور ان کے ذریعہ سے گمراہوں اور حاسدوں کے سرد ل
کو قیامت تک بجاہ سید المرسلین توڑتا رہے آمین، لکھا ہے اپنے قلم سے امیدوار
کمال نیل محمد سعید خلف محمد بابصیل مفتی شافعیہ اور شیخ علماء مکہ مکرمہ نے اللہ انکو
اوران کے دوستوں اور تمام مسلمانوں کو بخشے، (مہر)

تقریظ مسطورہ مقتدائے صاحب جلالت و فاضل باعظمت چشمۂ علوم و
خزانۂ مفھوم روشن سنت کے زندہ کرنے والے تاریک بدعت کے مٹانے والے
مولانا شیخ احمد رشید حنفی حق تعالیٰ کے لطف کے سمندر میں سدا غوطہ زن رہیں،
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سب تعریفیں اللہ کو زیبا ہیں جو چھپے اور کھلے کا جاننے والا بڑائی اور

الکبیر المتعال والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا ونبینا وحبیبنا ومرشدنا وھادینا ومولانا واولٰنا محمد وصحبہ وآلہ وبعد فقد تتبعت ھذہ الاجوبۃ المنیفۃ الشرعیۃ والمسائل اللطیفۃ المرعیۃ للعالم المفضال الفہام عین الافاضل عین الانسان الکامل صفوۃ الاماثل بقیۃ الاوائل قامع الشرک ماحی البدع مبیل اھل الزیغ والضلال سیف اللہ علی رقاب المارِدۃ المبتدعۃ الضلال المحدث الوحید والفقیہ الفرید سیدی ومولائی وملاذی حضرۃ الحافظ الحاج الشیخ خلیل احمد لازال و لم یزل مؤیدا من مولانا ذی الجلال فللہ درمن فاضل و ادیب و عارف اریب ومتکلم لبیب حیث تصدی لحمایۃ الشرع الشریف ووقایۃ الدین الحنیف وصیانۃ المذھب المنیف فاعلی منار الحق

علووالا ہے اور درود وسلام ہمارے سردار نبی اور محبوب ومرشد اور ہادی ومولا اور سب سے بہتر محمد اوران کے صحابہؓ اولاد پر میں نے ان لطیف مسائل پر شرعیہ کے جوابات علیہ کو خوب غور سے دیکھا جو ایسے شخص کے لکھے ہوئے ہیں جو بڑے صاحب فضل عالم اور فضلاء کی آنکھوں کی پتلی اور صاحب کمال انسان کی آنکھ ہمعصروں میں، منتخب اور سلف کا نمونہ ہیں شرک کے اکھیڑنے والے بدعتوں کے مٹانے والے کجی وگمراہی والوں کو تباہ کرنے والے اور بددین سرکش بدعتیوں کی گردنوں پر اللہ کی تلوار بنے ہوئے ہیں محدث یگانہ اور فقیہہ یکتا یعنی سیدی ومولائی و ملاذی حضرت حافظ حاجی شیخ خلیل احمد صاحب حق تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ ہمیشہ ان کی تائید ہوتی رہے پس اللہ ہی کے لئے ہے خوبی ان فاضل ادیب اور صاحب معرفت عاقل اور ماہر کلام دانا کی کہ شرع شریف کی حمایت اور دین مبین کی حفاظت اور مذہب حق کی نگہبانی کے لئے طیار ہوئے اور حق کا منارہ اونچا کر دیا ہدایت کے نشان بلند کئے اس کی بنیاد مضبوط کی اس کے ستون محکم کئے اور

ورفع معالم الهدی وقوی بنیانہ وشید ارکانہ ووضح برهانہ
فما احسن بیانہ وما اطلق لسانہ وما افصح بیانہ + فلعمری لقد کشف
الغطاء وازال العماء واحجم العداء والبسہم ثوب الهوان و
الردی وانار للمسترشدین سبل الهدی میز الخبیث من الطیب
وبین الحق والصواب ووافق السنۃ والکتاب واظهر العجب العجاب
ان فی ذلک لذکری لاولی الالباب + ازال ریب المرتابین وفضح
تلبیس الملبّسین وفرق جمع المحرّفین وشتّت شمل المفسدین
وبدّد حزب الملحدین وفتت اکباد المبتدعین وکسر جند
الضالین وهزم افواج المضلین واهلک اعداء الدین وخذل
الغیرین المبدّلین واخزی اخوان الشیاطین وابطل عمل
المشرکین فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العٰلمین

اسکی دلیل واضح کردی کتنا سلیس بیان اور کسقدر صاف زبان اور کیسی فصیح تقریر ہے
کہ واقعی پردہ اٹھادیا اور اندھاپن دور کر دیا دشمنوں کی زبان بند کردی اور انکو ذلت
وہلاکت کے کپڑے پہنا دیئے گندے کو پاک سے جدا اور درست وصحیح کو ظاہر کرا ور طالبان ہدایت کیلئے حق کے راستے
دیا اور حدیث وقرآن کی موافقت کی اور عجیب مضامین بیان فرمائے واقعی اسمیں
اہل عقل کے لئے پوری نصیحت ہے اہل شک کا شک زائل کردیا اور خلط ملط کرنے
والوں کی گڑبڑ کھولدی تحریف کرنے والوں کا گروہ منتشر بنادیا اور فتنہ پردازوں
کا اجتماع متفرق اور ملحدوں کی جماعتوں کو تباہ کردیا بدعتیوں کے کلیجے پھاڑ دیئے
اور گمراہوں کے لشکروں کو توڑ دیا اور گمراہ کرنے والوں کی سپاہ کو بھگادیا دین کے دشمنوں
کو ہلاک اور تغیّر وتبدل کرنے والوں کو خوار کیا شیطانوں کے بھائیوں کو ذلیل بنایا اور
مشرکوں کے کردار باطل کردیئے پس ستم گاروں کی جڑ ہی کٹ گئی اللہ رب العالمین
کا شکر ہے اور کیوں نہ ہو اللہ کا گروہ ہمیشہ غالب ہی رہا ہے پس اللہ کے لئے مولانا

وكيف لا الا ان حزب الله هم الغلبون فلله دره ثم لله دره اجاب فاجاد واصاب جزاه الله عن الاسلام والمسلمين افضل الجزاء آمين بجاه سيد المرسلين والحمد لله اولاً و آخراً و باطناً وظاهراً وصلى الله على قرة اعيننا سيدنا محمد خاتم جميع الانبياء وآله وصحبه ومن تبعهم واهتدى بهديهم وسلك سبيلهم واتبع طريقهم وسار على منهجهم الى يوم الدين آمين آمين آمين آمين آمين لا ارضى بواحدة حتى اضيف اليه الف آميناً۔ قال بفمه وكتبه بقلمه الفقير الى ربه التواب راجي رحمة الله الوهاب عبده وعابده احمد رشيد خاں نواب المكي عفى الله عنه وعن والديه وتجاوز عن سيأتهم بجاه النبي الاواب شافع المذنبين يوم الحساب حرره يوم الخميس التاسع عشر من شهر ذي الحجة الحرام الذي هو من شهور السنة ۱۳۲۸ الثامنة والعشرين بعد الثلثمائة والالف

کی خوبی کہ جو جواب دیا درست و صحیح دیا اللہ ان کو اسلام اور اہل اسلام کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین اور اللہ ہی کو زیبا ہے ہر قسم کی تعریف اول و آخر اور ظاہر و باطن اور روز قیامت تک رحمت نازل فرمائے حق تعالیٰ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تمام انبیاء کی مہر ہیں اور ان کی اولاد و صحابہ پر اور ان پر جو ان کے تابع ہیں اور انکی روش اختیار کریں اور انکی راہ چلیں اور ان کے طریقہ کا اتباع کریں اور ان کے راستے کو مسلک بنا دیں آمین آمین آمین آمین آمین آمین ایک بار آمین کہنے پر راضی نہ ہوں گا یہاں تک کہ ہزار بار آمین کہی جائے،

کہا اپنی زبان سے اور لکھا قلم سے اپنے تواب پروردگار کے محتاج اور بخشش ہار کے خدا کی رحمت کے امیدوار بندہ احمد رشید خاں نواب مکی نے اللہ انکی اور ان کے والدین

من هجرة من له العز والشرف عليه افضل الصلوٰة و اكمل السلام واتم التحية آمين ۔ طبع الخاتم

صورة ما كتبه حضرة امام الاتقياء السالكين ومقدم الفضلاء العارفين جنيد زمانه واوانه شبلى دهره وزمانه مخدوم الانام منبع الفيوض للخواص والعوام جناب الشيخ محب الدين المهاجر المكى الحنفى لازال بحر جوده زاخرا وبدر فيضه لامعا۔

الاجوبة صحيحة

حرره خادم الولى الكامل حضرة الشيخ امداد الله عليه رحمة الله محب الدين مهاجر مكه معظمة ۔

کی خطاؤں سے درگذر کرے اور معاف فرماوے بجاہِ شفیع گناہ گاران بیوم قیامت یوم پنجشنبہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۲۸ھ نبوی،

تقریظ مسطورہ پیشوائے اتقیاء سالکین ومقتدائے فضلاء عارفین جنید زمانہ شبلی وقت مخدوم الانام چشمۂ فیض برائے خواص وعام جناب شیخ مولانا محب الدین صاحب مہاجر مکی حنفی ان کے سخا کا سمندر موجزن اور فیضان کا ماہتاب روشن ہے ۔

تمام جوابات صحیح ہیں ۔

لکھا ولی کامل شیخ حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ کے خادم محب الدین مہاجر مکہ معظمہ نے ۔

صورة ما كتبه رئيس الاتقياء الصّلحين وامام الاولياء والعارفين مركز دائرة الفنون العربية وقطب سماء العلوم العقلية جناب الشيخ محمد صديق الافغاني المكي۔

بسم الله الرحمن الرحيم۔ الحمد لله الذی لا یغفر ان یشرک به و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء کما قال تعالی ربکم اعلم بکم ان یشاء یرحمکم وان یشاء یعذبکم وما ارسلنک علیهم وکیلا والذی قال ومن کفر بالله وملئکته وکتبه ورسله والیوم الاخر فقد ضل ضلالا بعیدا والصلوٰة والسلام علی من قال ابو ذر یا رسول الله وان زنی وان سرق قال رسول الله صلی الله علیه وسلم وان زنی وان سرق علی رغم انف ابی ذر لله علم الغیب

تقریظ جو تحریر فرمائی نیکو کار پرہیزگاروں کے سردار اولیاء اور عارفین کے پیشوا دائرہ فنون عربیہ کے مرکز اور آسمان علوم عقلیہ کے قطب جناب مولانا شیخ محمد صدیق افغانی نے،

بسم اللہ الرحمن الرحیم سب تعریفیں اس اللہ کو جو شرک کو نہ بخشے گا اور اس کے سوا جس گناہ کو چاہے بخشد ے چنانچہ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تمہارا رب تم کو خوب جانتا ہے اگر چاہے تم پر رحم فرمائے اور اگر چاہے تم کو عذاب دے اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تمکو لوگوں پر وکیل بناکر نہیں بھیجا اور فرمایا کہ جس نے کفر کیا اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور پیغمبروں اور یوم قیامت کا تو بیشک وہ پرلے درجہ کی گمراہی میں پڑا اور درود وسلام اس ذات پر جس نے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنتی ہوا حضرت ابو ذرؓ نے یہ سنکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگرچہ چوری اور زنا کرے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اگرچہ زنا

وانتہا دۃ لانہ من تلقاء ذاتہ تعالیٰ فاللہ متکلم من تلقاء نفسہ واما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فہو مخبرا لما اوحی الیہ جلیا کان اوخفیا کما قال اللہ تعالیٰ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی الذی کتب مولانا الشیخ خلیل احمد فی ھذہ الرسالۃ فہو حق صحیح لاریب فیہ وماذا بعد الحق الا الضلال وھو معتقدنا ومعتقد مشائخنا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وانا العبد الضعیف محمد صدیق الافغانی المہاجر

کرے اگرچہ چوری کرے ابوذر کو ناگوار ہو تو ہوا کرے اللہ ہی کو علم ہے غائب و حاضر کا کیونکہ علم اسکا ذاتی ہے پس اللہ تعالیٰ متکلم ہے بذاتہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خبر دینے والے ہیں جو آپ کی طرف اللہ وحی فرماتا ہے خواہ جلی ہو یا خفی جیسا کہ ارشاد فرمایا حق تعالیٰ نے اور محمد نہیں بولتے خواہش نفس سے ان کا ارشاد تو لیس وحی ہے جو انکی طرف بھیجی جاتی ہے جو کچھ مولانا شیخ خلیل احمد صاحب نے اس رسالہ میں لکھا ہے وہ حق صحیح ہے جس میں کوئی شک نہیں اور حق کے بعد کچھ نہیں بجز گمراہی کے اور یہی عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے تمام مشائخ رضی اللہ عنہم کا میں ہوں بندہ ضعیف محمد صدیق افغانی مہاجر مکہ مکرمہ۔

چونکہ جناب شیخ العلماء حضرت محمد سعید بابصیل تمام علماء مکہ مکرمہ زید شرفاً وفضلاً کے سردار اور ان کے امام ہیں لہٰذا ان کی تصدیق و تقریظ کے بعد کسی عالم کی علماء مکہ معظمہ میں سے تقریظ کی حاجت نہیں مگر تاہم مزید اطمینان کے واسطے جن بعض علماء مکہ مکرمہ کی تصدیقیں بنا بر وجہ حاصل ہوئیں وہ ثبت کردی گیئں اور اسی وجہ سے اسوقت تنگ میں جو کہ بعد از حج قبل از روانگی مدینہ منورہ زید شرفاً وفضلاً جو تصدیقیں میسر ہوئیں انھیں پر اکتفاء کیا حالانکہ مخالفین نے اپنی سعی مخالف وغیرہ میں کوئی دقیقہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمۃ الحمد للہ الذی وفق من شاء من عبادہ السادۃ الاتقیاء لاقامۃ منار الذین یقمع کل منابذ لشریعۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وصحبہ وکل منتم الیہ امابعد فانی قد اطلعت بھذا التحریر وعلیٰ جمیع ما وقع علیٰ ھذہ الاسئلۃ الستۃ والعشرین من التقریر فوجدتہ ھو الحق المبین وکیف لا وھو تقریر عضد الدین عصام الموحدین الاوان محمود تفسیرہ کشاف الآیات التمکین فضلۃ الحاج خلیل احمد لا زال علیٰ معراج الھدایۃ یصعد فلیسعد آمین اللّٰھم آمین امر برقمہ مفتی المالکیۃ حالا بمکۃ المحمیۃ محمد عابد بن حسین (طبع الخاتم)

تقریظ مولانا العلام الامام الہمام الفقیہ الزاہد والفاضل الماجد حضرت مولینا الشیخ محمد عابد مفتی المالکیہ ادامہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سب تعریفیں اللہ کو جس نے اپنے متقی بندوں میں جسکو چاہا دین کا منارہ قائم رکھنے کی توفیق بخشی کہ شریعت محمدیہ کے ہر مخالف اور جھوٹی نسبت کرنیوالے کا قلع قمع کرے امابعد میں اس تحریر اور جو کچھ ان چھبیس سوالات پر تقریر ہوئی ہے سب پر مطلع ہوا تو میں نے اسکو کھلا ہوا حق پایا اور کیوں نہ ہو یہ تقریر ہے دین کے بازو موحدوں کے پناہ کی کہ جن کا عمدہ بیان آیات تمکین کا واضح کرنیوالا یعنی بزرگ حاجی خلیل احمد صاحب ہدایت کی معراج پر سدا چڑھتے اور صاحب نصیب ہیں، آمین آمین اللّٰھم آمین حکم کیا اس کے لکھنے کا محمد عابد حسین مفتی مالکیہ نے۔ (مہر)

اٹھا نہ رکھا تھا اور اسی وجہ سے جناب مفتی مالکیہ اور ان کے بھائی صاحب نے بعد اس کے کہ تصدیق کر دی تھی مخالفین کی سعی کی وجہ سے اپنی تقریظ کو بحیلۂ تقویت کلمات لیکر لیا اور پھر واپس نہ کیا اتفاق سے انکی نقل کر لی گئی تھی، سو ہدیۂ ناظرین ہے۔

؎ الحمد لله علیٰ آلائہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید انبیائہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ الکرام واصحابہ السادۃ القادۃ الاعلام اما بعد فیقول العبد الحقیر المالکی محمد علی بن حسین احد الائمۃ والمدرسین بالمسجد المکی انی وجدت ما حررہ العالم العلامۃ المحقق الاوحد فضلۃ الحاج الحافظ الشیخ خلیل احمد علیٰ ھٰذہ الاسئلۃ الستۃ والعشرین ھو الحق الذی لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ عند جمیع المحققین فجزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء ووفقنا وایاہ دائما لصالح الاعمال الحمیدۃ وحسن الثناء آمین اللھم آمین کتبہ الامام المدرس بالمسجد المکی محمد علی ابن حسین المالکی۔ طبع الخاتم

تقریظ الشیخ الاجل والبحر الاکمل حضرت مولانا محمد علی بن حسین مالکی مدرس حرم شریف برادر مفتی صاحب ممدوح اداما اللہ برہان

تمام حمد اللہ کے لئے ہے اسکی نعمتوں پر اور درود وسلام سردار انبیاء سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آنکی اولاد و کرام واصحاب عظام پر اما بعد کہتا ہے بندہ حقیر محمد علی بن حسین مالکی مدرس و امام مسجد حرام کہ عالم محقق یگانہ مولوی حاجی حافظ شیخ خلیل احمد نے ان چھبیس سوالوں پر جو کچھ لکھا ہے تمام محققین کے نزدیک وہی حق ہے کہ باطل نہ اس کے آگے سے آسکتا ہے نہ پیچھے سے پس اللہ ان کو جزائے خیر دے اور ہمیں اور انکو ہمیشہ نیک اعمال اور حسن ثناء کی توفیق بخشے۔ آمین اللہم آمین،

لکھا محمد علی بن حسین مالکی مدرس و امام مسجد مکی نے



وقد کتب الفاضل العلام فی اوّل رسالتہ المسمّٰی بتثقیف الکلام مانصہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ الحمد للہ الذی لہ الکمال المطلق فی ذاتہ وصفاتہ المنزہ عن الحدوث وسماتہ الحکیم فی افعالہ الصادق فی اقوالہ + عز ثناءہ تعالیٰ جدہ و وجب علینا شکرہ وحمدہ والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمد ن الذی بعثہ اللہ رحمۃ للعلمین وجعل وجودہ نعمۃ عامۃ الاولین والاٰخرین وختم بنبوتہ ورسالتہ نبوۃ الانبیاء ورسالۃ المرسلین وعلی الہ واصحابہ وکل من تمسک بہدیہ الی یوم الدین اما بعد فقد قدم علینا بالمدینۃ المنورۃ والرحاب النبوۃ المطہرۃ جناب العلامۃ الفاضل والمحقق

سب سے اول امام فقہاء زمانہ و رئیس محدثین وقت مرکز علوم عقلیہ منبع معارف نقلیہ قطب فلک تحقیق و تدقیق شمس سما الامانۃ والتصدیق حضرت مولانا سید احمد برزنجی شافعی سابق مفتی آستانہ نبویہ دامت فیوضہم کے رسالہ کا ملخص تین مقام سے لکھتے ہیں

خلاصہ تصادیق علماء مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً

★ مولانا ممدوح نے شروع رسالہ میں یوں تحریر فرمایا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سب تعریفیں زیبا ہیں اللہ جسکے لئے اسکی ذات وصفات میں کمال مطلق ثابت ہے منزہ ہے حدوث اور اسکی علامات سے حکیم ہے اپنے افعال میں سچا ہے اپنے اقوال میں معزز ہے اسکی ثنا اور عالی ہے اسکی شان واجب ہے ہم پر اس کا شکر اور اسکی حمد اور درود وسلام ہمارے سردار و مولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جنکو بھیجا اللہ نے دنیا جہان کے لئے رحمت بناکر اور ان کا وجود بنایا تمام اگلے پچھلوں کے لئے نعمت اور ختم کیا انکی نبوت و رسالت پر جملہ انبیاء کی نبوت اور رسولوں کی رسالت کو اور سلام انکی اولاد واصحاب اور تمام

الکامل احد العلماء المشهورین بالہند الشیخ خلیل احمد حین تشرف بزیارۃ خیر الانام سید الانام والمرسلین العظام سیدنا و مولانا محمد علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام وقدم الینا رسالۃ مشتملۃ علی اجوبۃ اسئلۃ واردۃ الیہ من بعض العلماء لکشف عن حقیقۃ مذھبہ ومذھب ومعتقد مشائخہ الفضلاء وطلب منی ان انظر فی تلک الاجوبۃ بعین الانصاف ومجانبۃ الانحراف عن الحق وترک الاعتساف فجمعت مافی ھذہ الورقات مما ارادہ الیہ نظری من التحقیقات مقتبسا لہا من مشکوٰۃ ائمۃ الدین المقتدی بہم فی التمسک بحبل اللّٰہ المتین اجابۃ لطلبہ وتلبیۃ لمرغوبہ وسمیتہ کمال التثقیف والتقویم لعوج الافہام عما یجیب لکلام اللّٰہ القدیم وسبب تسمیتی لہ بہذا الاسم ان الکلام علی الاجوبۃ التی اجابہا عن

ان لوگوں پر جو ان کے طریقہ پر چلیں قیامت کے دن تک، اما بعد ہمارے پاس تشریف لائے مدینہ منورہ اور آستانۂ نبویہ میں جناب علامہ فاضل اور محقق کامل ہند کے مشہور علماء میں سے ایک مولانا شیخ خلیل احمد صاحب بہترین خلق سید الانام ومرسلین سیدنا ومولانا محمد علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی زیارت سے مشرف ہونے کے وقت اور ایک رسالہ پیش فرمایا جس میں ان سوالات کے جوابات تھے جو ان کے مذہب اور عقائد اور ان کے صاحب فضل مشائخ کے عقیدوں کی حقیقت وماہیت ظاہر کرنے کے لئے انکی جانب کسی عالم کی طرف سے بھیجے گئے تھے اور شیخ ممدوح مجھ سے اس امر کے خواہاں ہوئے کہ میں ان جوابات میں نظر کروں چشم انصاف سے اور حق سے انحراف کرنے سے بچکر اور زیادتی چھوڑ کر پس میں نے انکی خواہش کے موافق اور آرزو پوری کرنے کو ان اوراق میں جہاں تک میری نظر پہونچی وہ تحقیقات جمع کردیں جنکو ان کے پیشوایان دین کے چراغدان سے اخذ کیا ہے جن کا اقتدا کیا جاتا ہے اللہ کی مضبوط رسی کے مضبوط تھامنے میں اور میں نے اس کا نام کمال التثقیف والتقویم لعوج الافہام عما یجیب للکلام

تلك الاسئلة وان كان متنوعا متعلقا باحكام شتى من الفروع والاصول اهمها ما يتعلق بوجوب الصدق فى كلام الله تعالىٰ النفسى واللفظى ولهذه الاهمية قدمت الله على هذا المبحث على الكلام على غيره من تلك الاجوبة بالله المستعان ومنه التوفيق وعليه التكلان۔

★ وقال فى وسط رسالته الشريفة فى اٰخر المبحث الاوّل ما نصّه

ولبعد اطلاعك على هذا البيان الشافى وادراكه بالفهم السليم الكافى لتعلم ان ما ذكره الفاضل الشيخ خليل احمد فى جواب الثالث والعشرين والرابع والعشرين والخامس والعشرين كلام معروف فى كثير من الكتب المعتبرة المتداولة لعلماء الكلام المتاخرين كالمواقف والمقاصد وشروح التجريد

اللہ التقدیم رکھا اور اس رسالہ کے یہ نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ رسالہ میں جن سوالات کے جوابات دیئے ہیں اگرچہ قسم قسم کے اور فروع واصول کے مختلف احکامات کے متعلق ہیں مگر سب میں زیادہ اہم وہ مسئلہ ہے جو حق تعالیٰ کے کلام نفسی ولفظی میں صدق کے ضروری ہونے سے متعلق ہے اور اسی کے اہم ہونے کی وجہ سے اس بحث پر گفتگو کو دوسرے جوابوں پر مقدم اور اللہ ہی سے مدد چاہی جاتی ہے اور اسی کی طرف سے توفیق ہے اور اسی پر بھروسہ اس کے بعد کلام نفسی ولفظی کی تحقیق اور اس میں صدق وکذب کی تشریح اور علماء مذہب کی تنقید واختلاف وغیرہ نقل فرمائے

(اور اپنے رسالہ شریفہ کے وسط میں پہلی بحث کے آخر یوں تحریر فرماتے ہیں)

اور جب اے مخاطب تو اس شافی بیان پر مطلع ہو گیا اور کافی فہم سلیم کے ذریعہ سے اسکو سمجھ لیا تو معلوم کرلے گا کہ جو کچھ فاضل شیخ خلیل احمد نے تئیس وچوبیس وپچیسویں سوال کے جواب میں ذکر کیا ہے وہ موجود ہے بہتیرے معتبر

والمسايرة وغيرها ومحصل تلك الاجوبة التي ذكرها الشيخ خليل
احمد موافقة علماء الكلام المذكورين في مقدورية مخالفة الوعد و
الوعيد والخبر الصادق لله تعالى في الكلام اللفظي المستلزمة للامكان
الذاتي في ذلك عندهم مع الجزم والقطع بعدم وقوعها وهذا القدر
لا يوجب كفرا ولا عنادا ولا بدعة في الدين ولا فسادا كيف و
قد علمت موافقة كلام العلماء الدين ذكرناهم عليه كما رايته
في كلام المواقف وشرحه الذي نقلناه قريبا فالشيخ خليل احمد
لم يخرج عن دائرة كلامهم لكن اقول مع هذا النصيحة له و
لسائر علماء الهند انه ينبغي لهم عدم الخوض في هذه المسائل
الغامضة واحكامها الدقيقة التي لا يفهمها الا الواحد بعد الواحد
من فحول العلماء المحققين فضلا عن غيرهم فضلا عن عوام

اور متاخرین علماء کلام کی متداول کتابوں میں مثلاً مواقف اور مقاصد اور تجرید و
مسائرہ وغیرہ کے شروحات میں اور خلاصہ ان جوابات کا جن کو شیخ خلیل احمد نے
ذکر کیا ہے مذکورہ علماء کلام کی اس مضمون میں موافقت ہے کہ کلام لفظی میں اللہ
تعالیٰ کے وعدہ اور وعید اور سچی خبر کا خلاف کرنا حق تعالیٰ کی قدرت میں داخل ہے
جو ان کے نزدیک امکانِ ذاتی کو مستلزم ہے مع اس امر کے جزم اور یقین کے کہ
اس خلاف کا وقوع ہرگز نہ ہوگا اور اتنا کہنے سے نہ کفر لازم آتا ہے نہ عناد اور نہ دین
میں بدعت اور فساد اور کیسے لازم آسکتا ہے حالانکہ تو معلوم کر چکا ہے

کہ پس یہ مذہب بالکل موافق ہے ان کے جنکا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں چنانچہ تو مواقف اور اسکی شرح
وغیرہ کی عبارتیں جنکو ہم نے ابھی نقل کیا ہے دیکھ چکا ہے کہ پس . . . .

شیخ خلیل احمد ان حضرات علماء کے دائرہ سے باہر نہیں ہیں لیکن باوجود اس کے میں
ان سے اور نیز تمام علماء ہند سے بطور نصیحت کہتا ہوں کہ سب علماء کو مناسب
ہے کہ ان باریک مسائل اور ان دقیق احکام میں خوض نہ کیا کریں جنکو عوام تو کیا سمجھیں
گے بڑے علماء سے بھی بجز ایک دو اخص الخواص عالم کے دوسرے عالم بھی نہیں

المسلمين لانهم اذا قالوا ان مقدورية مخالفة الوعيد والخبر الالٰهی لله تعالیٰ مستلزمة لامكان الكذب فی الكلام اللفظی المنسوب اليه تعالیٰ بالذات لا بالوقوع واشاعوا ذٰلك بين عامة الناس تبادرت اذهانهم الی انهم قائلون بجواز الكذب فی كلام الله تعالیٰ فحينئذ يكون شان اولٰئك العامة متردد ابين امورين الاول ان يتلقوا ذٰلك بالقبول علی الوجه الذی فهموه فيقعوا فی الكفر والالحاد الثانی ان لا يتلقوه بالقبول وينكروه و غاية الانكار و يشنعوا علیٰ قائله غاية التشنيع و تنسبوهم الیٰ الكفر والالحاد وكلا الامرين فساد فی الدين عظيم فلا جل ذٰلك يجب عليهم عدم الخوض فی هٰذه المسائل الا عند الاضطرار الشديد مع توجيه الخطاب الی ذی قلب يلقی السمع وهو شهيد وقد وفقنا الله بهدايته وارشاده لسلوك السبيل

کی قدرت میں داخل ہے اور واقعی اس سے لازم آیا اس کلام لفظی میں جو اللہ کی طرف منسوب ہے کذب کا امکان بالذات نہ بالوقوع اور اس کو پھیلائیں گے تمام لوگوں میں تو عوام کے ذہن فوراً اسی طرف جائیں گے کہ یہ لوگ کلام خداوندی میں کذب کے جواز کے قائل ہیں پس اس وقت ان عوام کی حالت ان دو امر میں مترود ہو گی کہ یا تو جس طرح انکی سمجھ میں آیا ہے اسی کو قبول کر کے مان لیں گے پس کفر والحاد میں گر پڑیں گے اور یا یہ کہ اسکو قبول نہ کریں گے اور پوری طرح انکار کریں گے اور اس کے قائل پر طعن و تشنیع کریں گے اور ان کو کفر والحاد کی طرف نسبت کریں گے اور یہ دونوں باتیں دین میں فساد عظیم ہیں پس اس وجہ سے ان پر واجب ہے کہ ان مسائل میں خوض نہ کریں ہاں اگر کوئی سخت ضرورت ہی پیش آجائے تو مجبوری ہے کہ ایسے شخص کو مخاطب بنا کر مطلب سمجھاویں جو صاحب دل ہو کہ بتوجہ کان لگا کر سُنے اور ہم کو اللہ نے توفیق عطا فرمائی ہے اپنے ارشاد اور ہدایت سے اس

التی فیہا التخلص من الوقوع فی هٰذه الخطر العظیم بالوجہ الصحیح المستقیم والحمد للہ رب العٰلمین۔

★ وقال فی اختتام رسالتہ الشریفۃ ما نصہ

واذا وصل بنا الکلام الیٰ هٰذه المقام فنقول قولا عاما شاملا لجمیع هٰذه الرسالۃ المشتملۃ علی ستۃ وعشرین جوابا التی قدمہا الینا العلامۃ الفاضل الشیخ خلیل احمد للنظر فیہا وتامّل ما فیہا من الاحکام انالم نجد فیہا قولا یوجب الکفر والابتداع ولاما ینتقد علیہ انتقادا مہما الا هٰذه المواضع الثلاثۃ التی ذکرناها ولیس فیہا ما یوجب الکفر والابتداع ایضا کما علمت ذالک من کلامنا فیہا ومن المعلوم انہ لا یسلم کل عالم الف کتابا من العثرات فی بعض المواضع من کلامہ فقد ما قیل من الف فقد استہدف وقال الامام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما منا الا رادٌّ ومردود علیہ

راستہ پر چلنے کی جس میں اس بڑے خطرے میں واقع ہونے سے نجات ہے صحیح و مستقیم صورت سے اور اللہ کا شکر ہے جو پالنے والا ہے تمام جہان کا اور فرمایا اپنے رسالہ شریفہ کے آخر میں جس کی عبارت یہ ہے،

اور جب اس مقام پر تک تقریر پہنچ چکی تو اب ایک قول عام بیان کرتے ہیں جو اس تمام رسالہ کے ان چھبیس جوابات پر مشتمل ہے جنکو علامہ فاضل شیخ خلیل احمد نے اس میں نظر کرنے اور اس کے احکامات میں غور کرنے کے لئے ہمارے سامنے کیا ہے کہ واقعی ہم نے ایک بات بھی اس میں ایسی نہیں پائی جس سے کفر یا بدعتی ہونا لازمی آئے بلکہ ان تین مسائل کے علاوہ جن کو ہم نے ذکر کیا ہے کوئی مسئلہ بھی ایسا نہیں جس پر کوئی باریک بینی اور کسی انتقاد کی گنجائش ہو اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ کوئی عالم جو کتاب تصنیف کرے اپنی تحریر میں کسی مقام پر لغزش کھا جانے سے سالم نہیں رہ سکتا چنانچہ یہ مثل مشہور ہے قدیم سے

الاصاحب هذا القبر الكريم يعنى قبره صلى الله عليه وسلم و حسبي الله وكفى والحمد لله رب العلمين. تم جمعها وكتابتها في اليوم الثاني من شهر ربيع الاول عام الف وثلاثمائة و تسع وعشرين من الهجرة النبوة على صاحبها افضل الصلوة و ازكى التحية

جو مؤلف بناوہ نشانہ بنا اور امام مالکؒ نے فرمایا ہے کہ ہم میں کوئی بھی ایسا نہیں جس نے دوسرے پر رد نہ کیا ہو یا جس پر رد نہ ہوا ہو بجز اس بزرگ قبر والے یعنی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ہمکو اللہ کافی و وافی ہے اور سب تعریف اللہ کو جو رب ہے تمام کا ختم ہوئی اس رسالہ کی ترتیب وکتابت دوسری ماہ ربیع الاوّل ۱۳۲۹ھ کو،

شیخ ممدوح کے اس رسالہ پر جو یہ تمامہا علیحدہ طبع ہو چکا ہے اور اس مختصر رسالہ میں جس کا مقصود اجوبہ مذکورہ پر تقریظ و تنقید کرنے والے اصحاب کی عبارت و مواہیر کا نقل کرنا ہے اس رسالہ کے اول و آخر اوسط تین مقامات لکھ دیئے گئے ہیں مفصلہ ذیل علماؒ کی مہریں ثبت ہیں،

المدرس مدرسة الشفا
رسوجی عمر ۱۳۲۲

المدرس في الحرم النبوى
البخارى الحنفى ملا محمد خان
۱۳۲۶

خادم العلم بالحرم الشريف النبوى
راجى فيض الكريم خليل بن ابراهيم ۱۳۰۵

شيخ المالكية بحرم خير البرية
السيد احمد الجزائري

خادم العلم بالمسجد النبوى
محمد السوسى الخيارى

خادم العلم بالمسجد الشريف النبوی
عمر بن حمدان المحرسی

خادم العلم والمدرس
فی باب السلام
موسٰی کاظم بن محمد

من مشاهیر علماء العرب
احمد بن المامون البلغیش ۱۳۲۸

خادم العلم بالحرم
الشریف النبوی
معصوم احمد سید ۱۳۰۲

خادم العلم الشریف فی دمشق
الشام وخطیب جامع السرجی
محمد توفیق

خادم العلم بالمسجد الشریف
احمد بن محمد خیر الحاج العباسی

من علماء العرب
عبد الله لقادر بن
محمد بن سودة
العرسی ولیه

خادم العلم الشریف فی بلدة النبی صلی الله علیه وسلم
ابن لغمان ۱۳۲۶ محمد منصور

المدرس بالحرم
الشریف النبوی
ملا عبد الرحمٰن

الفقیر الیه عز شانه احقر الوری
الشهیر بالفراء الدمشقی
یسین عفی عنه

خادم العلم بالحرم
الشریف النبوی
محمود
عبد الجواد

خادما بالحرم الشریف النبوی
احمد لیباطی

خادم العلم بالحرم الشریف
النبوی محمد حسن سندی

الفقیر النابلسی الحنبلی خادم العلم
بالحرم النبوی عبد الله ۱۳۲۸

خادم العلم بالحرم الشریف
النبوی
محمد بن عمر الفلانی

خادم العلم فی الحرم الشریف النبوی
احمد ابن احمد اسعد

صورة ما كتبه على اصل الرسالة حضرة شيخ العلماء الكرام وسند الاصفياء العظام محي السنة الغراء وعضد الملة الفيحاء رئيس السادة العظام ومقدام الفضلاء الفخام جناب الشيخ احمد بن محمد خير الشنقيطي المالكي المدني لازالت بحار فيضه زاخرة امين

نقل تقریظ جسکو اصل رسالہ اجوبہ پر تحریر فرمایا حضرت شیخ علماء کرام اور سند اصفیاء عظام روشن سنت کے زندہ کرنے والے اور شفاف ملت کے بازو سرداران باعظمت کے مقتداء اور جلالت مآب صاحبان فضل کے پیشوا جناب شیخ احمد بن محمد خیر شنقیطی مالکی مدنی نے سدا ان کے فیضان کے سمندر موجزن ہیں

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لمستحقه والصلوٰة والسلام على افضل خلقه امابعد لما اطلعت على رسالة الاستاذ المحقق والحبر المدقق الشيخ خليل احمد لازال مشمولا بتوفيق الملك الصمد وملحوظا بعناية الواحد الاحد وجدت ما فيها موافقا لمذهب اهل السنة كله ولم يبق للتكلم مجالا الا في مسئلة القيام عند ذكر مولده الشريف والاحوال التي تعرض لذلك والحق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حمد اس ذات کو جو اس کا مستحق ہے اور درود و سلام بہترین مخلوق پر اس کے بعد واضح ہو کہ میں نے صاحب تحقیق استاذ اور صاحب تدقیق علامہ شیخ خلیل احمد کے رسالہ کا مطالعہ کیا بے نیاز شاہنشاہ کی توفیق سدا ان کے شامل حال رہے اور یکتا و لگانہ خدا کی عنایت انپر دائم رہے جو کچھ اس میں ہے بالکل اہل سنت کے موافق پایا اور کسی مسئلہ میں گفتگو کی گنجائش نہ پائی بجز ذکر مولود شریف کے وقت مسئلہ قیام اور ان حالات میں جن سے تعرض کیا ہے اور حق وہ ہے جیسا کہ شیخ نے بھی اسکی طرف اشارہ

كما اشار اليه الشيخ بل صرح بعضه ان المولد الشريف ان كان سالما مما يعرض له من المنكرات فهو امر مستحب محمود شرعا كما هو المعروف عند اكابر العلماء جيلا بعد جيل وقرنا بعد قرون ان لم يسلم من المنكرات كما ذكره الاستاذ انه يقع فى الهند مثلاً واما فى غير الهند بالنادر وقوعه بل نسمع بشئ مما ذكر انه يقع فى الهند واقع فى غيره فيمنع من جهة ما عرض له والحاصل ان العلة تدور مع المعلول وجودا وعدما فحيث وجد المنكر لزم ترك الوسيلة اليه وحيث عدم استحب اظهار ما هو من شعائر المسلمين وفى مسئلة السوال الثانى والعشرين ان من اعتقد قدوم روحه الشريف من عالم الارواح الى عالم الشهادة الخ اما قدوم روحه عليه الصلاة والسلام فى بعض الاحيان لبعض الخواص امر غير مستبعد

کیا بلکہ بعض کی تصریح بھی کردی ہے کہ مولود شریف اگر عارضی نامشروع باتوں سے سالم ہو تو وہ فعل مستحب اور شرعاً پسندیدہ ہے چنانچہ مدت سے اکابر علماء کے نزدیک معروف ہے اور اگر مولود مشروعہ سے سالم نہ ہو جیسا کہ استاذ نے ذکر فرمایا ہے کہ ہند میں عموماً ایسا ہی ہوتا ہے اور ہند کے علاوہ دوسری جگہ شاذ و نادر ایسا ہوتا ہوگا بلکہ وہ باتیں جنکا ہند میں واقع ہونا بیان کیا گیا ہے دوسری جگہ ہم نے واقع ہوتا بھی نہیں سنا تو اس پیش آجانے والی وجہ سے ایسی مجلس مولود سے ضرور منع کیا جائیگا خلاصہ یہ ہے کہ وجود اور عدم معلول کا مدار علت پر ہوگا کہ جہاں مولود میں کوئی امر نامشروع پا یا جائے گا وہاں اس شئی کا چھوڑنا بھی ضرور ہوگا جو اس نامشروع کا وسیلہ ہے اور جہاں کوئی امر ناجائز نہ ہو وہاں اس ذکر کا جو مسلمانوں کا شعار ہے ظاہر کرنا مستحب ہوگا اور بائیسویں سوال کا یہ مسئلہ کہ جو شخص معتقد ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے عالم ارواح سے دنیا میں تشریف لانے کا الخ پس خواص میں سے کسی بزرگ کے لئے کسی خاص وقت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ومعتقد هذا القدر لا يعد مخطئا لكونه امرا ممكنا فهو صلى الله عليه وسلم حي في قبره الشريف يتصرف في الكون باذن الله تعالى كيف شاء لكن لا بمعنى كونه صلى الله عليه وسلم مالكا للنفع والضرر فانه لا نافع ولا ضار الا الله تعالى قال تعالى قل لا املك لنفسي نفعا ولا ضرا الا ما شاء الله واما اعتقاد تجدد الولادة فلا يتصور من ذي عقل تام واما قول الاستاذ فهو مخطئ متشبه بفعل المجوس فكان ينبغي للاستاذ عبارة هو اليق من هذه لكونه حاكما لهم بالاسلام كان يقول فيه بعض شبه مثلا والله تعالى اعلم وفي مسئلة الكلام في الفصل الخامس والعشرين اقوال المسئلة الخلاف فيها مشهور و ينبغي عدم الخوض مع اهل البدع في مثلها واما الاستاذ فهو ناقل من كلام اهل السنة لا محالة وحيث كان ناقلا من كلام اهل السنة باي حال

کی روح پر فتوح کے تشریف لانے میں تو کچھ استبعاد نہیں کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے اور اتنی بات کا عقیدہ رکھنے والا بر سر غلطی بھی نہ سمجھا جائے گا کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں باذن خداوندی کون ہیں جو چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں مگر نہ بایں معنیٰ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نفع و نقصان کے مالک ہیں کیونکہ نفع اور ضرر پہونچانے والا بجز اللہ جل شانہٗ کے کوئی نہیں چنانچہ ارشاد خداوندی ہے کہ کہدو اے محمدؐ میں مالک نہیں اپنے نفس کے لئے بھی نفع کا اور نہ نقصان کا مگر جو کچھ اللہ چاہے اب رہا پیدائش کے از سر نو ہونے کا عقیدہ سو کسی پورے عقل والے سے اسکا احتمال بھی نہیں ہوتا ہاں استاذ کا یہ فرمانا کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا خطاوار اور مجوس کے فعل سے مشابہت کرنے والا ہے سو استاذ کو زیبا تھا کہ کوئی اور عبارت اس سے بہتر ہوتی جو اُن پر اسلام کا حکم قائم رکھتی مثلاً یوں فرماتے کہ اس میں کچھ مشابہت ہے واللہ اعلم

کان علیٰ ھدی قال فی الوسیلۃ وکل رای لاتباع السلف + ادی من المجمع والمختلف فیہ فمن یراہ لاضلالا + فیما یراہ لا ولا اضلالا وکل ما اجمع اھل السنۃ + علی خلافہ (کالاعتقاد و شرع ۱۲) وکالاوسنۃ یھلک اما یعسل الانسان + فیہ وان زینہ الشیطان فحیث کان دائرا بین الاشاعرۃ والماتریدیۃ فھو علی ملۃ الحق قال فی الواضح المبین واعلم بان الملۃ المرضیۃ + ھی التی اتی علیھا الاشعریۃ + و الماتریدیۃ اذ ھی التی + اتی بھا احمد ھادی الامۃ ومن یحد عنھا یکن مبتدعا + فنعم من کان لھا متبعا کتبہ خادم العلم بالحرم النبوی احمد بن محمد خیر الشنقیطی عفی اللہ عنہ

احمد ۱۳۲۸ ابن محمد الشنقیطی

اور چھبیسویں سوال میں کلام کے مسئلہ کے متعلق میں کہتا ہوں کہ اس مسئلہ میں اختلاف مشہور ہے اور مناسب ہے کہ ایسے مسئلوں میں بدعتیوں کے ساتھ گفتگو اور خوض نہ کیا جائے اور استاذ یقیناً اہل سنت کا کلام نقل کر رہے ہیں اور جب کلام اہل السنۃ کے ناقل ہوئے تو بہر حال ہدایت پر ہوئے اسی وسیلہ میں مسطور ہے ہر وہ رائے جو سلف کے اتباع میں ہو مسئلہ اتفاقیہ میں ہو یا اختلافیہ میں تو اس رائے کو کون شخص گمراہی کہہ سکتا ہے نہیں ہرگز نہیں نہ وہ ضلال ہے اور نہ اضلال البتہ ہر وہ مسئلہ جس کے خلاف پر اہل سنت کا اجماع ہو نیز ذکی طرح مہلک ہے اگر انسان اس میں خوض کرے اگرچہ شیطان اسکو آراستہ بنادے پس جب یہ مسئلہ اشاعرہ اور ماتریدیہ کے درمیان دائر ہے تو مذہب حق ہوا چنانچہ واضح مبین میں مذکور ہے کہ جان لے اے مخاطب پسندیدہ طریقہ وہی ہے جس پر اشعریہ یا ماتریدیہ ہوں کیونکہ وہی ہے جسکو راہبر طریقت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں جو اس سے منحرف ہو وہ بدعتی ہے پس کیا اچھا ہے وہ شخص جو طریقۂ مذکورہ کا متبع ہو، لکھا حرم نبوی میں علم کے خادم احمد بن محمد خیر شنقیطی عفی اللہ عنہ نے، (مہر)

خلاصة التصديقات للسيادة العلماء بمصر والجامع الازهر

صورة ما كتبه حضرة امام الفضلاء الكاملين ومقدام الفقهاء العارفين سند العلماء المتقين وسيد الحكماء المتقنين حجة الله على العلمين ظل الله على المؤمنين نور الاسلام والمسلمين مخزن حكم رب العلمين حضرة الشيخ سليم البشري شيخ العلماء بالجامع الازهر الشريف متع الله المسلمين بطول بقائه آمين

الحمد لله وحده والصلوٰة والسلام على من لا نبي بعده اما بعد فقد اطلعت على هذه الرسالة الجليلة فوجدتها مشتملة على العقائد الصحيحة وهي عقائد اهل السنة والجماعة غير ان انكار الوقوف عند ذكر ولادته صلى الله عليه وسلم والتشنيع على فاعل ذلك بتشبيه بالمجوس اوبالروافض ليس على ما ينبغي لان كثيرا من الائمة استحسن الوقوف المذكور بقصد الاجلال والتعظيم للنبي صلى الله عليه وسلم وذلك امر لا محذور فيه والله اعلم۔

شيخ الجامع الازهر

سليم البشري	كتبه سليمان العبد بالازهر	كتبه محمد ابراهيم القاياتي بالازهر

خلاصہ تصادیق علماء مصر و جامع ازہر

نقل تقریظ کی جو تحریر فرمائی فضلاء کاملین کے امام اور فقہاء عارفین کے پیشوا اور علماء متقین میں مستند اور حکماء متقنین کے سردار اہل دنیا پر اللہ کی حجت اور مومنین پر سایۂ خداوندی اسلام اور مسلمانوں کے نور اور رب العالمین کی حکمتوں کے مخزن حضرت شیخ سلیم البشری جامع ازہر شریف کے شیخ العلماء نے بہرہ یاب فرمائے اللہ مسلمانوں کو انکی بقاء طویل فرماکر آمین۔

سب تعریف اللہ یگانہ ہی کے لئے اور درود و سلام اس ذات پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں ہے اس کے بعد با عظمت رسالہ پر مطلع ہوا پس میں نے اسکو صحیح عقیدوں پر مشتمل پایا

خلاصة التصديقات للسادة العلماء بدمشق الشام

الشام صورة ماكتبه التحرير الفاضل والعلامة الكامل شمس العلماء الشاميين وبدر الفضلاء الحنفيين مفخر الفقهاء و المحدثين ملاذ الادباء والمفسرين جامع الفضائل كابرا عن کابر حضرة مولانا السيد محمد ابو الخير الشهير بابن عابدين بن العلامة احمد بن عبد الغنی عمر عابدين الحسينی النقشبندی الدمشقی متع الله المسلمين بطول بقائه آمين وهو من احفاد العلامة ابن عابدين صاحب الفتاوی الشامية رحمه الله تعالى

اور یہی عقائد ہیں اہل السنۃ والجماعۃ کے البتہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت قیام کا انکار اور اس کے کرنے والے پر مجوس یا روافض سے مشابہت دیکر تشنیع مناسب نہیں معلوم ہوتی کیونکہ بہت ائمہ نے قیام مذکورہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت وعظمت کی شان کے ارادہ سے مستحسن سمجھا ہے اور یہ ایسا فعل ہے جسکی ذات میں کوئی خرابی نہیں،

سلیم البشری شیخ الجامع الازہر نے مہر کیا اسکو محمد ابراہیم قایاتی نے ازہر میں مہر کیا اسکو سلیمان عبد نے ازہر میں مہر کیا

خلاصہ تصادیق علماء دمشق الشام

نقل تقریظ جو تحریر فرمائی، فاضل تحریر علامہ کامل علماء شام کے آفتاب اور فضلاء احناف کے ماہتاب فقہاء محدثین کے مایہ فخر ادباء ومفسرین کے پشت پناہ جامع فضائل آباؤ اجداد سے حضرت مولانا سید محمد ابو الخیر معروف بہ ابن عابدین خلف علامہ احمد بن عبد الغنی ابن عمر عابدین حسینی نقشبندی دمشقی اللہ انکی درازی عمر سے مسلمانوں کو متمتع فرمائے اور وہ نواسہ ہیں علامہ ابن عابدین کے جو مصنف تھے فتاوی شامی کے رحمۃ اللہ علیہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد فقد اطلعنی المولیٰ الفاضل المکرم المحترم علیٰ ھٰذہ الرسالۃ فوجدتہا مشتملۃ علی التحقیق الذی ھو بالقبول حقیق ولقد اتی مؤلفہا حفظہ اللہ بالعجب العجاب ماھو معتقد اھل السنۃ والجماعۃ بلا ارتیاب مما یدل علی فضلہ وسعتہ اطلاعہ فلا زال کشافا للمشکلات حلالا للمعضلات جزاہ اللہ الجزاء الاوفی فی ھذہ الدنیا وفی الاخریٰ حررہ علی عجل الفقیر الیہ تعالیٰ خادم العلماء ابوالخیر محمد بن العلامۃ احمد بن عبد الغنی ابن عمر عابدین الحسینی نسبا الدمشقی بلدا عفا اللہ عنہ بمنہ وکرمہ

ابوالخیر محمد عابدین

صورۃ ماکتبہ الفاضل الجلیل الامام النبیل رئیس الفضلاء وسند الکملاء محقق عصرہ ومدقق دھرہ وحید الزمان صفی الدوران جناب الشیخ مصطفیٰ بن احمد الشطی الحنبلی لازال مغمورا فی رضوان الملک العلام امین

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سب تعریف اللہ کو اور سلام اس کے برگزیدہ بندوں پر مولوی فاضل مکرم محترم نے یہ رسالہ مجھے دکھایا پس میں نے اس کو مشتمل پایا اس تحقیق پر جو قبول کرنے کے قابل ہے اور اس کے مؤلف نے حق تعالیٰ انکو محفوظ رکھے عجیب تحریر لکھی جو بلا شک اہل السنۃ والجماعت کا عقیدہ ہے اور جو دلالت کر رہا ہے مصنف کے وسعت معلومات پر پس وہ ہمیشہ مشکلوں کے کھولنے والے رہیں اور دشواریوں کے حل کرنیوالے اللہ انکو پوری جزا عطا فرمائے اس دنیا میں اور آخرت میں عجلت میں لکھا محتاج رب خادم العلماء ابوالخیر محمد بن، علامہ احمد بن عبد الغنی ابن عمر عابدین نے جو بروئے نسب حسینی ہیں اور وطن دمشق اللہ اپنے لطف و کرم سے ان کو بخشے

مہر

نقل تقریظ جسکو تحریر فرمایا جلیل الشان فاضل سردار فضلاء سند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ الاول بلا بدایۃ والاٰخر بلا نہایۃ فسبحانہ من الٰہ تفضل علیٰ ھٰذہ الامۃ المحمدیۃ بفضائل لا تحصی وخصھم بخائص لا تستقصی سیما وقد جعل منھم علماء ونبلاء وفضلاء وانار قلوبھم بنور معرفتہ وجعل منھم اولیاء وورثۃ لخاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام وسائر الانبیاء وان ممن یرجی انہ یکون منھم الشیخ حضرۃ العالم الفاضل والنبیہ الاریب الکامل مؤلف ھٰذہ الرسالۃ المشتملۃ علی مسائل شرعیۃ وابحاث شریفۃ علمیۃ لنشر للرد علی فرقۃ الوھابیۃ فی بعض مسائل علیٰ مذھب السادۃ الحنبلیۃ وھٰذا الرد انشاء اللہ فی محلہ فجزا اللہ تعالیٰ ھٰذا

کملاء امام عاقل محقق وقت مدقق زمانہ یکتائے زمان برگزیدہ دوران جناب شیخ مصطفٰے بن احمد شطی حنبلی نے سدا شاہنشاہ علام کی رضا میں غرق رہیں آمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب تعریف اللہ کو زیبا ہے جو اول ہے بلا ابتداء کے اور آخر ہے بلا انتہا کے پس پاک ہے وہ معبود جس نے فضیلت بخشی اس امت محمدیہ کو بے شمار فضائل سے اور خاص فرمایا لا انتہا خصوصیتوں سے خصوصًا اس نعمت سے ان میں علماء وکملاء اور فضلاء اور ان کے دلوں کو روشن فرمایا اپنی معرفت کے نور سے اور بنائے ان میں اولیاء اور خاتم الرسل علیہ وعلی سائر الانبیاء الصلوٰۃ والسلام کے وارث اور امید کیجاتی ہے کہ افضل خاصانِ خدا میں سے عالم فاضل فہیم عقیل کامل اس رسالہ کے مؤلف بھی ہیں جو چند شرعی مسئلوں اور شریف علمی بحثوں پر مشتمل ہے وہابی فرقہ کی تردید کے لئے علماء حنبلی کے مذہب کے موافق بعض مسائل میں اور یہ رد انشاء اللہ اپنے موقع پر ہے، پس بہتر جزا دے ان مؤلف کو انکی سعی کی اور ان پر احسان فرمائے اور ہم کو اور انکو

المؤلف عن سعیہ خیرا وقابلہ باحسانہ ووفقنا وایاہ لما یحب ربنا تعالیٰ ویرضی کما انی اؤمل منہ الدعاء لی ولاولادی ومشائخی وللمسلمین فی ظھر الغیب وجمعنا وایاہ علی التقویٰ بجاہ خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین آمین یارب العٰلمین کتبہ الفقیر مصطفیٰ بن احمد الشطی الحنبلی بدمشق الشام۔

صورۃ ماکتبہ صاحب المناقب العلیہ والمفاخر البہیۃ ذی الرای الصائب والفہم الثاقب جامع التحقیق والتدقیق معلم الحق والتصدیق حضرۃ الشیخ محمود رشید العطار لازال فی نعم الملک الغفار التلمیذ الرشید للشیخ بدر الدین المحدث الشامی دامت برکاتہ آمین۔

ایسے اعمال کی توفیق بخشے جو ہمارے رب کو محبوب وپسندیدہ ہوں اور میں امیدوار ہوں مصنف سے غائبانہ دعا کا اپنے لئے اور اپنی اولاد اور مشائخ اور تمام مسلمانوں کے لئے اللہ ہم کو اور ان کو جمع فرمائے تقوایٰ پر بجاہ ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین آمین یارب العالمین لکھا اسکو فقیر مصطفےٰ احمد شطی جنبلی نے دمشق الشام میں،

نقل تقریظ جسکو لکھا بلند منقبتوں اور چمکتے مفاخر والے درست رائے روشن فہم والے جامع تحقیق وتدقیق حق اور تصدیق کی تعلیم دینے والے حضرت شیخ محمود رشید عطار رہے سدا بخش ہارے شاہنشاہ کی نعمتوں میں رہیں جو شاگرد رشید ہیں شیخ بدر الدین محدث شامی دامت برکاتہ کے،

الحمد للہ الذی اقام لنصرۃ دینہ من اختارہ ووفقہ وجعل کلامھم سہاما صائبۃ فی افئدۃ من زاغ عن الحق وفرقہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من ھو الوسیلۃ العظمیٰ لنیل کل فضیلۃ والغایۃ القصویٰ الوصول للمراتب الجلیلۃ وعلیٰ اٰلہ واصحابہ واتباعہ واحزابہ لاسیما من ذب عن الدین المحمدی کل جھول وھابی معتدی امابعد فانی وقفت علیٰ ھٰذا المؤلف الجلیل فوجدتہ سفرا حافلا لکل دقیق وجلیل من الرد علی الفرقۃ المبتدعۃ الوھابیۃ اکثر اللہ تعالیٰ من امثال مؤلفہ واعانہ بعنایۃ الربانیۃ کیف لا والکلام من ھذا الموضع من اھم مایعتنی بہ فی الوصول والفروع فجزا اللہ مؤلفہ العالم الفاضل والانسان الکامل افضل ماجوزی عامل علی عملہ وسقاہ اللہ من الرحیق عللہ ونھلہ ونرجو منہ الدعاء بحسن الخاتمۃ والتوفیق لما فیہ النجاۃ فی الاخرۃ۔ کتبہ الفقیر الی اللہ تعالیٰ۔ محمود بن رشید العطار

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے کھڑا کیا اپنے دین کی مدد کے لئے جسکو منتخب فرمایا اور توفیق بخشی اور ان کے کلام کو بنادیا تیر پہونچنے ان کے کلیجوں میں جو حق سے پھرے اور علیحدہ ہوئے اور درود وسلام اس ذات پر جو بڑا وسیلہ ہے ہر فضیلت کے حاصل کرنے کو اور منتہائے مراد ہے مراتب جلیلہ تک پہونچنے کو اور انکی اولاد و اصحاب اور تابعین جماعت پر خصوصًا ان پر جنھوں نے دین محمدی سے ہر جاہل وہابی معتدی کو دفع کیا، امابعد پس میں مطلع ہوا اس تالیف جلیل پر پس پایا اسکو جامع ہر باریک و باعظمت مضمون کا جس میں رد ہے بدعتی وہابیوں کے گروہ پر، مؤلف جیسے علماء کو حق تعالیٰ نے زیادہ کرے اور انکی مدد فرمائے عنایت ربانیہ سے کیوں نہ ہو اس مضمون میں گفتگو کرنا اصول فروع کے قابل توجہ مسائل میں اہم وضروری ہے پس اللہ جزا دے اسکے مؤلف کو جو عالم فاضل اور

خلاصۂ تصادیق علمائے حماۃ الشام

★ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین القائل کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر والصلوٰۃ والسلام علی اشرف خلقہ وخاصتہ من انبیائہ القائل لاتزال طائفۃ من امتی ظاھرین حتی یاتیھم امر اللہ وھم ظاھرون وعلیٰ الہ واصحابہ القائمین بنصرۃ الدین فی الحرب والسلم وسلم تسلیما کثیرا الیٰ یوم الدین ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب امابعد فاقول قد اطلعت علیٰ ھذہ الاسئلۃ واجوبتھا لعلامۃ الفاضل والجھبذ الکامل فرید عصرہ ووحید دہرہ الھمام القمام شیخی واستاذی

انسان کامل ہیں بہترین جزا جو عمل کنندہ کو اس کے عمل پر ملا کرتی ہے اور انکو شراب جنت سے سیراب کرے بار بار اور ہم امید وار ہیں ان سے دعاء حسن خاتمہ کی اور ان اعمال کی توفیق کہ جس میں نجات اخروی حاصل ہو لکھا اس کو فقیر محمود بن رشید عطار نے،

صورۃ ماکتبہ التحریر العلام رئیس الفضلاء الاعلام حضرت شیخ محمد البوشی الحموی تغمدہ اللہ بکرمہ البھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم، سب تعریف اللہ رب العلمین کو جس نے ارشاد فرمایا کہ (اے امت محمدیہ) تم سب سے بہتر امت ہو جو لوگوں کے لئے نکالی گئیں کہ حکم کرتے ہو نیکی کا اور منع کرتے ہو برائی سے اور درود و سلام بہترین مخلوقات اور برگزیدہ پیغمبران پر جس کا ارشاد ہے کہ ہمیشہ ایک گروہ میری امت میں سے غالب رہیگا یہانتک کہ قیامت آجائے گی اور وہ غالب ہی ہوں گے اور انکی اولاد و اصحاب پر جو دین کی مدد پر قائم رہے جنگ اور صلح میں اور سلام نازل ہو بکثرت روز قیامت تک اے ہمارے رب کج نہ فرما ہمارے دلوں کو اس کے بعد کہ ہم کو ہدایت دے چکا اور عطا فرما ہم کو اپنے پاس سے رحمت

وعمدتی وملاذی مولانا المولوی الشہیر بخلیل احمد فوجدتہا لما علیہ السواد الاعظم من اھل السنۃ والجماعۃ ولما علیہ مشائخنا الاعلام والسادۃ الفخام سقی اللہ روحہم صوب الرحمۃ والغفران فجزی اللہ ذلک الفاضل عن السنۃ خیر الجزاء والسلام قالہ بفمہ ولطقہ بلسانہ ورقمہ ببنانہ الفقیر الحقیر ذی العجز والتقصیر محمد البوشی الحموی الازھری المدرس والامام فی الجامع الشہیر بجامع المدفن بحماۃ الشام۔

● الحمد للہ الواحد فلا یجحد الاحد الذی فی سرمدیتہ توحد الفرد الذی فی ربوبیتہ تو تفرد والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد الممجد وعلی آلہ واصحابہ الذین جاھدوا مع من تمرد اما

بے شک تو بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ میں ان سوالات پر مطلع ہوا جنکو تحریر فرمایا ہے زبردست عالم صاحب فضل اور سردار کامل، یکتائے زمانہ اور یگانہ وقت پیشوا بحر مواج میرے شیخ اور میرے استاذ اور معتمد اور پشت و پناہ مولانا مولوی خلیل احمد صاحب نے پس میں نے پایا ان کو اسکے موافق جس پر باعظمت گروہ یعنی اہل السنۃ والجماعت ہیں اور اسکے مطابق جس پر ہمارے مشائخ اعلام اور سرداران عظام ہیں حق تعالیٰ انکی ارواح کو رحمت ومغفرت کی بارش سے سیراب کرے پس اللہ جزا دے ان فاضل مؤلف کو سنت کی طرف سے بہتر جزا والسلام کہا اپنے ذہن سے اور ظاہر کیا زبان سے اور لکھا قلم سے فقیر حقیر محمد لوشی سند یافتہ جامع ازہر مدرس وامام جامع مدفن واقع شہر حما ملک شام نے،

صورۃ ما کتبہ الامام الاجل والہمام الاکمل حضرت الشیخ محمد سعید الحموی عطاہ اللہ بلطفہ الخفی والجلی

سب تعریف اللہ احد کو جسکا انکار نہیں ہو سکتا یکتا کہ اپنی بقا میں یگانہ ہے فرد کہ اپنی

بعد فانی لما سرحت نظری فی الرسالۃ المنسوبۃ للعالم الفاضل والامام الکامل مولانا خلیل احمد وجدتہا مطابقۃ لاعتقادنا ومشائخنا فاللہ یجزیہ الجزاء الاوفی ویحشرنا وایاہ تحت لواء المصطفیٰ آمین (محمد سعید)

● الحمد للہ الذی وقانا من الاھواء والبدع والضلالات ووفقنا لاتباع سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاحب المعجزات الباھرات وثبتنا علی ما کان علیہ ھو واصحابہ الکرام۔ (امابعد) فانی لم اعثر فی ھذہ الرسالۃ المنسوبۃ للعلامۃ الفاضل مولانا خلیل احمد الا علیٰ ما یوافق اعتقادنا واعتقاد مشائخنا رحمہما اللہ تعالیٰ من معتقدات اھل السنۃ والجماعۃ فجزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء وحشرنا وایاہ معہم فی زمرۃ سید الانبیاء والحمد للہ رب العالمین خادم العلماء علی بن محمد الدلال الحموی عفی عنہ۔

ربوبیت میں لاشریک ہے اور درود وسلام سیدنا محمد محمد پر اور انکی اولاد واصحاب پر جنھوں نے جہاد کیا ہر اس شخص سے جس نے شرارت کی، امابعد، میں نے جب نظر ڈالی اس رسالہ میں جو منسوب ہے عالم فاضل امام کامل مولانا خلیل احمد صاحب کیطرف تو اسکو پایا مطابق اپنے اعتقاد اور اپنے مشائخ کے اعتقاد کے پس اللہ جزا دے انکو پوری جزا اور ہمکو اور ان کو جمع فرمائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے۔ آمین

صورۃ ما کتبہ البارع النبیل الفاضل الجلیل صاحب الکمال حضرت الشیخ علی بن محمد الدلال الحموی لازال معمورا بالافضال

سب تعریف اللہ کے لئے جس نے ہمکو محفوظ رکھا ہوائے نفسانی وبدعات اور گمراہیوں سے اور ہمکو توفیق بخشی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی جو روشن معجزوں والے ہیں اور ہمکو ثابت قدم رکھا اس طریقہ پر جسپر آپ اور آپکے صحابہ تھے امابعد میں نے کوئی بات

الحمد للہ علی ما انعم + وعلمنا مالم نکن نعلم والصلوٰۃ والسلام
علی افصح من نطق بالضاد وافحم بباھر حجتہ کل من عائد
وحاد عن طریقۃ الرشاد سیدنا محمد الذی جاء بالحق المبین
وحجا ببراھینہ القاطعۃ شبہ الضالین المضلین وعلیٰ آلہ و
اصحابہ المتمسکین بسنتہ المتادبین باداب شریعتہ (وبعد)
فقد اطلعت علیٰ ھٰذہ الاجوبۃ الظاھرۃ + والعقود الفاخرۃ فوجدتہا
موافقۃ لما علیہ اھل السنۃ والدین مخالفۃ لمعتقد المبتدعین
المارقین جزی اللہ مؤلفہ کل خیر واکثر من امثالہ + وایدہ

اس رسالہ میں جو منسوب ہے علامہ فاضل مولانا خلیل احمد صاحب کی طرف ایسی نہیں پائی
جو موافق نہ ہو اہل السنۃ والجماعت کے عقیدہ میں ہمارے اعتقاد اور ہمارے مشائخ کے اعتقاد کے
اللہ انکو جزا دے اور ہمکو اہلسنت والجماعت کے ساتھ سید الانبیاء کے زمرہ میں محشور فرمائے الحمد للہ رب العالمین خادم
العبد عزیز الرحمن

صورۃ ماکتبہ الادیب الکامل والحبر الفاضل الامام الربانی حضرت الشیخ محمد ادیب الحورانی متع اللہ بعلمہ القاصی والدانی

اللہ کے لئے حمد ہے ان نعمتوں پر جو اس نے دیں اور ہم کو سکھایا جو ہم
جانتے نہ تھے اور درود وسلام اس ذات پر جو ضاد بولنے میں سب سے زیادہ فصیح
ہیں اور معاند و منحرف کو اور اسکی جو انکی راہ رشد سے پھرا باظہار دلیل سب سے
زیادہ چپ کرنے والے ہیں یعنی سیدنا محمدؐ جو کھلا ہوا حق لیکر آئے اور اپنے دلائل
قاطعہ سے گمراہوں گمراہ کنندوں کے شبہات مٹائے اور انکی اولاد واصحاب پر
جنھوں نے آپ کا طریقہ مضبوط پکڑا اور آداب شریعت کے عامل بنے ہیں ان کھلے
جوابوں اور فخر کے لائق ہاروں پر مطلع ہوا تو انکو موافق پایا اس طریقے کے جس پر
سنت اور دین والے ہیں اور مخالف پایا بد دین بدعتیوں کے عقیدہ کے اللہ
صلہ دے اسکے مؤلف کو ہر قسم کی بھلائی کا اور زیادہ کرے ان جیسے علماء اور
انکی تائید فرمائے ان کے اقوال وافعال میں آمین۔

فی اقوالہ وافعالہ ۔ آمین

الراجی نیل الربانی محمد ادیب الحورانی المدرس فی جامع السلطانۃ بحماۃ. (طبع الخاتم)

قد اطلعنا علی رسالۃ الفاضل الشیخ خلیل احمد المشتملۃ هذه الرسالۃ علی الاسئلۃ والاجوبۃ بخصوص العقائد وشد الرحال لزیارۃ سید المرسلین فوجدنا ها موافقۃ لعقائدنا اهل السنۃ والجماعۃ خالیۃ عن الخلل ماعلیها رد من جهۃ بذلک فنشکر فضل الاستاذ المذکور کتبہ الفقیر الیہ تعالیٰ عبد القادر لبابیدی

● بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستهدیہ ونستغفرہ واشهد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ۔ واشهد ان سیدنا محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ رحمۃ

امیدوار عطاء ربانی محمد ادیب حورانی درس جامع مسجد سلطانہ حما ملک شام (مہر)

صورۃ ما کتبہ صاحب الفضل الباہر والعلم الزاہر حضرت الشیخ عبد القادر لازال محمود حامن الاصاغر والاکابر

ہم مطلع ہوئے صاحب فضل شیخ مولانا خلیل احمد کے اس رسالہ پر جو مشتمل ہے چند سوالات وجوابات اور خاص عقیدوں اور زیارت سرورِ عالم کے لئے سفر کرنے پر پس ہم نے ان کو پایا موافق عقائد اہل سنت والجماعت کے بالکل خالی خلل سے جس پر کسی طرح کا رد نہیں ہوسکتا، لپس ہم استاذ مذکور کی فضیلت کے شکر گذار ہیں، لکھا فقیر عبد القادر نے۔

صورۃ ما کتبہ العلامۃ الوحید الدر الفرید حضرت الشیخ محمد سعید منّ اللہ علیہ باحسانہ المدید وکرمہ المجید ما

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سب تعریف اللہ کو ہم اسکی حمد کرتے ہیں اور اسکی مدد چاہتے ہیں اور اس کا دل سے اقرار کرتے اور اس سے استغفار کرتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ

للعلمین لبشیرا ونذیرا وسراجا منیرا صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ و اصحابہ نجوم الاھتداء وائمۃ الاقتداء وسلم تسلیما کثیرا۔ امابعد فقد اطلعت علی ھذہ الاجوبۃ الجلیلۃ التی کتبھا العالم الفاضل الشیخ خلیل احمد فرأیتھا مطابقۃ لما علیہ السواد الاعظم من علماء المسلمین وائمۃ الدین من الاعتقاد الحق والقول الصدق وھی جدیرۃ بان تنشر بین المسلمین وتعلم لسائر المؤمنین فجزی اللہ مؤلفھا الخیر ووقاہ الاذی والضیر وھا انا قد اجریت قلمی بالتصدیق علیھا ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العظیم۔ ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ کتبہ الفقیر الیہ تعالیٰ محمد سعید۔ (طبع الخاتم)

● احمد اللہ علیٰ الائہ واصلی واسلم علیٰ خاتم انبیائہ وعلیٰ

کوئی معبود نہیں مگر اللہ یکتا لاشریک۔ اور گواہی دیتے ہیں کہ سیدنا محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں جنکو اللہ نے بھیجا جہان بھر کیلئے رحمت بناکر مژدہ سنانیو الا ڈرانیوالا روشن چراغ اللہ کی رحمت ہوا نپر اور انکی اولاد و اصحاب پر جو ہدایت کے تارے اور اقتداء کے امام ہیں اور سلام ہو بکثرت میں مطلع ہوا ان بزرگ جوابات پر جنکو لکھا ہے عالم فاضل شیخ خلیل احمد نے پس میں نے انکو پایا مطابق اس اعتقاد برحق اور سچے قول کے جسپر علماء مسلمین و پیشوایان دین کا گروہ اعظم ہے اور یہ جوابات اس لائق ہیں کہ انکو پھیلا دیا جائے تمام مسلمانوں میں اور سکھا دیا جائے سارے مؤمنین کو پس اللہ اس کے مؤلف کو جزائے خیر دے اور محفوظ رکھے تکلیف و ضرر سے اور لو میں نے اس کی تصدیق پر قلم چلا دیا، محمد سعید ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ (مہر)

صورۃ ماکتبہ الفصیح الثناء والناظم المدرار حضرت الشیخ محمد سعید لطفی حنفی عمرہ اللہ بفضلہ العلی

میں اللہ کی حمد کرتا ہوں اسکے احسانات پر اور درود بھیجتا ہوں خاتم الانبیاء پر اور انکی اولاد

آلہ واصحابہ الذین فازوا بنصرتہ وولائہٗ امابعد فقد اطلعت علی هذه الاجوبۃ الفاضلۃ فوجدتہا مطابقۃ للحق خالیۃ من کل شبہۃ باطلۃ کیف لاو طرز بردھا شمس سماء البلاد الہندیۃ ودُرتاج علماء تلک البقعۃ البہیۃ فقد احرز قصبات السبقۃ فی مضمار العلم والقیت الیہ مقالید الذکاء والفہم عید اعیان ھذا الزمان وانسان عین الانسان مقتدی اھل الفضل والصلاح ووسیلۃ النجاۃ والنجاح حضرۃ الحافظ الحاج المولوی خلیل احمد دام بعنایۃ الملک الصمد ولازالت اشعۃ شموسہ مشرقۃ مفیئۃ وانوار بدورہ فی افق السماء العلم بازغۃ منیرۃ آمین یارب العٰلمین

سرحت طرفی فیما ٭ دین السؤال مع الجواب
الفیت ما فیہا حقیقا کلہ عین الصواب
لاعنرو اذا بداہ ذوالقدر العلی اللیث المہاب

واصحاب پر جو آپ کی مدد اور محبت سے مالامال ہوئے امابعد میں مطلع ہوا ان فضیلت والے جوابوں پر پس انکو پایا حق کے مطابق اور ہر باطل شبہہ سے خالی کیوں نہ ہو جبکہ اسکے مؤلف آسمان ہند کے آفتاب اور اس جانب کے علماء کے سر تاج کہ جنھوں نے علم کے میدان میں مراتب سبقت وفضل کو لیا اور ذکاء وفہم کی کنجیاں ان کے قبضہ میں آئیں بزرگان زمانہ کی عید اور ہر انسان کی آنکھ کی پتلی اہل فضل وجلالت کے پیشوا، اور نجات وکامیابی کے وسیلہ حضرت حافظ حاجی مولوی خلیل احمد صاحب ہیں بے نیاز شاہنشاہ کی عنایت سے دائم قائم رہیں اور ان کے آفتاب کی شعاعیں روشن اور چمکتی رہیں اور ان کے ماہتاب کے انوار آسمان علم کے افق پر تاباں درخشاں رہیں آمین یارب العالمین،

سوال وجواب کے میدانوں پر میں نے نظر ڈالی تو اس کا سب مضمون بالکل صواب اور حق پایا، ایسا ہونا کچھ تعجب نہیں کیونکہ اسکو بلند مرتبہ والے قابل ہیبت

من صيته قد طاره ✤ بين السهول والهضاب

وبحفظ احكام الشريعة جاء بالعجب العجاب

وهو الحسام الفضل فی ✤ اعناق اهل الارتياب

وهو الامام اللوذعی ✤ وقوله فصل الخطاب

دم بالرعاية يا خليل وانت محمود الجناب

وانا العبد الفقير اسير التقصير الراجی لطف ربه الجلی والخفی محمد سعيد لطفی الحنفی عفا الله عنه (طبع الخاتم)

● الحمد لله حمد من اعترف لجنابه الاقدس بجميع الكمالات وعرف انه تعالی وتنزه عن جميع ما يقول المبتدعة واهل الضلالات واعتقد بان حجتهم داحضة وترهاتهم متناقضة والصلوٰة والسلام علی سلطان دوائر الحضرات الربانية وسيد سادات المرسلين اولی المشاهد القدسية سيدنا ومولانا محمد الذی هو

شہرنے ظاہر کیا ہے جسکا شہرۂ نیک نامی نرم وسخت غرض تمام زمین میں اڑگیا اور شریعت کے احکام کی حفاظت میں عجیب مضمون بیان فرمایا اور وہ ایک فیصل کن تلوار ہیں اہل شک کی گردنوں میں اور پیشوائے زکی ہیں اور ان کا قول گفتگو کا فیصلہ ہے اے خلیل تم محمود بارگاہ ہو کر ہمیشہ بحفاظت قائم رہو، میں ہوں بندہ فقیر محمد سعید لطفی حنفی عفی عنہ، (مہر)

صورة ما كتبه الشيخ الاوحد ذو الفضل المجيد حضرت فارس بن محمد امده الله بمنه المخلد

تمام حمد اللہ کے لئے ہے اسکی سی حمد جو اسکی بارگاہ اقدس کے لئے تمام کمالات کا معترف ہو اور جانتا ہو کہ وہ عالی اور منزہ ہے اور تمام ان باتوں سے جو کہتے ہیں بدعتی اور اہل ضلال اور معتقد ہو اس بات کا کہ ان کی دلیل ضعیف ہے اور انکی بکواس باہم معارض ہے اور درود وسلام ربانی بارگاہ ہونگے دائروں کے

محمد دولة الموجودات واحمد كتائب الكائنات وعلى اله اقمار سمٰوٰت المفاخر واصحابه نجوم المحافل والمحاضر الى يوم الدين امابعد فيقول العبد الذى اذا غاب لايذكر واذا حضر لايوقر خويدم السنة السنية والفقراء الاحمدية فارس بن احمد الشفقة الحموى مولدا ووطنا والشافعى مذهبا والرفاعى طريقة والمدرس فى جامع البحصة الكائن بمدينة حماه المحمية احدى البلاد الشامية قد طالعت الرسالة المباركة المشتملة على ستة وعشرين جوابا التى اجاب بها العالم الكامل والجهبذ الفاضل المحقق المدقق والمقدام المفرد مولانا المولوى خليل احمد وعندما تصفحت تلك العبارات الفائقة وتعلقت هاتيك المعانى الرائقة وجدتها للشريعة المطهرة موافقة ولما عليه معتقدنا ومعتقد اشياخنا من

بادشاہ اور پاک مجالس والے بزرگ پیغمبران کے سرداران سیدنا و مولانا محمدؐ پر جو تمام عالم کی حکومت کے ستودہ اور سارے جہان کی مخلوقات کے ممدوح ہیں اور آپ کی اولاد پر جو آسمان ہائے مفاخر کے ماہتاب ہیں اور آپ کے صحابہ پر جو محافل و مجالس کے تارے ہیں روز قیامت تک امابعد کہتا ہے بندہ جو غائب ہو تو نہ یاد آوے اور موجود ہو تو عظمت نہ کی جائے روشن سنت اور محمدی فقرار کا ادنیٰ خادم فارس ابن احمد شفقہ حنکی جائے ولادت و وطن حما ہے اور مذہب شافعی اور مشرب رفاعی اور ملک شام کے شہر حما کی مسجد جامع بحصہ میں مدرس ہے میں اس مبارک رسالہ پر مطلع ہوا جو چھبیس ۲۶ جوابوں پر مشتمل ہے جو عالم کامل زیرک فاضل محقق مدقق پیشوائے یگانہ مولانا مولوی خلیل احمد صاحب نے دیئے ہیں اور جب میں نے ان عمدہ عبارتوں اور خوشگوار مضامین کو غور سے دیکھا تو ان کو شریعت مطہرہ کے مطابق اور اپنے اگلے پچھلے مشائخ کے عقیدوں کے موافق پایا پس اللہ ان کو جزائے خیر دے اور ہم کو اور ان کو سید المرسلین کے زیر لواء محشور

السلف والخلف مطابقۃ فجزاہ تعالیٰ خیرا وحشرنا وایاہ تحت لواء سید المرسلین والحمد للہ رب العلمین قالہ بفمہ وکتبہ بقلمہ الفقیر لربہ المعترف بذنبہ فارس بن احمد الشقفۃ الحموی (طبع الخاتم)

● بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ الواحد الذی عدمت لہ النظائر والاشباہ الصمد الذی اقرت بربوبیۃ الضمائر والافواہ الجلیل الذی سجدت لہیبۃ الاذقان والجباہ القادر الذی جرت خاضعۃ لقدرتہ الریاح والامواہ المقتدر الذی اطاع امرہ الفلک الاعلی وماعلاہ الاحد الذی نطقت حکمۃ بوحدانیتہ فیما ابدعہ وسواہ واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ شہادۃ یزعم بہا الجاحد المنافق ولیعظم بہا الرب القدوس الخالق واشہد ان سیدنا ونبینا ومولانا وحبیبنا وقرۃ عیوننا ابا القاسم محمدا

فرمائے والحمد للہ رب العلمین، کہا اپنے ذہن سے اور لکھا قلم سے فقیر فارس بن احمد حموی نے ۔ (مہر)

صورۃ ماکتبہ البحر الجواد قدوۃ الزہاد والعباد حضرت الشیخ مصطفیٰ الحداد سقاہ اللہ بالرحیق یوم التناد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سب تعریف اللہ کو جو یکتا ہے کہ اسکی کوئی نظیر اور شبیہ نہیں بے نیاز ہے کہ اس کے رب ہونے کے کا اقرار دل اور منہ سے کرتے ہیں باعظمت ہے کہ اسکی طاقت سے ہوائیں اور پانی مسخر ہیں زور آور ایسا ہے کہ فلک اعلیٰ اور اس سے بالا بھی اس کے حکم کے مطیع ہیں یگانہ ہے کہ جو کچھ اسے ایجاد فرمایا ہے اس کی حکمت اس کی وحدانیت بتا رہی ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ معبود نہیں بجز اللہ یگانہ لاشریک کے جس کو منکر منافق نہیں مانتا اور جس سے پاک پروردگار پیدا کرنے والے کی عظمت ظاہر ہو اور گواہی دیتا ہوں کہ سیدنا و مولانا ہمارے محبوب اور آنکھوں کی ٹھنڈک ابوالقاسم محمد اس کے بندہ اور رسول ہیں جو سب سے عمدہ اور پیارا

عبدہ ورسولہ المبعوث باحمد الطریق وحبیبہ وامینہ المکاشفا لغیوب الحقائق صلی اللہ علیہ وعلی الہ وصحبہ وسلم مالاح و میض بارق و بعد فقد وقفت فی ھذہ الاوانۃ علی رسالۃ تتضمن ستۃ وعشرین سوالا مع اجوبتہ عنہا العالم الفاضل الشیخ خلیل احمد وفقنی اللہ وایاہ والمسلمین لما بہ فی الدارین نسعد و فی الملاء بہ نحمد + فوجدتہ قد نھج فی اجوبتہ المذکورۃ المنہج الصحیح ووافق بہا الحق الصریح ورد بمنطوقہا المبین وجلاء بمفہومہا الغین عند العین والحمد للہ الہادی الی سبیل الصواب و الیہ المرجع والماب وصلی اللہ علی سیدنا ومولانا محمد عالی القدر العظیم الجاہ وعلی الہ وصحبہ ومن والاہ + کتبہ العبد الضعیف الملتجی الی مولاہ خادم السنۃ السنیۃ فی مدینۃ حماہ الراجی من ربہ فی الدنیا التوفیق للقیام علی قدم السداد وفی الاخرۃ کرھیئۃ السوال والمراد بہ الفقیر الیہ سبحانہ المصطفی الحداد عفی عنہ (طبع الختم)

طریقہ دیکر بھیجے گئے اور امین ہیں کہ مخفی تحقیقیں ظاہر فرماتے ہیں اللہ ان پر اور انکی اولاد و اصحاب پر رحمت نازل فرمائے جب تک انکی چمک ظاہر ہے۔ امابعد دریں ولا میں اس رسالہ سے آگاہ ہوا جو ان چھبیس سوالات کو شامل ہے جنکے جوابات عالم فاضل شیخ خلیل احمد صاحب نے دیئے ہیں اللہ ہم کو اور انکو اور تمام مسلمانوں کو ان اعمال کی توفیق بخشے جنکی بدولت ہم دارین میں صاحب نصیب ہوں اور عالم بالا پر ہماری تعریف ہو۔ پس میں نے پایا کہ شیخ ممدوح ان مذکورہ جوابات میں صحیح طریق پر ہیں اور صریح حق کی موافقت کی اور اسکی عبارت سے باطل کو رد کیا اور مضمون سے آنکھوں کی ظلمت رفع کی اور سب تعریف اللہ کو جو درست طریقہ کا راہ نما ہے اور اسی کی طرف لوٹنا اور آخر جانا ہے اور رحمت فرمائے اللہ سیدنا مولانا محمد پر جو عالیقدر و عظیم الجاہ ہیں اور انکی اولاد واصحاب اور ان کے دوستوں پر لکھا بندۂ ضعیف مصطفی الحداد حموی نے۔

تمت